نقدِ ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا
مجھ میں واصل ہو گا میری قول پر ایمان لا

مخزنِ اسرار

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیاؤں کا
اُردو اشعار میں منتر وار ترجمہ

مرتبہ

پنڈت دینا ناتھ مدن معجز دہلوی۔ بی۔ اے

ماہ جون سنہ ۱۹۳۰ عیسوی

طبع سویم ۱۰۰۰ جلد حقِ تالیف محفوظ قیمت عہ

مطبوعہ دہلی پرنٹنگ ورکس دہلے

تنقید و تبصرہ از اخبارات

روزانہ "وطن" دہلی مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۱ء

مخزنِ اسرار

اُردو علم و ادب میں بیش قیمت اضافہ

پنڈت دینا ناتھ معجز دہلی کی اُن بزرگ ہستیوں میں ہیں جنہوں نے اپنی اَدبی خدمات کے ذریعہ اپنے تاریخی شہر کی فضیلت کو روز افزوں کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپکا اُس مُقتدر اور عالی شان خاندان سے تعلّق ہے جو اپنے مخصُوص کشمیری "مدن فیملی" کے نام سے مشہور ہے اور جس کے ارکانِ بلند پایہ شروع ہی سے اَدبی مشاغل میں مصروف رہکر اپنی زندگی کو شاندار بناتے رہے ہیں۔ پنڈت جی موصوف کے والدِ بزرگوار خُلد آشیاں رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ مدن

سنسکرت فارسی اور اُردو کے عالم نیز عرفان وعشق کے عامل تھے فلسفہ اُلوہیت جو اُردو زبان میں شریمد بھگوت گیتا کا ایک بینظیر اور معرکۃ الآرا ترجمہ ہے آپ کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ ہمارا خیال اور خیال ہی نہیں بلکہ اعتقادِ مستحکم ہے کہ اُردو زبان میں اِس سے بہتر گیتا کی تفسیر و تشریح آج تک کسی نے نہیں لکھی۔ سُلجھی ہوئی عبارت میں گیتا کے دقیق سے دقیق مسائل کو عوام کے استفادہ کے لئے پیش کرنا پنڈت جی ہی کا حصّہ تھا۔ آپ کی ایک تصنیف برہم درشن گرنتھ بھی ہے جو عرفان وحقیقت کی قدر جاننے والے اصحاب سے شرفِ قبول حاصل کر چکی ہے۔

پنڈت دینا ناتھ کے برادرِ معظم پنڈت امرناتھ ساحر کی ہستی اِس وقت دہلی کی ایک مُغتنم ہستی ہے جس کے دم سے علم وادب کے ساتھ ہی ساتھ عرفان وحقیقت کا چراغ روشن ہے۔ حق یہ ہے کہ اُردو زبان کے ذریعہ ہندو فلسفہ کی نشر و اشاعت میں اس خاندان نے جو حصّہ لیا ہے اُس کی مُدتِ مدید تک قدر کی جائیگی اور آئندہ نسلیں اِس پر فخر کرینگی +

یہ ناممکن تھا کہ پنڈت دینا ناتھ معجز اپنے خاندانی ماحول سے غیر متاثر رہتے چنانچہ اُن کی زندگی کا خاص مشغلہ یہی ہے کہ سنسکرت میں ہندو فلسفہ کے بارے میں جو زبردست اور معرکۃ الآرا کتابیں موجود ہیں اُن کو اُردو لباس میں مُرتّب فرمائیں۔

مگر پنڈت جی کا کام اپنے والدِ بزرگوار نیز برادرِ معظّم سے زیادہ مُشکل تھا۔ اُن دونوں بزرگوں نے جو کچھ تفسیر و تشریح ہندو فلسفہ کی قلمبند فرمائی ہے وہ نثر میں ہے پنڈت جی نے اِس شرابِ حقیقت کو مخمّرۂ اُردو میں دو آتشہ بنایا ہے۔ چنانچہ مخزنِ اسرار بھگوت گیتا کا اُردو ترجمہ منظوم ہے۔ کامیاب ترجمہ کی مُشکلات سے کچھ وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جن کو کسی نہ کسی سبب سے ترجمہ کی رہگذر میں قدم رکھنا پڑتا ہے پھر اس پر نثر کی بجائے نظم میں ترجمہ کرنا اور بھی مُشکل کام ہے۔ خیال یہ رکھنا پڑتا ہے کہ اصل کتاب یا مضمون کا صحیح مفہوم اُس زبان میں جس میں اس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے سلامت رہے نیز زبان کی دیگر خوبیوں کے ساتھ اس طرح ادا ہو جائے کہ پڑھنے والے کو اُس کے سمجھنے میں دِقّت نہ معلوم ہو۔ نیز مصنف کا منشاء

حرف بحرف عیاں بھی ہو جائے یہ مُسلّم ہے کہ تصنیف ترجمہ سے کہیں زیادہ مُشکل کام ہے مگر ترجمہ بھی آسان کام نہیں ہے۔ تصنیف صحیح معنوں میں ایجاد کے مترادف ہے اور ترجمہ تقلید کے ہم معنی۔ مگر نقشِ ثانی اگر نقشِ اوّل سے بہتر نہ ہو سکے تو کم از کم اُس کے برابر ضرور ہونا چاہیے۔ اِس لحاظ سے منظوم ترجمہ اور بھی دقّت طلب ہو جاتا ہے۔ مگر نہیں استقلال اور قابلیت رکھنے والوں نے مُشکل کو بھی پانی کر دیا ہے۔ ہم تنقید و تبصرہ کی تمام ذمّہ داریوں کو بدِ نظر رکھکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنڈت دینا ناتھ صاحب مُعجز گیتا کے منظوم ترجمہ میں بدرجۂ اتم کامیاب ہوئے ہیں۔

اُردو میں گیتا کے کئی منظوم ترجمے ہیں۔ اگرچہ یہ ترجمے اپنی اپنی جگہ قابلِ قدر ہیں مگر مُعجز صاحب کی منظوم گیتا میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ ایک اشلوک کا ایک شعر میں ترجمہ کیا جائے اور وہ اس کوشش میں زیادہ حد تک کامیاب ہوئے ہیں مُعجز کی گیتا منظوم پہلی سات ادھیاؤں کا ترجمہ ۱۹۱۵ء میں شائع ہو کر اور اربابِ دانش کی نظر سے گزر کر سندِ قبول حاصل کر چکا تھا۔ اُس کے

کچھ سال بعد مکمل ترجمہ شائع ہوا تھا۔ اس مرتبہ یہ ترجمہ چھوٹے سائز پر شائع کیا گیا ہے جس ظاہری میں پہلی اشاعتوں سے اس کو تفوق حاصل ہے۔ کاغذ چکنا ہے۔ لکھائی اچھی ہے۔ شروع میں معجز صاحب کا ایک فوٹو بھی ہے جس سے کتاب کی شان دوبالا ہوگئی ہے معنوی خوبیوں میں بھی پہلے کے بمقابلہ اضافہ ہوگیا ہے۔ شریمد بھگوت گیتا کے جملہ اصول اور بیانات کا باہمی تعلق سمجھنے کے لیے شروع میں ایک نقشہ جلوۂ جہاں نما منسلک کیا گیا ہے جس کو سمجھنے کے لیے ایک عارف کا دل و دماغ ہونا چاہیئے۔

"فلسفۂ بھگوت گیتا پر ایک نظر" ہمیں انسانی ارتقا کی تمام منازل سے بہرہ ور کرتی ہے۔ اس میں جو تحقیقات درج کی گئی ہیں دلچسپ اور مفید ہیں اور ان پر بحث کرنے کے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ نیز یہ مسائل ایسے ہیں جن کے بارے میں فلسفۂ الٰہیات و تصوف کا وسیع مطالعہ کیئے بغیر اظہار رائے کرنا درست نہیں۔

اس کے بعد منظوم ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ شروع سے آخر تک آپ اس ترجمہ کو مسلسل دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔

فلسفہ ہمیشہ خشک ہوتا ہے مگر اس کے باوجود معجز صاحب نے اسکو جاذب بنانے کی سعیِ بلیغ کی ہے۔ جا بجا مسائلِ مذکورہ کی تشریح کے لیئے نقشے بھی درج ہیں۔

کتاب کے آخر میں بھگوت گیتا کا دستور العمل ایک نہایت ضروری چیز ہے جو ہر شخص کے لیے غور سے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل مترجم نے فلسفۂ گیتا سے عملی فائدہ کس قدر اُٹھایا ہے۔ ورنہ ان کیفیات کا بیان کرنا بے عمل عالموں کا کام نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دورِ جدید کے اکثر ممتاز فلسفہ داں و نیز دیگر متعدد علماے جہاں جن میں مشرق و مغرب دونوں کے اکابرین شامل ہیں اُن کی آرا بھگوت گیتا کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیئے درج کی گئی ہیں۔ کتاب کا آخری حصہ منظوم ترجمہ کے متعلق قدردان اصحاب کی آرا پر مشتمل ہے

اگرچہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ مخزنِ اسرار کے بارے میں اس قدر لکھنے پر بھی ہم تنقید و تبصرہ کا اصلی فرض نہیں ادا کر سکتے ہیں پھر

بھی عدم گنجائش اور کثرتِ کار میں جو کچھ بھی لکھا گیا وہ ہی غنیمت ہے۔
اس بیش بہا کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے
اور مصنف سے محلہ چوڑی والان دہلی کے پتہ پر ملسکتی ہے +

اخبار "ریاست" دہلی بابت ماہ جنوری ۱۹۳۱ء

مخزنِ اسرار

مُرتبہ پنڈت دینا ناتھ صاحب بدن معجز دہلوی بی اے

بھگوت گیتا کے دامن میں تصوّف اور فلسفہ کے جو بیش قیمت جواہرات پوشیدہ ہیں وہ اربابِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ باوجودیکہ اس کتاب کی مُتعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں لیکن یہ وہ سمندر ہے کہ اس میں جس قدر غوّاصی کی جاتی ہے اُسی قدر قیمتی لآلیِ روحانیت برآمد ہوتے ہیں۔

ہمیں یہ دیکھکر مسرت ہوئی کہ پنڈت دینا ناتھ صاحب معجز

دہلوی بی۔ اے نے شریمد بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیاؤں کا ترجمہ اُردو نظم میں اِس خوبی کے ساتھ کیا ہے کہ ہر منتر کا ترجمہ علیحدہ ہے۔

فاضل مُترجم نے آغازِ کتاب میں بھگوت گیتا کے رُوحانی فلسفہ کو جو مُختلف منازلِ طریقت میں تقسیم کیا ہے وہ اہلِ دل اصحاب کے لیئے لاجواب تُحفہ ہے۔ علاوہ بریں آپ نے منازلِ طریقت کو جس طرح نقشے دیکر سمجھایا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مُترجم کو تعلیماتِ تصوّف میں کس قدر دسترس حاصل ہے۔ بھگوت گیتا ایک رُوحانی کتاب ہے۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ اِس کو اُردو نظم کا جامہ بھی ایک ایسے انشا پرداز نے پہنایا ہے جس کو بظاہر رُوحانیت سے خود بھی شغف ہے۔

اُردو اشعار نہایت سلیس اور عام فہم ہیں اور اصل کتاب کے نفسِ مطلب کو کہیں ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ ہمارے خیال میں شریمد بھگوت گیتا کا اس سے بہتر ترجمہ آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں نہیں ہوا۔ جنابِ معجز دہلوی نے اس اہم

اَدبی و رُوحانی خدمت کو انجام دیکر نہ صرف ہُنود بلکہ دنیائے تصوّف پر احسان کیا ہے۔

کتاب کی تقطیع جیبی ہے۔ جلد خوشنما اور کاغذ، لکھائی، چھپائی عُمدہ۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ جو کسی حال میں زیادہ نہیں۔ کتاب مترجم سے حسبِ ذیل پتہ پر مل سکتی ہے:۔

"لال حویلی۔ محلہ چوڑی گران۔ دہلی"

اخبار "تیج" مورخہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۳۰ء

ریویو

"مخزن اسرار" شریمد بھگوت گیتا کا اُردو ترجمہ ہے جس کو پنڈت دینا ناتھ صاحب معجز دہلوی بی۔ اے نے بڑی محنت اور مشقت کے بعد تیار کیا ہے۔

گیتا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دُنیا کی ترقی یافتہ قومیں

اپنے طرزِ عمل سے دے رہی ہیں - دُنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس میں گیتا کا ترجمہ نہ کیا گیا ہو - دُنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس نے گیتا کے اُپدیش کے مطابق اپنی عملی زندگی کو نہ ڈھالا ہو - اور دُنیا کی کوئی بڑی ہستی ایسی نہیں جس کا جیون گیتا کے رنگ میں نہ رنگا ہو - کوی ٹیگور نے گیتا کا ڈنکا عالم میں بجایا تو مہاتما گاندھی نے اپنے جیون کو گیتا روپی بنایا - کہاں تک بیان کیا جاوے - یہ گیتا کا فلسفہ بڑا گوڑھ ہے - جس نے ایک مرتبہ اس کو سمجھ لیا وہ اَمر ہو گیا - اُردو زبان میں کوئی ایسی مُستند کتاب نظر نہیں آتی تھی جو گیتا کے مفہوم کو صاف صاف پیش کر سکے - پنڈت دینا ناتھ صاحب نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے - اب اُردو داں پبلک کا فرض ہے کہ اس اُردو ترجمہ سے خوب فائدہ اُٹھائے - قیمت ایک روپیہ ہے - پنڈت جی کے مکان واقع لال حویلی - محلہ چوڑیگران سے مل سکتی ہے +

رسالہ "چاندالہ" آباد بابت ماہ جنوری ۱۹۳۱ء

مخزنِ اسرار

مُرتّبہ پنڈت دینا ناتھ مدن معجز دہلوی۔ بی۔ اے

مُصنّف کے پتہ سے کتاب ملے گی۔ ساکنِ لال حویلی محلہ چوڑیگران دہلی۔ قیمت ایک روپیہ۔

شریمد بھگوت گیتا کا نام کس نے نہ سُنا ہوگا۔ یہ وہ کتاب ہے جو طالب کو مطلوب تک پہنچا دیتی ہے اور جس کے ذریعہ سے شاہد کو مشہود کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔ یہ وہ اُپدیش ہے جس کو شری کرشن جی نے کروکشیر کی رن بھومی میں دیا تھا یہ وہ فرمان ہے جس پر اگر آج عمل کیا جائے تو جنگ و خونریزی کا خاتمہ ہو جائے اور صحیح معنوں میں انسان انسان ہو جائے۔ اسی بھگوت گیتا کے اُردو میں مُختلف ترجمے نثر میں ہوئے ہیں لیکن وہ خوبی جو ترجمہ میں بحیثیت ترجمہ کے ہونی چاہیئے اِن

میں موجود نہ تھی۔ اس کمی کو مخزنِ اَسرار پُورا کر رہا ہے۔ جناب مُعجز دہلوی نے اٹھارہ ادھیاؤں کا ترجُمہ کیا ہے اور ترجُمہ بھی نظم میں۔ عام فہم زبانِ اُردو میں نظم کرنا بڑا کام تھا۔ مُترجّم نے ایک حد تک اس کو ضرُور پورا کیا ہے۔ ہر ایک مصرع سے سُکھ سنتوش بہاؤ بھگتی اور آخر کار وشواس حاصل ہوتا ہے۔ گیتا کے شائقین کو چاہیے کہ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔ کتاب کے شروع میں "فلسفۂ گیتا پر ایک نظر" کے عُنوان سے ایک نقشہ دیا گیا ہے جو درحقیقت جلوۂ جہاں نُما کا کام کرتا ہے اور آخر میں "بھگوت گیتا کا دستور العمل" کے عنوان سے گیتا پر ایک عارفانہ وفلسفیانہ بحث کی گئی ہے۔ اِس کے علاوہ کتاب میں مُختلف نقشے اور تصاویر دیے گئے ہیں جو منزلِ عرفاں کے رہرو کے لیئے نشانِ منزل کا کام دیتے ہیں۔ کتابت اور کاغذ بہت خوب ہیں اور کتاب نہایت خوبصُورت مُطلّا جلد سے مُزیّن ہے۔ اس اعتبار سے قیمت بُہت کم ہے ؛

(*)

رسالہ "زمانہ" کانپور بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء

مخزنِ اسرار

مُرتبہ پنڈت دینا ناتھ مدن مُحجز دہلوی۔ بی۔ اے

(لال حویلی۔ محلہ چوڑیگران۔ دہلی)

خوبصورت دستی تقطیع۔ مجلد۔ حجم تقریباً دو سو صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ

شریمد بھگوت گیتا ایک مشہورِ عالم مقدس کتاب ہے۔ دُنیا کی مُختلف زبانوں میں اِس کے ترجمے ہو چکے ہیں، اُردو میں بھی نثر و نظم میں کئی ترجمے موجود ہیں لیکن گیتا کا یہ منظوم ترجمہ ظاہری و باطنی دونوں صُورتوں میں بہت زیادہ دلکش ہے۔

ابتدائے کتاب میں گیتا کے فلسفہ کی تشریح کی ہے جس میں تمام ادھیاؤں کی تعلیم کا خُلاصہ نثر میں دیا ہے۔ پھر اصلِ کتاب کا مستند ترجمہ نظم میں ہے۔ آخر میں گیتا کا

دستور العمل اور اہلِ علم حضرات کی آرا متعلقہ گیتا درج ہیں۔ ہر ادھیا کے شروع میں دستی تصاویر متعلقہ مقامِ عرفانِ حق دی گئی ہیں۔ غرضکہ حسنِ ترتیب و تشریح کے لحاظ سے یہ بہت پسندیدہ ہے۔ نظم کی خوبیوں کا اندازہ مندرجۂ ذیل اشعار سے ہو سکتا ہے:۔

سوالِ ارجن

ترک و ترکِ ترک کے معنی عیاں فرمایئے
مجھ سے اِن دونوں منازل کا بیاں فرمایئے

جوابِ شری بھگوان

فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے
دلِ نتیجہ سے ہٹانا سالکوں کی راہ ہے
وہ سمجھتے ہیں کہ سب اعمال ہیں شکلِ حجاب
اِس لیئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب

زُہد خیرات اور نیکی کو فرائض جان کر
یہ بشر اصرار کرتے ہیں ادائے فرض پر
راہِ سالک ہے مرے نزدیک ان دونوں میں فرد
اِس کی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے نیک مرد

یہ کتاب اب تیسری بار چھپی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو قبولِ عام حاصل ہُوا ہے۔ اُمید ہے کہ اہلِ ذوق اس کے مُطالعہ میں لُطفِ رُوحانی پائیں گے۔

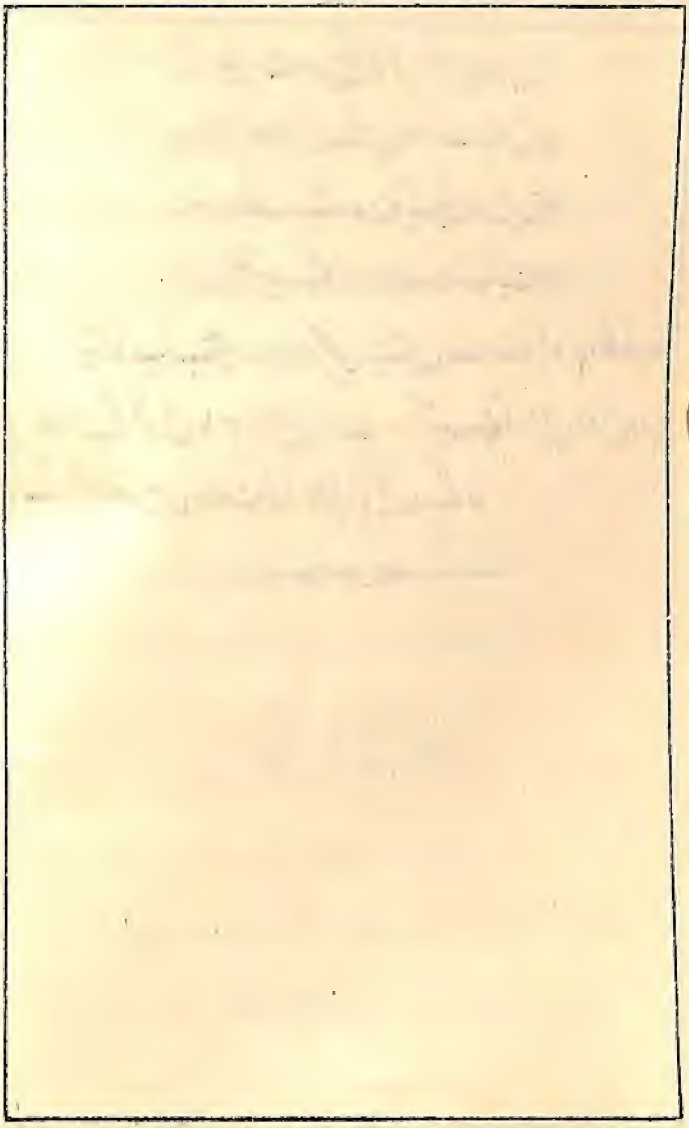

مخزنِ اسرار یعنی شریمد بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ پڑھنے کے بعد چند احباب اصرار کرتے ہیں کہ اس میں جو اصطلاحات مستعمل ہوئی ہیں اُن کے معنی بخوبی سمجھنے کے لیے ایک فرہنگ ایزاد کی جائے۔ مؤلف کو بھی اُن کی اس رائے سے اتفاق ہے۔ واقعی اس ترجمہ میں جابجا ایسے فارسی الفاظ موجود ہیں جن کے معنی سے عام مطالعہ کرنے والے آگاہ نہ ہو کر جیسا چاہئے لطفِ کلام حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ایک مختصر فرہنگ ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس سے ہر صاحبِ شوق کو نفسِ مضمون کے سمجھنے میں آسانی ہوگی اور کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچے گا۔

تاریخِ ہند بتلاتی ہے کہ قریباً چھ صدی کا عرصہ ہوا جب ہندی بھاشا اور فارسی زبان کے اتصال نے دہلی کے پایۂ تخت میں اُردو زبان پیدا کی جو وقتاً فوقتاً شعرائے باکمال اور انشا پردازانِ شیریں مقال کے زیرِ سایہ پرورش پاکر اپنے شباب کی جانب بڑھتی رہی۔ ایسے وقت پروردگار کے فضل سے ایک مغربی تہذیب کے معلّم نے اس کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا جو قریباً ایک صدی سے اب تک جاری ہے ظاہر ہے کہ ہندی اور فارسی زبانیں ایشیائی ممالک میں رائج تھیں

اس لئے وہ اہلِ مشرق کے خیالات اور جذبات سے معمور تھیں اور دونوں کا علم معاد سے خاص تعلق تھا۔ مغربی تہذیب نے اس مُلک میں رواج اور رُسوخ پاکر نئے طرزِ خیال و جذبہ کو اُردو زبان میں داخل کیا اور ہر کس و ناکس کو علم معاش کی طرف رجوع دلایا۔ زمانۂ حال کے اخباری مضامین اور انگریزی نظموں کے مُتعدد ترجمے اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مذکورہ بالا اثرات سے اُردو زبان اب اپنے سِن بُلوغ کے قریب پہنچ گئی ہے اس لئے اس کی غور و پرداخت میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اُردو زبان اہلِ ہنود اور اہلِ اسلام کی وہ مشترکہ جائداد ہے جس کی وراثت کو صدیوں کا عرصہ گزر چکا ہے اور جس میں ہر دو برادر نفع و نقصان کے مساوی حقدار ہیں۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جاسکتی کہ دونوں حسبِ ضرورت اس جائداد کی مرمت اور درستی کرتے رہے ہیں اور اس کو مُنہدم ہونے سے بچاتے رہے ہیں۔ کچھ بہت عرصہ نہیں گزرا جب سے مغربی صنعت کے پیروؤں نے اس کی وضع و قطع بدلنے اور اسے عجیب و دلکش منزل بنانے میں حصّہ لیا ہے۔

یہ امر قابلِ غور ہے کہ اہلِ ہنود بجاشا سے مانوس ہونے کے باعث ہندی الفاظ اس میں بکثرت داخل کرنا چاہتے ہیں اور ایسی کوشش کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں دوسری جانب اہلِ اسلام فارسی الفاظ کے دلدادہ ہو کر اُن کا رواجِ عام چاہتے ہیں اور فارسی ترکیبوں کو اُردو زبان میں اس قدر برتتے ہیں کہ فارسی دانوں کے سوا کوئی اُن کے کلام کو نہیں سمجھ سکتا۔ ہندو اُردو زبان کی سادگی اور مسلمان رنگیں بیانی کو عام طور پر اُس کی ترقی کا ذریعہ مانتے ہوئے اُسے اپنے اپنے نصب العین کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ غرضکہ اس کشمکش میں اُسے نقصان پہنچ رہا ہے۔ کیا خوب ہوتا کہ باہمی رواداری اور یکجہتی سے کام لیا جاتا جس سے یہ زبان واجب اور موزوں ترقی حاصل کر کے دیگر مہذب زبانوں کی صف میں باوقار ہو جاتی۔ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ تاریخی زمانے سے اب تک جوہرِ انسانی بدستور چلا آیا ہے یعنی اُس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ نسلوں کے اختلاف۔ آب و ہوا کے اثرات اور تہذیب و تمدن کے امتیاز سے یہ جوہر ہمیشہ بے نیاز رہا ہے۔ اس لئے جملہ مذاہب

کے رہنما ایک ہی منزل کی طرف گامزن ہوئے ہیں۔ جن کیفیاتِ قلبی کا بیان صوفیہ کرام نے فرمایا ہے وہ اہلِ ہند کی تحقیقاتِ باطنی کا دیگر الفاظ میں اعادہ ہے۔ سمجھ رکھنے والے کو ایک دوسرے کی ضمیروں میں اُصولی اختلاف معلوم نہیں ہوتا بلکہ تصدیق ملتی ہے۔ طالبانِ حق کو واجب ہے کہ وہ اس خیال کو دل میں جگہ دے کر مخزنِ اسرار کے اعلیٰ مضامین کا مُطالعہ کریں اور اسکے معنوی خوبیوں سے لُطف اندوز ہوں ؎

یک نغمہ تراود زلبِ قُمری و بُلبُل
قانونِ وفا مُختلف آہنگ ندارد

فرہنگِ اصطلاحات

مُفرد الفاظ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
ابھر	ابر	اچل	بے حرکت
ابھیاس	شغل	اچنتیہ	برتر از قیاس
ابھی کرم	سعی	اُداسین	فقیر
اُپادھی	علت	ادھشٹان	ظرف
اَپریمیہ	غیر مادّی	ادھکاری	قابل
اُپاسنا	عبادت	آرادھن	پرستش
اُپرام	فراغت	آسن	نشست
آتما	ذات	اَشم	اضطراب
آتم شُدّھی	صفاتِ قلب	آشچریہ	حیرت
اتیت	آزاد	اَشوتھہ	طوبیٰ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
اِشٹ	معبود	اہنسا	بے آزاری
امرِتتو	حیاتِ جاوید	ایکاگر	یکسو
انت کال	انتقال	ایکانت	تخلیہ
اَنتہ آرام	مراقبہ	ایکتوستہت	موحّد
اَنتہ سُکھ	سُرورِ باطنی	ایشور	قادرِ مُطلق
انترجیوتی	روشن ضمیری	ایشوریہ	قُدرت
انیتیہ	بے ثبات	**ب**	
اَنش	شمہ		
آنند	کیف	بَجر	بَرق
اَنو	ذرّہ	برہم چاری	مجاہد
اوستھا	کیفیّت	برہم وِت	ہمہ داں
آورن	حجاب	برہم بھوت	فنا فی اللہ
اَوِکاری	بے زوال	برہم سپرش	قُربِ ذات
اَوِناشی	لافانی	برہم ستھتی	بقا

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
بھاونا	عقیدت	پرارتھنا	مناجات
بھرتا	پروردگار	پراکرت	طبعی
بھرشٹ	راندہ	پرانگتی	منزلِ مقصود
بھرکٹی دھیان	شغلِ شمسی	پراین	پناہ
بھرم	سہو	پربھاو	طاقت
بھرو	ابرو	پربھو	مالک
بھکت	طالبِ صادق	پریتی پن	پریشان
بھوتانی	ہستیاں	پرتیوایو	بادِ مخالف
بھوت گرام	کائنات	پرتشٹھا	قیام
پ		پرجاپتی	خالق
		پرساد	لطف
پد	منزل	پرسپر	لازم ملزوم
پدم پتر	برگِ نیلوفر	پرکاشک	نورانی
پران	نفس	پرگیا	دانش

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ	الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
پرلوک	عقبیٰ	تپسوی	مُرتاض
پرم	برتر	تتو	اصل
پرماتما	ذاتِ برتر	تتو درشی	مُحقق
پرماد	مدہوشی	تِتکشا	ارادت
پرماتھی	مُفسد	تُرپٹی	تثلیث
پرِنام	انجام	ترِگُن	صفتِ سہ گانہ
پریم	عشق	تُشٹی	قناعت
پریہ	حُسن	تیاگ	تجرید
پرویش	دخل		
پریان	رحلت		
پوران	قدیم		
پھل	ثمرہ		
ت		**ج**	
تپ	ریاضت	جتے اندری	مُجرّد
		جرا	پیری
		جگیاسو	طالبِ ذات
		جگت	عالم

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
جیولوک	مخلوقات
چ	
چِنتا	فکر
چنچل	بیتاب
چیتن	ہوش
چیشٹا	حرکت
د	
دان	ایثار
دِشا	سمت
درویہ	مادّہ
دُکھالیہ	غمکدہ
دوند	دوئی

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
دودھا	شک
دِویہ	روشن
دھارنا	صبر
دھرم	فرض
دِھرتی	استقلال
دھوم	دُود
دھیان	تصوّر
دیئو	تقدیر
دیپ	چراغ
ر	
راج گُہیہ	سِرِّ اکبر
راج ودیا	علمِ لدُنّی
رَس	ذوق

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
رہسیہ	راز	سمدرشن	مساوات نظر
		سمُدر	بحر
س		سمیم	ضبط
سادھو	نیک اعمال	سَناتن	دایم
ساکشی	شاہد	سنگ	تعلق
سامیہ	مساوات	سنگھات	بیہوشی
ستھان	مقام	سوادھیاے	مُطالعہ
ستھانو	قائم	سوبھاو	خاصہ
سِرتی	راہ	سُوتر	رشتہ
سَروگت	ساری	سہج	فِطرتی
سروگیہ	عالمُ الغیب	**ش**	
سماوہان	تصفیہ		
سمادھی	محویت	شاستر	فلسفہ
سمپتی	اخلاقِ حسنہ	شاشوت	قائم بالذات

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
شانتی	تسکین	کلش	عِصیان
شبد	صوت	کلیان	بہبودی
شبد برہم	سازِ ہستی	کلیور	قالب
شَٹ دِشا	شش جہت	کوٹستھ	لامکاں
شردّھا	اعتقاد	کوش	پردہ
شُوچ	طہارت	کوی	دانشمند
		کیرتی	حمد

ک

کارن	سبب	گاتیری	شغلِ طاؤسی
کِریا	عمل	گتی	طریقت
کرتِرتو	فاعلیت	گربھ	حمل
کِرت کِرتیہ	مُستغنی	گندھ	بُو
کرم سنگی	عامل	گُن	وَصف
کلپ	قرن		

گ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
گیان اگنی	آتشِ عرفاں	مُورتی	شکل
ل		موردھا	اُمّ الدماغ
لَیہ	فنا	مہابھوت	عناصرِ بسیط
م		مہاتما	بُزرگ
ماترا سپرش	احساس	مہاواکیہ	اسمِ اعظم
مت	مذہب	**ن**	
متسر	مستی	ناساگردھارنا	پاس انفاس
مرتیو سنسار	عالمِ فانی	ناش	زوال
ممتا	دلبستگی	نتیہ	ہمیشہ
مُمکشو	طالبِ نجات	نِردیش	حُکمِ ازل
منڑی	گوہر	نِرمل	صافی
منورتھ	مُدّعا	نِروان	فقدان
		نِروید	استغنا

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ	الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
نِشٹھا	ملّت	ویاپک	مُحیط
نِشٹھِک	اصلی	ویتھا	درد
نشچے	یقین	وید	الہام
نِشکرم	مغفرت	ولیشوانر	حرارتِ غریزی
		ویراگ	ترکِ تمنا
و		ویوسائی	ارادہ تمند
واسنا	آرزو	**ہ**	
واسودیو	مُحیطِ کُل	ہِت	سودمند
وِبھکت	مُنقسِم	ہِردے	قلب
وَش	قابو	ہتیو	دلیل
وِشے	لذّات	**ی**	
ورتما	جادہ	یگیہ	ریاض
وِکار	تغیّر		
وِویک	تمیز		

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
یُگ	دور	یونی	نسل
یوگیشور	عارفِ کامل	؛	؛

الفاظ تقابُل

آبھاس	عکس	اَجہ	اَزلی
پورش	شخص	اَمر	اَبدی
ابھاو	عدم	آشا	اُمید
بھاو	وجود	بھیے	بیم
آدی	ابتدا	اگنی جیوتی	جلال
انت	انتہا	چندر جیوتی	جمال
ادویت	وحدت	الپ	جزو
دویت	شرک	سرو	کُل
آچار	ذِکر	اِندری	حواس
وِچار	فکر	اِندریارتھ	محسُوسات

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
اویکت	نہاں	پربھوہ	منبع
ویکت	عیاں	پرلیہ	مخزن
ایکانت	خلوت	پران	نفوس
سروتر	جلوت	من	عقول
بندھ	قید	پرتھک بھاو	کثرت
موکش	نجات	ایکتو	وحدت
بھوگ	نفس پروری	پرتھوی	فرش
تیاگ	نفس کشی	انترکش	عرش
بیج	دانہ	پرکرتی	صفات
برکش	شجر	پورش	ذات
برہم ودیا	حق شناسی	پرورتی	اختیار
ادھیاتم ودیا	خودشناسی	نورتی	ترک
پاپ	عذاب	پروکش	غائب
پُن	ثواب	اپروکش	حاضر

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
پنڈ	عالمِ صغیر	چر	متحرک
برہمانڈ	عالمِ کبیر	اچر	ساکن
تیاگ	ہجر	دیوتا	ملک
شانتی	وصال	اسر	شیطان
تیاگی	تارک	دیوی	علوی
یوگی	واصل	آسری	سفلی
تیج	جلال	دیہہ	جسم
پرکاش	فروغ	دیہی	جان
جیوتی	نور	راتری	شب
وبھوتی	جلوہ	دوس	روز
جیون	حیات	راشی	بروج
مرن	ممات	نکشتر	منازل
جیون مکت	نبی	راگ	شوق
دویہہ مکت	ولی	دویش	نفرت

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
رُوپ	فرع	سکت	پابند
سُروپ	اصل	اسکت	بری
ساکار	تشبیہ	سُکھ	راحت
نِراکار	تنزیہ	دُکھ	کُلفت
سادھن	طریقت	سمرتی	منقولات
سِدھی	کمال	شُرتی	معقولات
سانکھیہ	حقیقت	سنکلپ	نیت
یوگ	معرفت	وِکلپ	وہم
ست	حق	سنیاس	جذبہ
اَست	باطل	یوگ	سُلوک
ستہاور	بیجان	سورگ	بہشت
جنگم	جاندار	نرک	دوزخ
سَرگ	ازل	سوکرت	نیکی
پرلیہ	محشر	دُشکرت	بدی

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
شریر	تن	مایا	حجابِ ازلی
جیو	رُوح	برہم	روشن بالذات
شِشیہ	مُرید	وِدیہی	اثبات
گُرُو	مُرشد	نشیدہ	نفی
شَم	ضبطِ دل	ویہہ چار	کذب
دم	ضبطِ حواس	سدا چار	صدق
کَشر	حادث	دیوہار	مجاز
اکشر	قدیم	پرمارتھ	حقیقت
گیان	عرفان	وِراٹ	ظہور
وِگیان	اشراق	ہرنیہ گربھ	بطون
گیان اندری	حواسِ علمی	ہانی	زیاں
کرم اندری	حواسِ افعالی	لابھ	سُود
لوک	دیر	✣	✣
وید	حرم	✣	✣

الفاظ ثلاثہ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
پرار بدہ کرم	مشیت	جیو	بندہ
سنچت کرم	تقدیر	ایشور	خدا
کریہ مان	تدبیر	برہم	ذاتِ پاک
بھوت	ماضی	درشٹا	ناظر
بھوشت	مستقبل	درشن	نظر
ورتمان	حال	درشیہ	منظور
بھوت آکاش	خلہ	ویش	مکان
من آکاش	دل	کال	زماں
چید آکاش	قلب	نمت	علتِ غائی
توم پد	جزویت	رشی	زاہد
تت پد	کلیت	منی	عابد
اس پد	بریت	سنت	عارف

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
سَت	عینِ حق	کرتا	فاعل
چِت	عینِ علم	کرم	فعل
آنند	عینِ سرور	کاریہ	مفعول
ستھول	کثیف	کرم	امر
سوکشم	لطیف	دِکرم	نہی
کارَن	الطف	اکرم	برئیت از افعال
ستوگن	صفتِ قیومی	مرتیہ لوک	عالمِ فانی
رجوگن	صفتِ ایجاد	پِترلوک	عالمِ روحانی
تموگن	صفتِ فنا	دیولوک	عالمِ جاودانی

الفاظ مُربع

ادھی بھوت	ناسُوت	برہمن	عالِم
ادھی دیو	ملکوت	کشتری	حاکِم
ادھیاتم	جبروت	ویش	تاجر
ادھی یگ	لاہوت	شُدر	خادِم

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
بھومی	جمادات	کام	خواہش
اوشدھی	نباتات	کرودھ	غصّہ
پرانی	حیوانات	موہ	اُلفت
منشیہ	اِنسان	لوبھ	حِرص
پُورب	شرق	مَن	دِل
پشچم	غرب	بُدّھی	عقل
اُتّر	شمال	چِت	خیال
دکشن	جنوب	اہنکار	پندار
جاگرت	بیداری	✣	✣
سوپن	خواب	✣	✣
سُشپتی	غفلت	✣	✣
تُریہ	ہوش	✣	✣

الفاظ مخمّس

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صُوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صُوفیہ
انند مئی کوش	حجابِ مادّی	شروتر	سامعہ
پران مئی کوش	حجابِ نفسی	سپرش	لامسہ
منومئی کوش	حجابِ خودی	چکشو	باصرہ
وگیان مئی کوش	حجابِ وہمی	رسنا	ذائقہ
گیان مئی کوش	حجابِ علمی	گھران	شامّہ
پران	نفسِ سرد	کہم	خلہ
اپان	نفسِ گرم	وات	باد
ویان	نفسِ مرطوب	انل	آتش
اودان	نفسِ یابس	آپہ	آب
سمان	نفسِ پاک	بھومی	خاک

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
ہست	دست
پاو	پا
جوہا	زبان
لِنگ	مُقامِ بول
گدُا	مُقامِ براز

الفاظ مُسدّس

نیائے شاستر	علمِ مُباحثہ
میمانسا	علمِ مناظرہ
ویسے شک	علمِ معقولات
پاتنجل	علمِ مجاہدہ
سانکھیہ	علمِ مکاشفہ
ویدانت	علمِ توحید

الفاظِ ہفتگانہ

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
بُہو	وجود
بُہوہ	نفس
سوہ	توجّہ
مہہ	اِشراق
جنہ	عِرفان
تپہ	عِشق
ستیم	وِصال

دل کی پرکار سے نیرنگِ جہاں کا نقشہ
کھینچنے کے لئے ہم صورتِ انساں آئے

اِنسان کا وجود ساری کائنات کا خلاصہ ہے اس لئے اِنسان کا یہ دعویٰ کہ وہ اشرف المخلوق ہے پایۂ ثبوت رکھتا ہے۔ عارفانِ روشن ضمیر کہتے آئے ہیں کہ اِنسان اور عالم کے درمیان کامل مُشابہت ہے چُنانچہ اُنھوں نے ایک کو عالمِ صغیر اور دوسرے کو عالمِ کبیر نام زد کیا ہے۔ ہندی اصطلاح میں وہ پنڈ اور برہمانڈ کہلاتے ہیں اور ان کی مُطابقت مُشاہدۂ باطنی سے تصدیق ہوتی ہے۔ چُونکہ یہ اُصول اپنی جامعیت سے شریر بھگوت گیتا کے مُتبرک صحیفہ پر یکساں حاوی ہے۔ مؤلف نے اِس منظوم ترجمے میں ہر ادھیا یعنی باب سے پہلے ایک تصویر پیش کی ہے جو کسی خاص بیرونی منظر اور اندرونی کیفیت کے مابین دلکش مُطابقت دکھاتی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین تشبیہ و تنزیہ کی یکجائی ملاحظہ کر کے اِس صحیفہ کے حُسنِ معنی سے لُطف اُٹھائیں گے اور ساتھ ہی اُن میں وسیع النظری پیدا ہوگی۔ یہ صحیفہ اٹھارہ باب پر مُنقسم ہے اور اس کے ہر باب کا اگلے باب سے رابطۂ خیال ہے جو شایقین کو غور کرنے

پر معلوم ہو سکتا ہے۔ اکثر احباب نے مؤلف سے ان تصاویر کی تشریح چاہی ہے اس لئے وہ تعمیلِ ارشاد میں اِن کے معنی و مقصد پر حتی المقدور روشنی ڈالتا ہے۔

تصویر نمبر ۱ پندارِ خودی محسوسات کے دفتر میں جملہ احساس اہلکار کی حیثیت سے اپنی تحقیقات دِل کے روبرو پیش کرتے ہیں جس پر وہ بطور حاکم خوش یا ناراض ہو کر مناسب احکام جاری کرتا ہے۔ عقل بھی بحیثیت مُنصف اس کو صحیح یا غلط قرار دیتی ہے۔ غرضکہ اس طرح دفتر کا کام باقاعدہ چلتا ہے۔ بالفرض اِن عہدہ داروں میں سے کوئی مستعفی ہو جائے اور اپنا فرضِ منصبی چھوڑ دے تو دفتر کے آئین میں ضرور فرق آجائیگا۔ یہ مثال تو تمہید کے طور پر ہے جو اس دل اور عقل کے باہمی تعلقات واضح کرنے کے لئے دی گئی ہے ناظرین اب نفسِ مضمون پر توجہ فرمائیں۔

نیرنگیِ عالم حواس کے ذریعہ سے اپنے اثرات جنہیں شوق و نفرت کہتے ہیں دِل تک پہنچاتی ہے اور وہ دِل ان اثرات کے بموجب مختلف افعال کا محرک بنتا ہے تاکہ اِنسان کو تکلیفات سے بچا کر راحت کی زندگی بسر کرائے۔ جب تک دل کا رجوع حواس کی جانب موجود ہے

یہ اثرات برابر پیدا ہوتے ہیں مگر جس وقت اُس کی توجہ پاسِ انفاس کے وِرد سے بے تعلّقی میں بدل جاتی ہے اثرات کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور اطمینان کی صُورت نظر آتی ہے۔ اِس کیفیّت کا نام سکونِ دل ہے۔ نیرنگِ جہاں کا جو نقشہ دِل نے دیکھا تھا اُسے عقل بھی مُلاحظہ کرتی ہے اور ایسا کرنے سے دوئی کا پردہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پڑ جاتا ہے۔ اس پردے کا نام امتیازی طاقت ہے جس وقت شغلِ شمسی کے فیض سے لاعلمی کا حجاب دُور ہو جاتا ہے، آفتابِ حقیقت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ شاغِل کی اِس حالت کا نام صفائے قلب ہے۔ شائقین کو اِس موقع پر اتنا جاننا ضروری ہے کہ سکونِ دل کے برخلاف وہ حالت اضطراب ہے جس میں انسان کا دل شوق و نفرت کے زیرِ اثر رہتا ہے اور صفائے قلب کے برعکس وہ جہل بسیط ہے جس کی وجہ سے عقل میں امتیازی وصف پیدا ہو کر انسان کو پابندِ شرک کرتا ہے۔

نظامِ قُدرت میں ظاہری اور باطنی جلوے پہلُو بہ پہلُو واقع ہیں اس لئے مُتقدّمین نے اپنی تصانیف میں اس نظریہ کا بیان کرتے ہوئے علم کو روشنی اور جہل کو تاریکی سے تعبیر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ

علم و جہل کا غیب ہیں اور روشنی و تاریکی کا شہود میں یکساں مظاہرہ ہے۔ اُن کے کلام سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ نظامِ شمسی میں سورج اور چاند کو جو اہمیت حاصل ہے وہ وجودِ انساں میں عقل اور دل کو میسّر ہے۔ اس اُصول کے مطابق سورج گرہن کے وقت جو تاریکی روئے زمین پر طاری ہوتی ہے وہ ایک جہل ہیں گرفتار عقل کے مصداق ہے اور چاند گرہن کے وقت جو سایہ زمین پر پڑتا ہے وہ ایک مضطرب دل کی مثال پیش کرتا ہے۔ عقل و دل کے سامنے جہل و اضطراب کا حجاب حائل دکھانا اِس تصویر کا مقصد ہے۔

تصویر نمبر ۲۔ حدوث و قِدم

نظامِ شمسی میں آفتاب حکومت کرتا ہے کہ وہ حجم میں سب اجرامِ فلکی سے بڑا ہونے کے باعث اُنہیں گردش دیتا ہے اور اپنی ذاتی روشنی سے اُن میں دِن اور رات کا تغیّر پیدا کرتا ہے بالفاظِ دیگر تمام سیّارے اُس کی کششِ اتّصال و اپنی اپنی کششِ انفصال سے خلے میں باقاعدہ چلتے رہتے ہیں اور اُس کی روشنی کی بدولت اپنی نیرنگی دکھاتے ہیں۔

آفتاب میں زمانۂ ماضی و مستقبل کا دخل نہیں ہے کہ وہاں شب و روز

کے نہ ہونے سے ایک جال کی صورت قائم ہے اور نور کی یکجائی میں وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اہلِ دانش نے اس نیّرِ اعظم کو ذاتِ بے نشاں کا نشان مانا ہے کہ اِس سے ماہتاب اور دیگر سیارے نُور اقتباس کرتے ہیں۔ وہی ذاتِ پاک شمس و قمر کو ظاہری روشنی اور عقل و دِل کو باطنی روشنی عطا کرتی ہے اِس لئے ان دونوں مُظاہروں میں پوری مُطابقت ہے۔ آفتاب کی شُعاعیں خلے سے گُزر کر کُل اجرامِ فلکی تک پہنچتی ہیں جو کثیف مادّے سے بنے ہوئے ہیں اور جن کا نصف حِصّہ اُس کے مقابل اور دیگر نصف حِصّہ پیچھے چُھپا رہتا ہے۔ اِس طور پر اُن میں اُفق اور شفق کی شکل سے تقسیم بالمناصفہ ہمیشہ موجود ہے اہلِ ہند نے اُنہیں اُوشا اور متِرا نام زد کیا ہے اور ان کے بوڑے کو سدا جوان بیان کر کے قِدم کی مثال پیش کی ہے نیز اُن سیاروں سے جو اپنے محوروں پر گردش کرتے ہوئے دن اور رات کے تغیّر سے اثر پذیر ہیں حدوث کی مثال دی ہے۔ اس تصویر میں ظاہری و باطنی مناظر حسبِ ذیل دکھائے گئے ہیں:۔

(۱) آفتاب جو اپنی ذاتی روشنی اور مرکزی قیام سے ذاتِ برتر و لاتعیّن

کا نمائندہ ہے۔

(۲) روزِ روشن جس سے ذاتِ حق بے زوال۔ قدیم اور نوری ثابت ہوتی ہے۔

(۳) شبِ تار کا نظارہ جو صفاتی تعینات کے باطل اور ہیچ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اس تصویر کا بنیادی اصول علمِ ذات ہے جس کی روشنی میں حق و باطل کی شناخت کیجاتی ہے۔

تصویر نمبر ۳ جزو کل

سورج چاند اور زمین کے احاطہ کو بحیثیت مجموعی ترلوکی یعنی عالمِ سہ گانہ کہتے ہیں۔ یہاں سورج مرکز بن کر قائم ہے اور اس کے گرد چاند اور زمین گردش کرتے ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ اور بے شمار سیاروں کو سورج گردش دیتا ہے۔ مگر اس تصویر میں صرف عالمِ سہ گانہ کی کیفیت مثال کے طور پر ظاہر کیگئی ہے۔ وہ حجم میں سب سے بڑا اور بذاتِ خود روشن ہے اس لیے نظامِ شمسی کے کل اجرام کو اپنی طاقتِ کشش سے گردش دیتا ہے اور اپنی تمازت سے ہر کرّے کے جزو کل میں حرکت پیدا کرتا ہے۔ یہ تحریک انسان کے وجود میں کارپرداز ہونے پر

ایسے افعال کی شکل اختیار کرتی ہے جو اُصول قُدرت کے مطابق ہیں اور جن پر کاربند ہونا انسان کا فرض ہے۔ ایسی صورت میں جتنے افعال زُعمِ خودی سے سرزد ہوتے ہیں وہ انسان کی اصلی آزادی میں رخنہ ڈالتے ہیں دیگر الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ انسان جن فعلوں کو اختیاری سمجھتا ہے وہ دراصل جبرِ قُدرت ہیں پس اُس کی بریت اسی میں ہے کہ وہ ایسے جبر پہ منظر کو چشمِ حقیقت سے دیکھتا ہوا اسے تعینات کی پابندی قرار دے اور روحانیت کو اس سے پاک و برتر یقین کرے علمِ ذات کو اعمال پہ ترجیح دینا یعنی اپنی ہستی کو شوق و نفرت کے اثرات سے بالاتر ماننا اس کی طریقت ہے۔

آفتاب کے گرد کُرۂ زمین ایک دائرہ بناتا ہوا چلتا ہے اور اپنا راستہ سال بھر میں طے کرتا ہے۔ مُتقدمین نے اس دائرہ کو بارہ حصّوں میں تقسیم کیا ہے جو شمسی بارہ مہینوں کے مُطابق ہیں۔ انہیں راشیاں یعنی بُروج کہتے ہیں۔ اسی طرح چاند بھی کُرۂ زمین کے گرد چکر لگاتا ہے اور اپنا دورہ ایک قمری ماہ میں پورا کرتا ہے۔ اہلِ نجوم نے اس دائرے کی تقسیم ستائیس حصّوں پر کی ہے جن میں سے ہر ایک حصّہ کو وہ تقریباً شب و روز کے عرصہ میں طے کر لیتا ہے۔ انہیں نکشتر یعنی منازل

کہتے ہیں۔ راشی اور نکشتر کے دائرے ایک سطح میں واقع نہیں ہیں بلکہ ایک کی سطح دوسرے کی سطح پر عمود کی شکل میں واقع ہے۔ چنانچہ سورج چاند اور زمین کے درمیان خطوط کھینچنے سے ایک ذہنی مثلث بنتا ہے جس کی شکل ہر وقت بدلتی رہتی ہے اور جو ان کروں کے باہمی تعلقات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ تصویر اُس طاقتِ کشش کو عیاں کرتی ہے جو کائنات میں جزو کل کے درمیان موجود ہے۔ جبر و اختیار کا مسئلہ اس کی مدد سے حل ہو جاتا ہے۔

تصویر نمبر ۴ - اسرارِ حقیقت

آفتاب اپنی روشنی کرۂ زمین پر ڈالتا ہے اور اُس کے مختلف حصوں کو وقتاً فوقتاً مختلف درجوں کی حرارت پہنچاتا ہے اس لئے روئے زمین پر موسم بدلتے ہیں۔ گرمی پڑتی ہے۔ بارش ہوتی ہے۔ غلہ پیدا ہوتا ہے اور جملہ حیوانات کی زندگی میں انقلاب آتا ہے یہ مظاہرہ اُس سطح پر ہوتا ہے جس کا راشیوں سے تعلق ہے۔ وجودِ انساں میں بھی ایسا ہی تماشہ نظر آتا ہے کہ وہاں آفتابِ ذات علمی روشنی سے عقل دل اور حواس کو منوّر کرتا ہے اور اپنی عملی طاقت

سے انہیں حرکت دیتا ہے۔ فلسفہ کی زبان میں ایسی روشنی و تحریک کو علم و عمل کہتے ہیں۔ فطرتِ انساں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا سرچشمہ ذات ہے اور اعمال کا صفات۔ ذات و صفات کی عقدہ کشائی سے بشر صفات پر فتح پاتا ہے اور ذات میں وصل ہو جاتا ہے۔ اِسکی طریقت ترکِ خودی ہے جس کی برکت سے انسان کی رسائی حقیقت کی منزل تک ہو جاتی ہے۔ ترکِ خودی کو حق شناسی کا ذریعہ ثابت کرنا اس تصویر کا مقصد ہے۔

تصویر نمبر ۵۔ رموزِ معرفت

ماہتاب نکشتروں کے دائرے میں گردش کرتا ہوا اپنی سرد کرنوں سے روئے زمین کا غایزہ تیار کرتا ہے یعنی سمندروں میں جزر و مد پیدا کرتا ہے، نباتات کو تازگی بخشتا ہے اور حیوانات میں افزائشِ نسل کا باعث ہوتا ہے جیسے پندرہ دن تک وہ اپنی رویت میں ترقی کرتا ہوا ہلال سے بدر ہو جاتا ہے اور دوسرے پندرہ دن میں گھٹتا ہوا بدر سے ہلال رہجاتا ہے ویسے ہی دل انسان جزویت سے کلیت کی طرف رجوع کرتا ہوا معراج پر پہنچتا ہے اور پھر کلیت سے جزویت کی

جانب متوجہ ہو کر نزول کے مدارج طے کرتا ہے۔ عارفوں نے پہلے نظارے کو جلالی اور دوسرے کو جمالی بیان کیا ہے۔ ماہتاب اپنی مختلف اشکال دکھانے پر بھی ایسے تغیرات سے بے اثر رہتا ہے کہ اُس کا نصف حصہ ہمیشہ آفتاب سے نور اقتباس کرتا ہے۔ اسی طرح ذاتِ پاک جزو کُل اور حق و باطل کو نمود دیتی ہوئی ایسے تعیّنات سے بالاتر ہے۔ یہ تصویر ترکِ تمنا کے اُصول کو خود شناسی کا وسیلہ ثابت کرتی ہے۔

تصویر نمبر ۶ صفائے قلب

علم کی تکمیل کے لیے عمل درکار ہے چنانچہ مذکورۂ بالا تصاویر میں انسان کی اندرونی کیفیات کو علمی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے بعد اس تصویر میں اُن پر عملی طریقت سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ درحقیقت جملہ احساس و معلومات کا محرّک پران یعنی نفس ہے جو قالب عُنصری میں ہر وقت اپنا کام کرتا ہے اور اپنے جُداگانہ افعال کے لحاظ سے پانچ قسم کا مانا جاتا ہے (تفسیر کے واسطے فرہنگِ اصطلاحات ملاحظہ ہو) دماغ۔ گلو۔ سینہ۔ ناف اور مُقعد اُس کے مخصوص مرکز ہیں جہاں سے وہ پانچ شکلوں میں عمل پیرا ہے۔ عوام کو صرف بالا و پائیں انفاس کا علم ہوتا ہے۔ البتہ شاغل اُس کی

مختلف حرکات کو اپنے اپنے مرکز سے شروع ہوتے تمیز کرتا ہے۔
نفس بصورت ہوا کثیف اور بے حرکت ہے مگر وہ قدرتِ کاملہ
کی کشش سے لطیف و متحرک بنتا ہے۔ واضح ہو کہ ہر قسم کا نفس
اپنے مقام پر غالب اور دیگر انفاس کے مقامات پر مغلوب رہتا ہے اور
انکا مجموعہ اشتراکِ باہمد گر سے ایک دامِ عمل بچھاتا ہے جس میں مرغِ
دل گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسے پران مئی کوش یعنی حجاب نفسی کہتے ہیں۔
اس سے برئیت حاصل کرنا سکونِ دل ہے۔ اس تصویر کی درمیانی
شکل میں ان واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۲) صفت سہ گانہ کی طاقت سے انفاسِ پنجگانہ جسم کے کارخانہ
کو چلاتے ہیں اور روح ان کے افعال کا مشاہدہ کرتی ہے۔ بالفاظِ
دیگر علمِ ذات کی روشنی میں صفات اپنا شعبدہ دکھاتی ہیں اور روح
اس شعبدے کو دیکھتی ہے۔ اِس منظرِ فطرت کا نام وگیان مئی کوش
یعنی حجابِ علمی ہے اور اس کا دور ہو جانا صفائے قلب کہلاتا ہے۔
دائیں جانب کی شکل میں اِس حقیقت کا مختصر انکشاف ہے۔

(۳) بائیں جانب جو شکل نظر آتی ہے وہ شغل کے درجۂ کمال پر

دلالت کرتی ہے کہ وہاں نفس کے دام سے دِل کو رہائی اور صفاتی تعیّنات سے عقل کو بریّت حاصل ہے۔ شاغل کو اِس منزل پر پہنچکر وہ کیفِ وصال نصیب ہوتا ہے جو قیل وقال سے باہر ہے اور جس کی کوئی مثال نہیں۔ یہ تصویر مجاہدۂ باطنی یعنی ضبطِ حواس کی ضرورت ثابت کرتی ہے۔

تصویر نمبر ۷۔ کرشمۂ صفات

اِس میں اُن تجلیات کا مُرقع ہے جن کا مشاہدہ شغل کی تکمیل پر موقوف ہے۔ اس میں پانچ عناصر کثیف یعنی خاک، آب، آتش، باد، اور خلہ اور تین لطیف قوتیں یعنی دل، عقل، اور پندار کا ادراک ہوتا ہے اس کے بعد وہ ہستی اَلطَف جسے رُوح کہا کرتے ہیں عین الیقین ہوتی ہے۔ دراصل اِن اجزا کی ترکیب سے انسان اور کائنات دونوں کی تخلیق ہے۔ صُوفیہ کرام نے ایسے نظام ہستی کو سات طبقاتِ ارضی اور نو طبقاتِ فلکی سے تعبیر کیا ہے۔ دونوں تقسیموں میں اُصُولاً کوئی فرق نہیں ہے کہ صفتِ سہ گانہ کے ترکیبی اختلاف کو اہلِ عرفان نے مُختلف نقطۂ نظر سے مُلاحظہ کیا ہے۔ ناظرین اب اس تصویر کے بیان پر غور فرمائیں۔

اِس میں اندرونی سات دائرے تقسیم شُدہ اور بیرونی دو دایرے بلا تقسیم موجُود ہیں۔ نیز تقسیم شُدہ دایروں میں بارہ خطُوط نے چوراسی خانے بنائے ہیں۔ سب کے اندر عُنصر خاک کا کرّہ ہے جس پر کُویر یعنی خاک کا مُوکّل حُکمران ہے۔ اس عُنصر کا خاصّہ بُو ہے اور اس کی ادراک کرنیوالی قوت شامّہ۔ اس کے باہر جو دوسرا کرّہ نظر آتا ہے وہ آبی ہے۔ اس کا مُوکّل ماہتاب ہے۔ یرُودت اس کا خاصّہ اور قوت ذائقہ اس کی مُدرک ہے۔ تیسرا کرّہ آتشی ہے جس کے مالک کو آفتاب کہتے ہیں۔ اس عنصر کا خاصّہ روشنی ہے اور قوتِ باصرہ اس کی شہادت دیتی ہے۔ چوتھا کرّہ ہوائی ہے جس کے کارکُن کو مَرُوت یعنی مُوکّلِ باد کہتے ہیں۔ اس کُرّے سے حرکت پیدا ہوتی ہے اور قُوّتِ لامسہ اس کا احساس کرتی ہے۔ پانچواں کرّہ خلہ کا ہے جس کا حاکم رودر یعنی مُوکّلِ خلہ مانا جاتا ہے۔ اِس عُنصر کی خاصیت آواز پیدا کرنا ہے اور قُوّتِ سامعہ سے اس کا تعلّق ہے۔

یہاں تک علمِ طبیعات کا بیان ہوا اب علمِ مابعد الطبیعات کی تفسیر کی جاتی ہے۔ چھٹا کرّہ دِل کی قیام گاہ ہے جس پر اندر یعنی مُوکّلِ جذبات مالک وقابض ہے۔ اضطراب اس کی فضا کا نام ہے۔ ساتواں عقل کا مسکن

ہے جہاں واسودیو منتظم کی حیثیت سے حق و باطل کا امتیاز کرتا ہے۔
آٹھواں کرّہ اُس ازلی حجاب کا ہے جس کی وجہ سے علمِ ذات تعیّنات کا
پابند معلوم ہوتا ہے۔ اس کے حکمران کو مایا یعنی حجابِ اوّلیں کہتے ہیں۔
ایسے طلسم کا توڑنا صرف مُراقبہ سے ممکن ہے۔ نواں کرّہ محویت کا ہے
جو آبِ حیات سے ہمیشہ لبریز ہے۔ یہاں ذاتِ پاک عین ہستی عین علم
اور عین سُرور کی تثلیث میں آشکارا ہے۔

مندرجۂ بالا نقوش اُس صفحۂ بسیط پر نُمایاں ہیں جس کو شُمار میں وسواں
کہہ سکتے ہیں اس کا کوئی رنگ نہیں ہے یا یُوں کہئے کہ سفید رنگ ہے اور
تمام رنگوں کی پیدایش اسی رنگ سے ہوتی ہے چُنانچہ سب رنگوں کے
ملانے پر یہ رنگ پھر نمودار ہو جاتا ہے۔ اِس اُصول کے بموجب ایک صُفحہ
بیرنگ کا اِشارہ اُس ذاتِ پاک پر ہے جو نام و نشان اور حال و قال سے
برتر مانی جاتی ہے۔

ناظرین سے اتنا اور کہنا ضروری ہے کہ پہلے تین کُرّے مادّی۔ دوسرے
تین کُرّے ارادی اور تیسرے تین کُرّے علمی کہلاتے ہیں۔ غرضکہ نظامِ ہستی
کے بموجب تثلیث کے اندر تثلیث موجود ہے وسواں منظر ان تثلیثوں سے

پاک و منزّہ ہے۔

بارہ خطوط سے سات طبقوں میں جو چوراسی خانے بن گئے ہیں اُنکی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے:۔

تین کا عدد زمانہ کی تقسیم ماضی، حال، و مستقبل پر دکھاتا ہے اور چار کا عدد سطح کی تقسیم زاویہ قائمہ سے کرتا ہے۔ ان دونوں تقسیموں کو مدِّنظر رکھکر اہلِ نجوم نے بارہ راشیاں یعنی بُروج قائم کئے ہیں۔ درحقیقت یہ زمان و مکان مثل تار و پود کے ہیں جن کے باف سے سات طبقوں میں چوراسی خانے مثل پارچہ کے تیار ہوئے ہیں جن پانچ عُنصروں کا اوپر بیان ہوا وہ مادّی اور بے حرکت ہونے کے باعث صفروں سے تعبیر کیے جاتے ہیں۔ اعداد پر صفروں کے ایزاد کرنے سے علمِ ہندسہ کے مُطابق رقم دس گُنی ہوتی جاتی ہے۔ متقدمین نے اس اصُول پر کاربند ہوکر چوراسی لاکھ قسموں میں مخلوقات کا شُمار کیا ہے۔ حجابِ صفاتی کا راز ظاہر کرنے کے لئے یہ تصویر نہایت آسان اور مُوثر ذریعہ ہے اور مشاہدۂ باطنی میں اس کا انکشاف ہے۔

تصویر نمبر ۸۔ جلوۂ ذات

آٹھویں تصویر ساتویں تصویر کے برعکس ہے، کہ اُس کا موضوع صفات کو حجابِ ذات

ثابت کرنا تھا اور اس کا مقصد صفات کو جلوۂ ذات دکھانا ہے۔ بالفاظِ دیگر اُس میں علم حقیقت کی تشریح تھی اور اِس سے علم معرفت آشکارا ہوتا ہے۔ حق شناسی ظہور سے تعلق رکھتی ہے اور خود شناسی بطون سے۔ اس لیے ان دونوں تصویروں میں کُرّوں کی ترتیب مُتضاد ہے یعنی تصویر نمبر ۷ میں جو صفحۂ بسیط سارے کُرّوں کے باہر موجود تھا وہ آٹھویں تصویر میں سب کُروں کے اندر مرکز بن گیا ہے۔ اُس کا نواں کُرّہ اِس تصویر کا دُوسرا کُرّہ ہے۔ علیٰ ہٰذا۔ جُزویت میں کُلّیت کا دیدار یکسوئی خیال سے ہُوا کرتا ہے۔ چُنانچہ اس تصویر کا بُنیادی اصُول تصوّر یعنی مراقبہ ہے۔

تصویر نمبر ۹ نُورٌ علیٰ نُور

یہ شبیہہ دو حصّوں پر مُنقسم ہے جنہیں جُزو کُل کہتے ہیں۔ ذاتِ پاک ہر دو تعیّنات سے بالاتر ہے اور وہ بے نام و نشان کہلاتی ہے۔ جُزو کُل میں جتنے مناظر واقع ہیں وہ نہ صرف آپس میں الحاق رکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے نمُود پاتے ہیں۔ مثلاً خاکی کُرّہ نے زمین کی شکل اختیار کی ہے۔ طبقۂ باردہ سے ماہتاب وجود میں آیا ہے۔ اور آتشی طبقہ کو آفتاب کی

صورت میں ظاہر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ان واقعات پر نظر کر کے گائیڈری یعنی شغلِ طاؤسی کی طریقت انسانوں کی بہتری کے واسطے عارفانِ گزشتہ نے رائج کی۔ جزو کو کل میں محو کرنا اور ذاتِ پاک کو ایسے الحاق سے بالاتر یقین کرنا اس کا اصول ہے۔ اس شغل کی برکت سے رازِ ہستی تمام و کمال کھلتا ہے اور سرور ابدی میسر ہوتا ہے۔ جب کوئی شاغلِ روحانی ترقی کرتا ہوا اس منزل پر پہنچتا ہے تو اُسے موحد کہتے ہیں کہ اُس کی نظر میں جزو و کل کا طلسم شکست ہو گیا ہے۔ اس تصویر کی بنیاد محویت پر قائم ہے۔

تصویر نمبر ۱۰ فروغِ جمال

موحد چشمِ باطن سے دیکھتا ہے کہ ذاتِ پاک کے نور سے ذرہ ذرہ معمور ہے اور جس قدر خوبصورتی قوت اور کمال جا بجا نظر آتے ہیں وہ اُسی کے حسن کا فروغ ہیں۔ اس تصویر کا خاص تعلق آٹھویں تصویر سے ہے کہ اُس میں جزو کا مشاہدہ تھا اور یہاں اجزا کی کثرت کا دیدار ہے۔ صفتِ جمال کی توضیح اس تصویر کا مطلب ہے۔

تصویر نمبر ۱۱ شانِ جلال

یہ مرقع ایسے جذبۂ وحدانیت کا ہے

کہ جو کثرت کو وحدت میں اور صورت کو معنی میں ناپید کر دیتا ہے۔ اسکا خاص رابطہ تصویر نمبر ۷ سے ہے کہ وہاں موجودات کا سراپا کھینچا گیا تھا۔ اور یہاں ان کا فقدان دکھایا جاتا ہے۔ مجذوب اپنی نگاہِ معتبر سے حق کو عیاں دیکھتا ہے اور ماسوا کو وہم و گمان سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اس کے یقین میں جملہ ہستیاں باطل ہیں اور ذاتِ واحد برحق ہے۔ عقل محدود اس نکتہ کے سمجھنے سے قاصر ہے مگر علمِ لامحدود اسے دریافت کر لیتا ہے مجذوب دنیا سے بے خبر ہو کر دیدارِ ذات میں محو رہتا ہے۔ یہ تصویر فنا کی طریقت پر روشنی ڈالتی ہے۔

تصویر نمبر ۱۲ حسنِ ازل

حسن و عشق کا راز و نیاز و اتنگاف کرنا اس تصویر کا موضوع ہے حسن میں دلکشی اور عشق میں جذبہ فطرتی جوہر ہیں اور یہ دونوں لازم ملزوم ہیں حسنِ یکتا ساری کائنات میں جلوہ گر ہے اسلیے جملہ طریقتوں کا ماحصل عشقِ بے پردہ ہے۔ علم و عمل کی امداد سے بھی طالبِ صادق کی رسائی اِس منزل تک ہوتی ہے لیکن اُسے راستے میں دشواری اور توقف پیش آتے ہیں عشق ہر صورت میں وصالِ یار کا آسان و بہترین

ذریعہ ہے۔ واضح ہو کہ حُسنِ خود آرا اپنا جلوہ دیکھنے کے لیے گوناگوں شکلوں میں نہاں ہو کر آپ ہی اُسکا تلاشی بن گیا ہے۔ چُنانچہ اُس کا پہلا حجاب ستوگن یعنی صفتِ قیومی ہے جس سے علمی تثلیث عالم۔علم اور معلوم کی صُورت میں ظاہر ہے دوسرا حجاب رجوگن یعنی صفت ایجاد مانی جاتی ہے کہ یہ ارادی تثلیث کی شکل اختیار کر کے چار قوتہائے باطنی عقل، دل، خیال اور زُعم خودی کو پیدا کرتی ہے تیسرا حجاب تموگن یعنی صفتِ فنا ہے جو پنج عناصر یعنی خلہ، باد، آتش، آب اور خاک کی حیثیت سے رُوبکار ہے۔ حُسنِ ازل نے ان مناظرِ فطرت میں اس لئے نزول فرمایا ہے کہ چشمِ مشتاق اُس کے بے شُمار جلوے مُلاحظہ کر سکے اور دلِ مہجوراں سے لُطف اُٹھاتا ہوا مجاز سے حقیقت کی طرف قدم بڑھائے۔ عشق حقیقی کی ناقص شکل کو عشقِ مجازی کہتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ وہ تعینات سے بَری اور یہ تعینات کا پابند ہے۔ اشغال و عرفان کے ذرائع پر طریقت عشق کو اس لئے سبقت حاصل ہے کہ اِس میں شمع طلب کے روشن ہوتے ہی بیم و امید کی تاریکی دُور ہو جاتی ہے اور طالبِ صادق فنا کی راہ جلد طے کر کے وصالِ ذات کی منزل پر پہنچتا ہے۔ اِس تصویر کا نقطۂ نظر عشق ہے جسے روحانی ترقی کا نہایت آسان وسیلہ سمجھنا چاہیئے۔

تصویر نمبر ۱۳ غیب و شہود

روایت چلی آئی ہے کہ آکاش سے گنگا شوجی کے مستک پر اُتری پھر اُن کے کاندھے اور جسم پر سے گزرتی ہوئی سمندر میں داخل ہوئی اور شوجی اپنے کمر کے گرد باگمبر لپیٹے رہتے ہیں اور اپنے ہاتھ میں ایک ترسُول رکھتے ہیں۔ تصویر نمبر ۱۳ میں ایسی صُورت کو مُلاحظہ کیجیے۔ دراصل یہ علم عرفان کا سراپا ہے جو ہندی عارفوں نے عوام کی واقفیت کی غرض سے باندھا ہے۔ ناظرین "فلسفہ بھگوت گیتا پر ایک نظر" میں اسکی تشریح پر بخُوبی غور کر سکتے ہیں۔ اِس موقع پر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس اُصول کی اہمیت نے ہندوستان میں شیومت کا نفاذ کیا ہے۔

اِس تصویر میں ہندوستان کا نقشہ بھی موجود ہے۔ دیکھئے کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے تو اس کا پانی برف کی صُورت میں مُنجمد ہو جاتا ہے، اور وہاں سے گنگا جی اور دیگر ندیاں برآمد ہو کر کچھ تو پنجاب کے راستہ سے مغربی بحر میں داخل ہوتی ہیں اور کچھ براہ بنگال گزر کر مشرقی بحر میں اپنی ہستی معدوم کر دیتی ہیں نیز وسطِ ہند میں کوہ بندھیاچل ایک ٹیکے کی طرح واقع ہے یہ وہ ملک ہے جہاں علوم و فنون نے تاریخی زمانہ کی ابتدا میں نشو و نما پائی

اور جمادات نباتات اور حیوانات نے اپنے خزانے نوعِ انسان کی بہبودی کیلئے کھولدیئے
اِن واقعات کی روشنی میں مذکورۂ بالا روایت کے معنی پر غور کرنا لطف سے خالی نہیں
ہے۔ عاقلاں را اشارہ کافیست۔ اس غیبی تصویر سے علمی تثلیث کا راز آشکارا ہوتا ہے

تصویر نمبر ۱۴ نظامِ قدرت

اس میں علمی تثلیث کا مفصل بیان ہے یعنی نظامِ
قدرت میں نو طاقتیں اپنا اپنا کام کر رہی ہیں
چنانچہ اہلِ ہند نے انہیں نو درگا موسوم کیا ہے۔ شار کا کرۂ خاکی۔ راگیا کرۂ آبی
جوالا کرۂ آتشی۔ چنڈی کرۂ ہوائی۔ کالکا وسعتِ خلہ۔ بھوانی کشورِ دل۔ سرسوتی حیطۂ
عقل اور سادتری دائرہ پندار پر حکومت کرتی ہے۔ نویں اور سب سے اعلیٰ طاقت کا
نام اُما ہے جو روحانیت کی مالک ہے۔ یہ نو طاقتیں صفتِ سہ گانہ کے باہمی ترکیب اور
کمی بیشی سے وجود میں آئی ہیں۔ اِس مسئلہ کی بموجب ہندوستان کے مختلف حصوں میں شاکت مت
کا نفاذ ہوا۔ اس تصویر میں شکتی یعنی ارادتِ ازلی کا منظر دکھایا گیا ہے۔

تصویر نمبر ۱۵ روحِ بشر

زبان سنسکرت میں نباتات کو "ادھارتیس" یعنی
اپنی غذا زمین سے حاصل کرنیوالی کہتے ہیں۔ اسکے برخلاف انسان "اُردھتریں" کہلاتا ہے
اسلئے کہ اسے جسم کے بالا حصے یعنی دہن سے غذا ملتی ہے۔ ایسی صورت میں درخت اور انسان
کا طرزِ نشو و نما متضاد ہے۔ درخت میں تنہ۔ شاخ۔ برگ غنچہ و ثمر کا پھیلاؤ اوپر کی جانب

ہوتا ہے جسیم انسان کی تقسیم میں گردن شانہ ہاتھ اور پاؤں کا رُخ نیچے کی طرف ہے۔ اُسکے احساسِ باطنی پر غور کیا جائے تو وہ بھی اُلٹے درخت کی مانند معلوم ہوتے ہیں جسمیں مایا یعنی قدرتِ کاملہ تنہ کی مثال ہے۔ صفات سہ گانہ شاخ کی صورت میں ظاہر ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی بے شمار برگ کی طرح نمایاں ہیں۔ لذات نفسی مثل غنچہ کے شگفتہ ہیں۔ جملہ اعمال اس درخت کی جڑیں ہیں جو اُس کو چاروں طرف سے گھیرے ہیں۔ مکافاتِ عمل بمنزلہ ثمر کے ہیں جو پیدا ہو کر چندے بالیدگی پاتے ہیں اور انجام کار معدوم ہو جاتے ہیں۔ ان واقعات کی بنا پر حضرتِ انسان کو اُلٹے درخت سے مشابہت دینا عارفانِ ہند کی روحانیت اور شاعری تخیل کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ جمادات میں کشش اتصال۔ نباتات میں طاقتِ بالیدگی۔ حیوانات میں حرارت غریزی اور انسان میں ہوش و خرد خصوصیات ہیں۔ آخر الذکر ہستی کو سب پر شرف حاصل ہے کہ وہ عالم کی تصویر آئینۂ دل میں اُتار سکتی ہے اور اُسکے معنی پر غور و خوض کرنے سے خود شناسی کی حد تک پہنچ سکتی ہے یہ تصویر ذاتِ پاک اور رُوح بشر کی احدیت جتاتی ہے۔ ہندی فلسفہ میں اس مسئلہ کو جیو برہم کی ایکتا کہتے ہیں۔

تصویر نمبر ۱۶ عقول انسان کے توائے باطنی میں عقل۔ دل۔ خیال اور پندار شامل ہیں اور یہ ہندی فلسفہ میں بحیثیت مجموعی انتہ کرن کہلاتے ہیں۔ ان کا رُجحان نیکی یا بدی کی طرف فطرتاً ہے۔ نیک اعمالی روحانی ترقی اور مغفرت کا راستہ ہے۔ بداعمالی

تنزّل اور پابندی کا موجب ہے۔ ان قوائے باطنی کا صحیح نشوونما شریعت کی پیروی پر منحصر ہے۔ اسلئے رُوحانی ترقی کا پہلا زینہ شریعت قرار دیگئی ہے اور اس زینہ کو توڑنا قانونِ قدرت کی مخالفت ہے۔ ہندی علماء نے برھما جی کے چار مُنھ بتائے ہیں اور انسے نوعِ انسانی کی رہنمائی کیلئے چار ویدوں کا انکشاف بیان کیا ہے اِس روایت کے معنی پر مندرجۂ بالا واقعات سے روشنی پڑتی ہے۔ ہندوستان میں ویدک دھرم اسی اُصول پر مبنی ہے۔ یہ تصویر انسانی خصلتوں کا منظر پیش کرتی ہے۔

تصویر نمبر ۱۷۔ نفوس انسان میں اُن علمی طاقتوں کے علاوہ جن کا ذکر تصویر نمبر ۱۶ کے بیان میں آیا ہے پانچ قوتہائے افعالی موجود ہیں نفس ان کا مُحرّک ہے اور انکے استعمال کا نام عملی زندگی ہے جو پانچ نقطۂ خیال سے دیکھی جاسکتی ہے۔ اوّل پرستش۔ دوم خورد نوش سوم کسبِ معاش۔ چہارم پرہیزگاری پنجم ایثار نفسی۔ ان سب کو ملاکر طریقت کہتے ہیں نیک سیرت انسان جملہ اعمال کو اختیاری مانتا ہے۔ مجذوب انہیں جبرِ قدرت جانتا ہے اور سالک جبر و اختیار دونوں کو جلوۂ ذات تسلیم کرتا ہے اور اپنے فرائض ادا کرتا ہوا مطمئن رہتا ہے۔ ایسی اعلیٰ زندگی کا راز مُرید کو کسی مُرشدِ کامل سے دریافت ہوتا ہے۔ اسلئے مُرشد کی بزرگی کا اعتراف ضروری ہے ہندی عُلماء نے ایسے مُرشد کی تصویر گنیش کی مورتی میں اُتاری ہے اور عقیدتمندوں کو اسکی تعظیم سب سے مُقدم بتائی ہے۔ یہ تصویر دکھلاتی ہے کہ مُرشد کی ہدایت سے مُرید کا زعم خودی (انا) کا

اسم اعظم (اونکار) میں محو ہوتا ہے، ازاں بعد اُسپر رازِ ہستی آشکار ہو جاتا ہے۔ صدقِ ارادت اس تصویر کا اصول ہے۔

تصویر نمبر ۱۸۔ بند و نجات تمام مراحل طے کرنے پر انسان کی زندگی کے دو اہم پہلو نظر آتے ہیں جنکا نام جذب و سلوک ہے۔ مجذوب خودی کو ترک کر کے رسمِ دُنیا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور ہندی زبان میں اُسے سنیاسی کہتے ہیں۔ سالک ایسے ترک کا بھی ترک کر دیتا ہے یعنی وہ فرائضِ زندگی ادا کرنے کو سُرورِ ابدی کا ہارج نہیں مانتا۔ اُسکے چشمِ فیض سے اہلِ دنیا کی رہنمائی اور رُوحانی ترقّی ہوتی ہے اور وہ گرہستی کا لقب پاتا ہے۔ دونوں طریقتوں کا مقصد حصُولِ نجات ہے تاہم دوسری طریقت جسے راہِ سلوک کہتے ہیں آسان اور بہترین مانی جاتی ہے اس تصویر میں ایک جانب تو جوگن دکھائی گئی ہے جو اپنے ہاتھوں میں ڈنڈا اور کمنڈل لئے ہے اور تجرید کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ دوسری جانب گرہستی عورت کی تصویر ہے جس کے ایک ہاتھ میں زمین کی گیند اور دوسرے ہاتھ میں پھُولوں کی چھڑی ہے اس کی پوشاک بارونق ہے اور وہ زیورات سے مزیّن ہے۔ کیفِ نجات دونوں کا نصبُ العین ہے

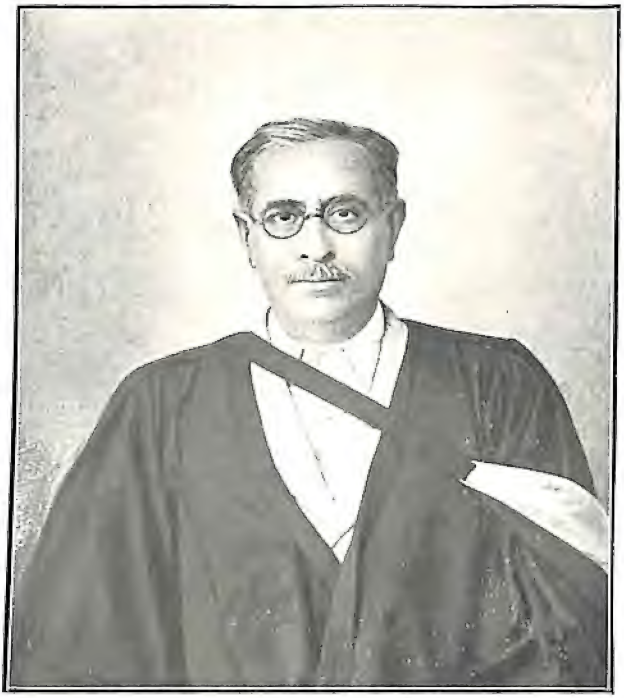

دینا ناتھ مجنوں دہلوی بی۔ اے

سوز اور ساز میں مصروف ہیں پروانہ و شمع
بزمِ فانی کا نظارہ ہے مقدر اپنا

دیباچہ منظوم

بصیرت کی نظر سے حق و باطل دیکھتے جاؤ
خدائی اور خودی کی حدِ فاصل دیکھتے جاؤ

اُدھر ہے شانِ یکتائی اِدھر سامانِ نیرنگی
برابر وحدت و کثرت کی محفل دیکھتے جاؤ

اگر کچھ دیکھنا منظور ہے چشمانِ باطن سے
صفا کا آئینہ رکھ کر مقابل دیکھتے جاؤ

بشر کی ہستیٔ موہوم کو اِس بحرِ عالم میں
حبابِ آسا علیحدہ اور شامل دیکھتے جاؤ

ازل سے نطقِ انساں میں ہر حرف و صوت کی شرکت
مرکّب لفظ میں معنی کو داخل دیکھتے جاؤ

وفورِ عشق کا انجامِ باہم بے حجابی ہے
نگاہِ قیس سے لیلےٰ کا محمل دیکھتے جاؤ

رموزِ باطنی کے لطف سے محروم واعظ کی
طبیعت گلشنِ رضواں پہ مائل دیکھتے جاؤ

تماشا گاہِ عالم میں غرضمندوں کی نظروں کے
مقابل پردۂ پندار حائل دیکھتے جاؤ
غمِ دُنیا و ما فیہا سے حاصل کر کے یک سُوئی
دلِ بے مُدّعا میں جذبِ کامل دیکھتے جاؤ
رضائے ناخُدا پر چھوڑ کر کشتی تلاطم میں
توکّل کی نگہ سے سُوئے ساحل دیکھتے جاؤ
بُزرگانِ سلف کا شاہراہِ دین و دُنیا میں
نشانِ نقشِ پا منزل بہ منزل دیکھتے جاؤ
انانیّت جُدا کر کے بنی آدم کی خِلقت میں
خمیرِ آب و باد و آتش و گِل دیکھتے جاؤ
محاسب بن کے نیکی و بدی کا لوحِ ہستی پر
حسابِ عُمر کی باقی و فاضِل دیکھتے جاؤ
کبھی تو عکسِ محبُوبِ حقیقی رُو برُو ہو گا
نگاہِ شوق سے آئینۂ دِل دیکھتے جاؤ
یہ مانا ساری دُنیا سیر گاہِ حُسن ہے مُعجزؔ
جو جلوہ ہے نگاہِ دل کے قابِل دیکھتے جاؤ

مُعجزؔ دہلوی،

جلوۂ جہاں نما

شریمد بھگوت گیتا کے جملہ اصول اور بیانات کا باہمی تعلق سمجھنے کے لئے ناظرین نقشہ صفحہ ۳ ملاحظہ کریں اور اس پر مندرجہ ذیل اُمور کا لحاظ کرتے ہوئے غور فرمائیں۔ یقین ہے کہ ایسے مطالعہ سے انہیں کچھ لطف حاصل ہوگا۔

(۱) نظام ہستی دائرے کی شکل میں آشکارا ہے

(۲) اس دائرے کے دو حصے ہیں جنہیں فنا اور بقا کہتے ہیں۔

(۳) ہر حصہ میں تثلیث موجود ہے۔ علمی۔ ارادی اور مادی۔

(۴) ہر ایک تثلیث تین منازل پر منقسم ہے جنکے نام اس نقشہ میں لکھے ہوئے ہیں۔

(۵) اس طور پر ہر نصف دائرے میں نو منزلیں شامل ہیں یعنی کُل دائرے میں اٹھارہ منزلیں واقع ہیں۔

(۶) فانی نصف دائرے میں طرزِ عمل منفی ہے اور اُسکا ماحصل معراج باقی نصف دائرے میں مثبت طریقہ رائج ہے اور اُسمیں نزول کا راز پوشیدہ۔

(۷) محویت اور توحید کی دراصل ایک ہی منزل ہے۔ نجات اور

نور علیٰ نور بالمعنی واحد ہیں۔

(۸) اٹھّارہ منازل میں نو مدارج نفی اور اثبات کے اعتبار سے جاگزیں ہیں جیسا کہ ذیل کے اعداد کی ترتیب سے واضح ہے

۱ + ۱۷ = ۲ + ۱۶ = ۳ + ۱۵ = ۴ + ۱۴ = ۵ + ۱۳ =

۶ + ۱۲ = ۷ + ۱۱ = ۸ + ۱۰ = ۹ + ۹ = ۱۸ ز پندارِ خودی

اور نفوس میں پہلی منزل کا بیان ہے حدوث و قدم اور عقول دوسری منزل کی تفصیل ہے علیٰ ہذا۔ ہر منزل کے دو نو رُخ مُقابل ہیں

(۹) دائرہ کے اندر فنا کا اُصول تمام نُقوش پر حاوی ہے اور اُسکی قیمت صِفر ہے۔ بقا وہ مرکز ہے جسکے گرد یہ دائرہ کھنچا ہی۔ اس مرکز کی قیمت ایک کا عدد ہے۔ صِفر اور ایک کا عدد ملکر دس ہو جاتے ہیں۔ یہ جلوۂ جہاں نُما کا راز ہے۔

(۱۰) ہستیٔ بحت وہ صفحہ بسیط ہے جس پر مرکز دائرہ اور جُملہ نقوش نُمایاں ہیں اور جو تعیّنات سے پاک رہ کر بے نام و نشاں ہے۔

فلسفہ بھگوت گیتا پر ایک نظر

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
(۱)	بیداریٔ خودی	پابندیٔ افعال	انسان میں جہل و اضطراب کی حالت کو پابندیٔ افعال کہتے ہیں یعنی جبتک اُسکی عقل پر خودی کا پردہ پڑا ہے اور اُسکا دل بیم و اُمید میں گرفتار ہے۔ وہ علم ذات کی آزادی سے محروم رہتا ہے۔ اس نقص کو رفع کرنیکے لئے جسم و جاں کی حقیقت کا انکشاف جسے تمیز حق و باطل کہتے ہیں لازمی ہے۔
(۲)	حدوث و قدم	تمیز حق و باطل	جان بے زوال۔ محیط۔ قایم بالذات علیم۔ قدیم اور واحد ہے۔ اجسام کثیر فانی اور باطل ہیں اسلئے مرگ و زیست اور ماضی و مستقبل کا اندیشہ لاحاصل ہے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			البتہ حقیقتِ حال پر توجہ کرنا واجب ہے احیام کو کثیر اور منقسمہ دیکھکر جانِ واحد کے منقسمہ ہونیکا دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ ایسی طلسمی صورت کا باعث جسم و جان کا ایک عجیب لحاق ہے جسے خودی کہتے ہیں اور جسکی موجودگی میں رنج و راحت گرمی و سردی وغیرہ جسم کے فنا پذیر اثرات جان پر عائد ہو جاتے ہیں۔ اِن اثرات سے مخلصی کا ذریعہ علمِ ذات ہے کہ اسکی برکت سے انسان باقی نخافی میں تمکین کرتا ہوا اطمینان سے زندگی گذارتا ہے اور ارتکابِ فعل سے بے لوث رہکر سرورِ ابدی حاصل کرتا ہے علمِ ذات کی دو شاہراہ ہیں جنمیں سے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			کسی ایک راہ پر چلنا بلحاظِ قابلیت طالب کو لازم ہے انکا نام ترکِ خودی اور ترکِ تمنا ہے بالفاظ دیگر انہیں سنیاس اور یوگ کہتے ہیں۔
(۳)	جُزو کُل	جبر و اختیار	ہر دو طریقت کے عامل کو یہ جان لینا چاہیئے کہ تمام افعال کا صدور صفات سے ہے۔ اسلئے انسان ارتکابِ فعل پر مجبور ہے۔ وہ ایک لمحہ بھی فعل سے خالی نہیں رہ سکتا ایسی صورت میں ترکِ افعال ناممکن ہے لیکن افعال سے تعلق کا ترک اُسکے امکان میں ہے اور یہ ضروری اور کافی ہے پس جو افعال اختیاری سمجھکر کیے جاتے ہیں اُن سے دلی تعلق نہ رکھنا ترکِ فعل کی مراد ہے۔

نمبر اوھیا	منزل	طریقت	نشانات
			دیگر الفاظ میں جتنے افعال جبرِ قدرت سے یا اُسکی متابعت میں سرزد ہوتے ہیں۔ وہ انسان کی آزادی اور اطمینان کا وسیلہ ہیں اور اس طرزِ معاشرت کا نام ادائے فرض ہے برخلاف اسکے اختیاری افعال انسان کو پابند اوصاف کرتے ہیں اور علمِ ذات سے محروم رکھتے ہیں۔
(۴)	اسرارِ حقیقت	ترکِ خودی	اوصاف اور افعال ایک صفاتی شعبدہ ہیں مگر ذات اِن تعیّنات سے بالاتر اور مصدرِ علم و سُرور ہے۔ صفاتی تعیّنات کی بموجب انسانی طبائع کی خلقت ہے یعنی انسانوں میں قابلیت کے مدارج اوصاف اور افعال کی تفریق پر مبنی ہیں چنانچہ اِن مدارج کے لحاظ سے روحانی ترقی کیلئے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اعلیٰ اور ادنیٰ دو طریقے ہیں جنکا پیشتر ذکر ہو چکا ہے۔ صانع قدرت نے جس کسی کو اعلیٰ اوصاف عطا کئے ہیں اُسکے واسطے ترکِ تمنا آسان اور بہتر طریقہ ہے لیکن جس بشر کا دل زعمِ خودی سے تیرہ اور مُکدر ہے اُسکی بہبود کیلئے ترکِ خودی کی طریقت لازمی ہے تاکہ اُسے صفائے قلب حاصل ہو اور وہ علمِ ذات کے باریک رموز سمجھ سکے۔ اعلےٰ قابلیت کیواسطے علمی ذریعہ موزوں اور کافی ہے۔ ادنیٰ قابلیت کیلئے عملی طریقت پر کاربند ہونا واجب اور ضروری ہے جو لوگ بیم و اُمید ترک کرتے ہیں وہ علمی طریقت کے پیرو مانے جاتے ہیں۔ جنکا اصول شوق و نفرت ترک کرنا ہے وہ عامل کہلاتے ہیں۔

نمبر اوصیا	منزل	طریقیت	نشانات
(۵)	رموزِ معرفت	ترکِ تمنّا	نظامِ ہستی میں مادّی ارادی اور علمی تین تثلیث موجود ہیں جن پر یہ ہر دو طریقت یکساں حاوی ہیں۔ ثلاثہ کو توحید میں محو کرنا حقیقت کا درجہ کہلاتا ہے۔ توحید کا جلوہ تثلیث میں مشاہدہ کرنا معرفت ہے۔ جو کوئی علمِ حقیقت میں درجۂ کمال پر پہنچتا ہے اُسے مجذوب کہتے ہیں اور جو رموزِ معرفت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ سالکِ مزدہوتا ہے۔ ایسی بزرگ ہستیوں سے جتنے افعال لازمی وقوع میں آتے ہیں اُن کا وجود عدم کے برابر ہو جاتا ہے۔ افعال میں ترکِ افعال اور ترکِ افعال میں افعال کا مشاہدہ اسی کیفیت کا بیان ہے اور حیاتِ انسانی بسر کرنیکا یہ سب سے اعلیٰ اصول ہے۔ لیکن اس

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			نصب العین پر قیام کیلئے مزاولت درکار ہے۔ چنانچہ صاحبانِ باکمال علم ذات سے مستفیض ہوکر بھی بہرکیف دھیان یعنے شغل شمسی پر توجہ رکھتے ہیں کہ اس عمل پر کاربند ہونیسے اُنکی عقل سلیم کو حواس گمراہ نہیں کرسکتے۔
(۶)	صفائے قلب	شغل	جن کی فہم اتنی رسا نہیں اُنکے لئے ابتدا میں ضبط حواس سے دل کی کثافت دور کرنا لازم ہے۔ اس طریقت کو ناسا گر دھارنا یعنی پاسِ انفاس کہتے ہیں اور اسکے فیض سے خودی کا پردہ ہٹ جانے پر شاغل کی نظر جزو سے کُل تک پہنچتی ہے یا یوں کہیئے کہ اُسکا دل جہل و اضطراب سے پاک ہوکر مشاہدۂ باطنی کے قابل ہوجاتا ہے

بزادھیا	منزل	طریقت	نشانات
(۷)	کرشمۂ صفات	مشاہدہ	مادی تثلیث سے رہائی کا یہی ذریعہ ہے۔ قلبِ مُصفّا میں کرشمۂ صفات نظر آتا ہے اور عقل روشن ہو جاتی ہے یعنی شاغل کو نظامِ عالم میں خاک۔ آب آتش۔ باد۔ خلہ۔ دل۔ عقل اور پندار ان آٹھ طبقوں کی موجودگی اور اُن کے اشتمال سے تمام افعال کا صُدور عین الیقین ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر جملہ اوصاف اور افعال کا مخزن واحد نظر آتا ہے جسے قُدرتِ کاملہ کہتے ہیں۔ یہ حقیقت کی منزل ہے اور اسمیں قیام کرنیوالے کو ارادی تثلیث سے بریت مُیسّر ہوتی ہے۔
(۸)	جلوۂ ذات	تصوّر	ذات کرشمۂ صفات سے بالاتر اور افعال سے بے لوث ہے تاہم وہ ایسا لحاق

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			کیوجہ سے حادث[1] و قدیم[2] اور جزو[3] و کل[4] معلوم ہوتی ہے۔ بنظر کلیت صفات کو لطیف وکثیف عناصر کا وہ مجموعہ جاننا چاہیئے جسکو فنا نہیں ہے اور وہی بشکل جزویت حادث ہوکر عقول و نفوس کہلاتی ہے۔ کرم یعنی فعل ان چاروں صورتوں پر حاوی ہوکر انہیں پیدائش قیام اور فنا کا انقلاب ظاہر کرتا ہے چنانچہ اسکی وجہ سے ذاتِ پاک کا علم خالص حدوث و قدم میں پنہاں اور اُسکا نور جزو و کل میں پوشیدہ ہوجاتا ہے۔ ایسے حجاب کے دور کرنیکا وسیلہ وھیان یعنی تصور ہے جو کہ علم ثلاثہ کو توحید میں مبدل کردیتا ہے عارفانِ سابق نے اس طریقت کو گایتری

نمبر اوصیا	منزل	طریقت	نشانات
			منتر یعنی شغلِ طاؤسی موسوم کیا ہے جسپر کاربند ہونیسے علمی تثلیث کا خاتمہ ہو جاتا ہے یعنی علم کو محویت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔
(۹)	نور علی نور	محویت	محویت کے جذبے میں عارف کا وصال ہستیٔ بحت سے ہوتا ہے جو کہ باقی و فانی سے افضل اور قیاس و فکر سے برتر ہے اور بے نام و نشاں کہلاتی ہے۔ حواس دل اور عقل اِسکے ادراک سے عاجز و قاصر ہیں۔ ارتقائے علم و عمل کی یہ وہ انتہا ہے جہاں قیل و قال کا دخل نہیں۔
(۱۰)	فروغ جمال	سلوک	عارف جو دیدار ذات میں محو اور سکونِ دل سے بہرہ ور ہے سالِک کہلاتا ہے اُسکی نگاہ میں ذرّہ ذرّہ نورِ معرفت سے روشن ہے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اسی شہودی کیف کا نام فروغ جمال ہے۔ یہ کثرت میں وحدت کو جلوہ گر دیکھنا ہے علم خود شناسی اسکے مترادف ہے اور ہمہ از وست کا مسئلہ اسپر صادق آتا ہے۔
(۱۱)	شانِ جلال	جذب	شانِ جلال وکلیت کا نظارہ ہے جسمیں جزویت کا خیال فنا ہو جاتا ہے اور جسکا مشاہدہ کرنیوالا مجذوب کہلاتا ہے کثرت کا وحدت میں فقدان ایسے جذبِ کامل کا نتیجہ ہے۔ خود شناسی اسکے مترادف ہے اور ہمہ اوست کے مسئلہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ مجذوب ما و ما فیہا سے بیخبر رہ کر کیف مستی میں جلوہ یکتا دیکھتا ہے۔
(۱۲)	حسنِ ازل	عشق	لیکن سالک ان دونوں سے غافل نہیں ہوتا

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
۱			وہ دل بیار و دست بکار رہتا ہے۔ مندرجۂ بالا فنا کی طریقت میں شغل فکر اور تصوّر تین نشانات ہیں جن سے مجذوب کو گذرنا ہوتا ہے۔ شغل کی مراد حواس کا ضبط بذریعہ دل ہے۔ فکر کے معنی تمیز حق و باطل ہے۔ تصوّر یکسوئی خیال سے ذات کا دیدار ہے۔ اِن میں شغل پر فکر اور فکر پر تصوّر کو فضیلت ہے مگر طالبِ رستگاری کیلئے راہِ سلوک سیدھی اور آسان ہے کہ اسمیں عشق حقیقی کی برکت سے جزو کل کا حجاب جلد رفع ہو جاتا ہے اور حُسنِ ازل کا دیدار ہی دیدار رہ جاتا ہے۔ شری کرشن بھگوان نے اس طریقت کو شرفِ قبولیت دیا ہے اور اسکے پیرو کو

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	
			موحّد بتایا ہے۔
۱۳	غیب و شہود	عرفان	نظام عالم میں غیب اور شہود دو نقطۂ نگاہ ہیں چنانچہ شہود میں علمی تثلیث کارکن ہے اور غیب میں علمی تثلیث موجود ہے اس علمی تثلیث کے بموجب جسم و جاں صفات و ذات اور علیم و علم کا امتیاز ہے۔ جسم و جان کے ادراک کا نام رُوح مُنفرد ہے۔ صفات و ذات کا مُبصر روح اعظم کہلاتا ہے۔ علیم و علم کا شاہد نور علیٰ نور ہے۔ بالفاظِ دیگر جسم و جان کے الحاق میں جزویت کی نمود ہے۔ صفات و ذات کے تعلّق سے عالم کا شہود ہے۔ علیم اور علم کے آئینہ میں ہستیٔ بحت کا پرتو ہے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			ایسے طلسم ماسوا کو توڑ کر عارف ذات کا دیدار حاصل کرتا ہے۔
۱۴	نظامِ قدرت	اشراق	یہ طلسم صفتِ سہ گانہ کی شکل اختیار کر کے جزو کُل کی ایجاد قیام اور فنا کا سبب ہے۔ بلحاظ کُلیت یہ عالم اُسکا شعبدہ ہے اور بنظر جزویت وہ عقول ونفوس میں آشکار ہے اور بشر کو پابند افعال دکھاتا ہے۔ یہ تینوں صفتیں جزو کُل میں ہمیشہ موجود ہیں البتہ اُن کے تناسب میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے جسکی وجہ سے کسی ایک صفت کا دیگر دو صفتوں پر غلبہ ہوا کرتا ہے۔ صفتِ قیومی کے غلبہ کی شناخت عقلِ سلیم اور سکونِ دل سے ہے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			صفت ایجاد کے غلبہ کی علامت اضطراب و تدبیر ہیں۔ صفتِ فنا کے غلبہ کی پہچان غفلت اور کاہلی سے ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا صفتِ قیومی کا نتیجہ نیک اعمالی صفت ایجاد کا ثمرہ محنت اور مشقت اور صفت فنا کا انجام جہالت اور افعالِ بیہودہ ہیں۔ اہلِ دانش تمام افعال کو ایک صفاتی کرشمہ اور ذات کو اُن سے مبرّا اور بے لوث جانتے ہیں اسلئے وہ اعمال سے آزاد اور علم باطن میں مسرور رہتے ہیں۔ ذات و صفات کے الحاق سے جو ارادی تثلیث نمودار ہے اُسکا یوں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
۱۵	روحِ بشر	تجرید	ہستی بحت کی منزل ذات وصفات کی منزلوں سے بالاتر ہے تاہم اُس کے لافانی ظہور کا نام ایشور یعنی رُوح اعظم ہے اور عادث جلوے کو جیو یعنی روح منفرد کہتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر نورِ علیٰ نور آئینہ کلیت میں آشکارا ہو کر خالق مشہور ہے اور آئینہ جزویت میں رُونما ہو کر مخلوق کہلاتا ہے۔ یہ دونوں مظاہر ذاتی مانے جاتے ہیں۔ اسی ذات بے نام ونشان نے صفات کے لطیف طبقہ میں نہاں ہو کر ہرنیہ گربھ یعنی عالم غیب کا نام پایا ہے اور صفات کے کثیف طبقہ میں عیاں ہو کر وراٹ یعنی عالم شہود کا نشان قایم کیا ہے۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			در اصل یہ غیب و شہود بمنزلہ تخم و شجر کے ہیں اور اِن دونوں تعیّنات سے جمادات نباتات اور حیوانات کی زندگی وابستہ ہے۔ چُنانچہ رُوحِ اعظم جمادات میں بصورتِ سکون نباتات میں بشکلِ بالیدگی اور حیوانات میں بطور حرارتِ غریزی کارپرداز ہے اور اس اعتبار سے مخلوقات کو خاکی آبی اور آتشی کہا جاسکتا ہے۔ حیوانات کی دو قسمیں ہیں مُطلق اور ناطق۔ جنمیں عقل و حافظہ کی کمی و بیشی ہے رُوحِ اعظم کے نزول کا بیان کُلیّت کے اُصول پر ہُوا۔ اب جُزویت کی بنا پر یوں تشریح کیجاتی ہے کہ عالم غیب سے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			دل اور حواس کا نشو و نما ہوتا ہے اور عالم شہود سے قالب کی پیدائش ہے رُوحِ اعظم اور رُوحِ منفردان دونوں کی شاہد ہستی بحت ہے جو کہ غیب و شہود حدوث و قدم اور جزو کُل سے بے نیاز اور عینِ علم و سُرور ہے درحقیقت رُوحِ اعظم اور رُوحِ بشر میں کوئی غیریت نہیں ہے غیریت معلوم ہونیکی وجہ خودی اور پندار ہیں جو کہ صفات سے پیدا ہو کر جزو کُل کو مختلف دکھاتے ہیں اور لاتعیّن کو پابندِ تعیّن ظاہر کرتے ہیں۔ اس نکتہ کی تفسیر یوں کرنی چاہیئے کہ ہستی بحت کا عینِ علم ازلی حجاب میں سہ گانہ ہو کر عالم علم اور معلوم کی صورت اختیار کرتا ہے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اور با اعتبار غیب علم ذات اور بلحاظ شہود علم صفات نامزد ہوتا ہے۔ اسی طور پر ہستی بحت کا سرور خالص عاشق عشق اور معشوق بنکر قدامت کی شکل میں حقیقی اور حدوث کی صورت میں مجازی کہلاتا ہے۔ ہستی بحت کا سکون ناظر نظر اور منظور ہو کر بصورت کل جبر قدرت اور بشکل جزو فعل اختیاری ہے اسلیے ہستی بحت میں وصل ہو بنکا وسیلہ تجرید ہے جسکے فیض سے خودی اور پندار ہر دو حجاب دور ہو جاتے ہیں۔
۱۶	عقول	فکر	صفات سہ گانہ کے الحاق سے روح بشر دو طرح کے تعینات میں پابند ہے جنہیں عقول و نفوس کہتے ہیں۔

نمبر	منزل	طریقت	نشانات
			اُنمیں سے عقول کا اشارہ فطرتِ انسان پر ہے جو اُسے اپنے والدین سے ورثہ میں ملتی ہے اور صحبت کے اثر سے ترقی و تنزل پاتی ہے یہ خواہ نیک خواہ بد ہوا کرتی ہے اسی کو انتہ کرن یعنی قوائے باطنی کہا گیا ہے۔ اسمیں عقل۔ دل۔ خودی اور تصوّر شامل ہیں اور انکی بموجب ہر انسان کا چار حالتوں میں قیام ہے جو بیداری۔ خواب غفلت اور ہوش کے نام سے مشہور ہیں۔ نیک خصال دُنیا کو فانی سمجھکر عقبیٰ کیطرف رجوع کرتے ہیں بدخصال دُنیا کے فانی ہونے سے بے خبر اُسی کے دلدادہ رہتے ہیں اور آخرت کا خیال

نمبر شمار	منزل	طریقت	نشانات
			نہیں کرتے۔ اول الذکر مادّے میں غیر فانی رُوح کا نزول مانتے ہیں اسلئے وہ روحانی ترقّی کی جانب توجّہ کرتے ہیں دوسری قسم کے لوگ مادّے کو بطور خود قایم سمجھتے ہیں اور اسکا کوئی مُسبّب نہیں مانتے اسلئے وہ طالبِ ستکاری نہیں ہوتے۔ نیک نفس کو آزادی نصیب ہوسکتی ہے لیکن بدمست کی تقدیر میں پابندی کا سلسلہ ہے۔ ایسے صورتمیں شریعت کے احکام کی تعمیل واجب ہے۔
۱۷	نفوس	ذکر	رُوح بشر کا دوسرا تعیّن نفوس ہے جو کثیف مانا گیا ہے۔ اسکی وجہ سے انسان کی طرزِ معاشرت میں اختلافات ہیں جنکی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے۔

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
اوّل اعتقاد ہے جو ہر انسان میں کُچھ نہ کُچھ ضرور ہوتا ہے اور جسے وہ اپنی دانست میں صحیح مانتا ہے مگر صحیح اعتقاد وُہی کہا جاسکتا ہے جو حق و باطل کی تمیز سے پیدا ہو کر راحتِ ابدی عطا کرتا ہے۔ عِلمی نقطۂ نظر سے جسکا جیسا اعتقاد ہے ویسا ہی اُسکا بشریت میں درجہ ہے دیندار ملائک پرستی کرتے ہیں اور عُلوی صفات کے مُعتقد رہتے ہیں۔ اہل دُنیا شیطان جنّات وغیرہ سفلی قوّتوں کو اپنا معبُود جانتے ہیں۔ جاہل لوگ بھُوت پریت جیسے متوفّیان کی پُوجا کرتے ہیں اور اُن پر عقیدہ			

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			رکھتے ہیں۔ انکے علاوہ ایسے بشر بھی ہیں جو بے اعتقادی کے جذبے میں شریعت سے مخالفت کرتے ہیں اور جنکا مقصد خود کو ایذا پہنچانا اور مکروہ پندار سے شہرت حاصل کرنا ہے۔ وہ گمراہ اور ذلیل ہیں۔
			دوسرا سوال غذا کا ہے جسکی تین قسمیں مانی جاتی ہیں۔ اعلیٰ۔ اوسط۔ اور ادنیٰ۔ جو غذا خوش ذائقہ۔ مرغن مقوی اور مفرح ہو اور جس سے عمر۔ تولید۔ طاقت۔ تندرستی۔ آسودگی اور خوشی بڑھتی ہو وہ اعلیٰ قسم کی ہے۔ خوغذا کھاتے ہوئے کڑوی۔ کھٹی۔ زیادہ نمکین۔ گرم۔ چرپری اور روکھی معلوم

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
ہوتی ہے اور بعد میں جلن۔ تکلیف رنج اور بیماری پیدا کرتی ہے اُسکا متوسط درجہ ہے۔ باسی۔ بدذائقہ۔ بُو دار جھوٹی اور ناپاک غذا ادنیٰ درجہ کی مانی گئی ہے۔ ہر قسم کی غذا کا خاص اثر انسان کی نفس پر ہوتا ہے اسلئے اسمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ تیسرا سوال مشاغل کا ہے جنسے حیاتِ انسانی تین طرح پر وابستہ ہے انکی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ جتنے کام بیم و اُمید سے قطع نظر کرکے یعنی فرض سمجھکر کئے جاتے ہیں اُنکا اعلیٰ درجے میں شمار ہے۔ جتنے افعال مطلب براری کیلئے یا بے اعتقادی کیحالت میں انسان سے سرزد ہوتے ہیں			

نمبر اوصیا	منزل	طریقت	نشانات
			وہ اوسط درجے کے کہلاتے ہیں۔ جو فعل ناجائز ہے اور بیقاعدگی سے کیا جاتا ہے وہ ادنیٰ قسم کا ہے۔ جملہ اعمال کے اثرات انسان کے دل پر پڑتے ہیں اسلئے اُنمیں تمیز درکار ہے۔
			چوتھا سوال پرہیزگاری کا ہے جسکی تین قسمیں جسم۔ زبان اور دل کے اعتبار سے قرار دی گئی ہیں۔ دیوتا برہمن گرو اور اہلِ فن کو تعظیم دینا پاک وصاف رہنا۔ نیکی کرنا کسی کو ایذا نہ پہنچانا اور اہلِ کمال کی صحبت اختیار کرنا زُہدِ جسمانی کہلاتا ہے۔ صُلح آمیز۔ راست شیریں اور مُفید گفتگو کرنا اور کُتبِ علوم کا درس دینا زُہدِ زبانی کی تعریف ہے۔

نمبر لوحیا	منزل	طریقت	نشانات
			اطمینان رکھنا۔ حلم وصبر سے کام لینا حواس کو قابو میں رکھنا اور صفائی باطن کیلئے کوشش کرنا زُہد قلبی ہے۔ ہر قسم کا زُہد جو بے تمنائی سے کیا جاتا ہے اعلےٰ درجہ کا ہے۔ جسقدر زُہد ناموری۔ افتخار اور عزّت کیواسطے مکّاری سے کیا جاتا ہے اُسکا متوسّط درجہ ہے۔ خود کو تکلیف دیکر اور دوسروں کو تکلیف پہنچانیکے لئے جاہلانہ زُہد پر کاربند ہونا ادنےٰ حیثیت رکھتا ہے۔
			پانچواں سوال خیرات کا ہے اور یہ تین طرح پر کیجاتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی خیرات وہ ہے جو معاوضہ کی اُمید نہ رکھکر موقع وقت اور استحقاق کا لحاظ کرکے اور

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اپنا فرض سمجھکر کیجاتی ہے۔ جتنی خیرات معاوضہ کی اُمید پر یا مجبوری کیحالت میں دیجاتی ہے اسکا درمیانی درجہ ہے جس خیرات میں موقع اور وقت کا لحاظ نہیں کیا جاتا اور جو غیر مُستحق کو توہین اور تضحیک کیساتھ دیجاتی ہے وہ سب سے کمتر درجہ کی ہے۔ اعتقاد زُہد اور غذا کا تعلّق انسانکی شخصیت سے ہے جسمیں دلِ حواس اور جسم شامل ہیں۔ وُہی خیرات کے ذریعہ سے بنی نوعِ انسان اور دیگر مخلُوق کی بہبُودی میں ساعی ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی صورتمیں عُنصری وجُود کا قرضہ قُدرت کو ادا کرتا ہے۔ اہل دانش نے اِنکو پنج کوش یعنی حجابِ پنجگانہ بیان کیا ہے جنکی وجہ سے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			علمِ ذات پوشیدہ ہو جاتا ہے چنانچہ اُس کے آشکارا کرنے کے لئے دل کی کثافت دُور کرنا لازمی ہے اور یہ دل کی کثافت تب ہی دور ہوتی ہے جب انسان بدی سے اجتناب کرکے نیکی کے طرف رجُوع کرتا ہے۔ اس لئے شریعتِ رُوحانی ترقی کا پہلا زینہ ہے۔ نیک خصال جملہ فعلوں کو اختیاری سمجھتے ہوئے شریعت کے طریق پر چلتے ہیں۔ مجذوب اُنکو جبرِ قدرت مانتا ہوا اُن سے دلی تعلّق نہیں رکھتا۔ یہ کلّیت کی نظر اور حقیقت کی جلوہ گاہ ہے۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			سالک کا علم ہستی ان دونوں منازل سے بالاتر اور ثمرۂ اعمال سے بے اثر رہتا ہے۔ اُسکی نگاہ میں جُزو کل ہر دو صفاتی شعبدے ہیں اور جتنے افعال اُس سے سرزد ہوتے ہیں اُنہیں وہ خاصہ طبعی کا ظہور جانتا ہے۔ رموز معرفت کا یہ اعلیٰ نکتہ قابل غور ہے۔
۱۸	نجات	توحید	مجذوب صدور افعال کو علم ذات کا حجاب مانتا ہے اسلئے وہ ترک خودی کے اصول پر کاربند ہوتا ہے۔ سالک جملہ افعالِ فطرتی میں ذات کا جلوہ دیکھتا ہے۔ اسلئے اُسے ترک و اخذ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			وہ دلِ بے مُدّعا اور نظرِ مساوات رکھتا ہُوا موحّد کہلاتا ہے۔ ہستیٔ بحت نے علم و عمل کے اعتبار سے دو تثلیث آشکارا کی ہیں جن کی تفسیر رُوح بشر کے بیان میں آچکی ہے اور اس موقع پر اعادہ کی محتاج نہیں ہے۔ علمی تثلیث افعال سے بے تعلّق ہے عملی تثلیث میں افعال کا صدُور ہے۔ علمی تثلیث بمنزلہ شخص کے ہے اور عملی تثلیث بمنزلہ عکس کے اور یہ دونوں جُزو کُل پر حاوی ہیں۔ علمی تثلیث میں علم کی سہ گانگی ہے جسکی رُوح بشر کے بیان میں

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			تفسیر ہو چکی ہے۔ علی تثلیث میں ہر فعل کے پانچ اسباب ہیں جن کے نام عنصر۔ قوت۔ آلہ ظرف اور خود ہی ہیں۔ بہشت کے اُمیدوار جملہ فعلوں کو اختیاری مانتے ہیں اسلئے اُن کا علم علی تثلیث کے دائرے میں رہتا ہے۔ طالبانِ نجات افعال کو جبریہ مانتے ہوئے علی تثلیث سے بریت حاصل کرتے ہیں اور علمی تثلیث کے ناظر ہو جاتے ہیں۔ واصلانِ ذات اختیاری اور جبریہ ہر دو قسم کے فعلوں کو مساوات کا درجہ دیتے ہیں

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
اس لئے اُن کا علمِ خالص جملہ تعیّنات سے بے لوث ہو جاتا ہے اور وہ ہر دو تثلیث کے شاہد رہتے ہیں۔ اوصاف اور افعال کے امتزاج سے نوعِ انسان کے چار فرقے بن گئے ہیں۔ برہمن۔ کشتری ویش اور شودر۔ ہر فرقہ کے لئے اُس کی قابلیت کے بموجب خاص طرزِ عمل موضوع ہوا ہے اور جس فرقے کے واسطے جو طرزِ عمل فطرتی ہے اُس پر کاربند ہونا اُسکا فرض ہے کہ ادائے فرض نجات کا وسیلہ ہے۔			

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			نوع انسان کی یہ تقسیم قانون قدرت کے بموجب ہے اسلئے کوئی ملک ان چاروں سے خالی نہیں۔ قدرت نے جن حضرات کو علم خودشناسی اور اُسکی تلقین کا جوہر عطا کیا ہے وہ رہنمائے حق اور پیشوائے مذہب ہیں جن کو اس سے شجاعت اور حکمرانی کا حوصلہ ملا ہے وہ حکام اور والیان ملک مانے جاتے ہیں جن میں تجارت اور کاشتکاری کی لیاقت موجود ہے وہ ملک کے گذارے اور ترقی کا ذریعہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں جنہیں مندرجہ بالا اوصاف میسر نہیں لیکن خلق کی خدمت کا

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			مادہ حاصل ہی وہ اپنے پیشے سے دیگر فرقوں کی امداد کرتے ہیں ایسے چار فرقوں کے بغیر دُنیوی کاروبار اور ضروریات کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے چُنانچہ وید مقدس نے اس تقسیم کو ایک شاعرانہ تشبیہہ سے بیان کیا ہی جسمیں ان چار فرقوں کا ایک جسم قرار دیکر ہر فرقے کو اُسکے منصب کے لحاظ سے خاص عضو بتایا ہی برہمن کو چہرہ اسلئے کہا ہی کہ جسم کی پہچان چہرے سے ہوتی ہے نیز اُسمیں زبان کارفرما ہی جو تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رکھ سکتی ہی کشتری کو بازو اس بنا پر قرار دیا ہی کہ شجاعت اور طاقت کا اظہار بازو سے ہوتا ہی۔ ویش کو ران سے تعبیر کرنیکی یہ وجہ ہے کہ چہرہ اور بازو کا دارومدار ران پر ہے یعنی برہمن اور کشتری کے فرائض منصبی کا ادا ہونا اُسکی کوشش و کامیابی پر منحصر ہے۔ شودر کو پاؤں ماننے کی دلیل ہی کہ دیگر اعضا کا

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			قیام پاؤں پر ہے اور اُسکی مدد سے وہ نقل و حرکت کر سکتے ہیں۔ ان چار فرقونکی مُتفقہ کوشش میں انسانی ترقی کا راز مُضمر ہے۔ دراصل جتنے افعال جُزویت کے نقطۂ نگاہ سے اختیاری نظر آتے ہیں وہ کُلیت کے اعتبار سے جبریہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسی صُورتمیں طالبانِ نجات کو واجب ہے کہ وہ زعم خودی کو ادائے فرض میں محو کرکے رازِ حقیقت سے واقف ہو جائیں اور نیندارِ ہستی کا حجاب دور کرکے آفتابِ معرفت کا دیدار حاصل کریں۔ بالمعنی یہ ایک کیفِ وصال ہے جسمیں فانی اور باقی کا امتیاز معدوم ہو جاتا ہے اور انسان کو مرگ و زیست کے علائق سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔ اسی کا نام نجات ہے اور یہی شری کرشن بھگوان کا اعلیٰ مقام ہے۔

تصویر

پندارِ خودی

بنرا

جہل

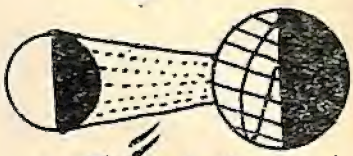

سورج گرہن

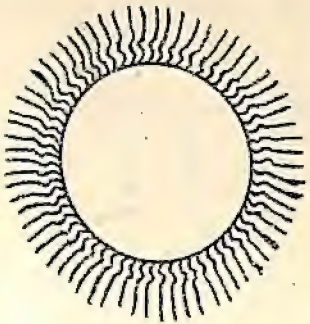

اضطراب

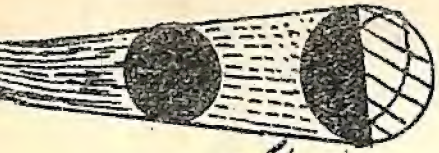

چاند گرہن

خونِ اُلفت جوش زن ہے چھوٹی پڑتی ہے کماں ؛ دل دھڑکتا ہے مری آنکھوں میں پھرتا ہے جہاں

شیر مد بھگوت گیتا

پہلی ادھیا در بیان پندارِ خودی

راجہ دھرتراشٹر

سوال

(۱)

سرزمینِ کورو چھیتر کا مجھے قصّہ سُنا
جب ہوا سنجے ہمارا پانڈو سے سامنا

جواب (۲) سنجے

دیکھتے ہی پانڈو کی فوج کو آراستہ
راجہ دریودھن نے چھیڑا در ونسی یون تذکرہ

(۳)

لشکرِ عنّدار کو ان پانڈو کے دیکھئے
منتظم ہیں جس کے دانشمند شاگرد آپ کے

(۴)

بھیم اور ارجن کے ہمراہ ہیں اُدھر اتنے جواں
یویودھان ویراٹ دروپد کا مُعزّز خاندان

(۵)

دھرشٹ کیتو کاشی راج اور چیکتانِ صف شکن
شیو کنتی بھوج پرجُت نام آور تیغ زن

(۶)

اُتّمجا صاحبِ ہمّت یُدھامنیو جسری
دروپد و سوبھدر کے کنبوں کے سب ماہارتھی

(۷)

جو دلاور میرے لشکر میں بہت مشہور ہیں
اُن کے اسمائے گرامی ذیل میں مذکور ہیں

(۸)

آپ بھیشم سمتنجے۔ کرپاچاری اور کرن
اشوتھاما۔ سومدت عالی خرو راجہ وکرن

(۹)

اور بہت سے جاں نثاری کے ہنر میں طاق ہیں
اسلحہ ورزو فنونِ جنگ میں مشّاق ہیں

(۱۰)

میری اعلےٰ فوج کا بھیشم سپہ لا رہے
بھیم اونکی پشت ہمّت فوج کا سردار ہے

(۱۱)

جو سپاہی آج صف آرا ہیں میری فوج کے
اُنکو بھیشم کی دل وجاں سے حفاظت چاہیئے

(۱۲)

بوڑھے بھیشم نے اب اُس کا دل بڑھانے کیلئے
سنکھ کا نعرہ سُنایا مثل غرّاں شیر کے

(۱۳)

جھانج نقّارے بگل ناقوس دف بجنے لگے
دفعتًا وہ دونوں لشکر شور و غل سے گونج اُٹھے

(۱۴)

بعد ازاں سبزوں کے عالیشان رتھ میں ہو سوار
کرشن وارجن نے بجائے سنکھ اپنے بار بار

(۱۵)

نام جنکا پانچ جن اور دیودت مشہور تھا
اِک طرف بجنے لگا پونڈر بہادر بھیم کا

(۱۶)

خوب گونجے نکل اور سہدیو کی پشپک سگھوش
بس گیا کانونیں ناقوسِ یدھشٹر کا خروش

(۱۷)

حوصلے والا شکھنڈی شیر بازو کاشی راج
ساتکی دیراٹ اور درشٹ دیمن آتش مزاج

(۱۸)

درو پد و سو بھدر کے کنبہ کے چھوٹے اور بڑے
اپنے اپنے سنکھ کو دم کر کے گرجانے لگے

(۱۹)

شور و غوغا سُن کے کورو کا جگر گھٹنے لگا
دفعتاً ارض و سما میں تہلکا سا مچگیا

(۲۰)

دیکھکر بہرِ مقابل فوجِ کورو کا پرا
ہاتھ میں لیکر کماں جب کشتِ خوں ہونے لگا

(۲۱)

کرشن سے اے مہرباں اُسوقت اَرجن نے کہا
وسط میں فوجوں کے میرے رتھ کو ٹھہرا دو ذرا

(۲۲)

تاکہ مجھکو علم ہو وہ کون ہیں زور آزما
جن سے ہوگا رزمگہ میں آج میرا سامنا

(۲۳)

کاش اُن طاقتوروں کو اِک نظر میں دیکھ لوں
کوروں کی فتح کا جنکو سمایا ہے جنوں

(۲۴)

کرشن اتنی بات سُنکر اے شہ والا گہر
دونوں فوجوں کے مُقابل اُسکے رتھ کو روک کر

(۲۵)

درون بھیشم اور سرداروں کے صف کے سامنے
بولے اے ارجُن وہ فوجِ کورواں ہے دیکھ لے

(۲۶)

اُس نے دوڑا کر نگہ دیکھا کہ عزّ و اقربا
باپ بیٹے پوتے سمبندھی گرو اور آشنا

(۲۷)

دونوں جانب یہ صحابہ مُستعد ہیں جنگ پر
اور وہ اپنے گھر کی ساری صورتیں پہچانکر

(۲۸)

جذبۂ دِل سے پریشاں ہوکے یوں کہنے لگا
دیکھکر اے کرشن اپنوں کا ارادہ جنگ کا

(۲۹)

میرے بازو ٹوٹتے ہیں خشک ہوتا ہے دہن
رونگٹے ہوتے کھڑے ہیں تھر تھراتا ہے بدن

(۳۰)

خونِ الفت جوش زن ہے چھوٹی پڑتی ہے کماں
دل دھڑکتا ہے مری آنکھوں میں پھرتا ہے جہاں

(۳۱)

کرشن آثارِ مخالف صاف آتے ہیں نظر
فائدہ حاصل نہ ہوگا قربا کو مار کر

(۳۲)

مجھکو تو خواہش نہیں سامانِ فتح و عیش کی
ہیچ ہیں میری نظر میں مال و جاہ و زندگی

(۳۳)

سلطنت کے ٹھاٹھ جن کیواسطے درکار تھے
وہ کھڑے ہیں ہاتھ دھو کر اپنی جان و مال سے

(۳۴)

باپ - دادا - بیٹے - پوتے اقربا ماموں گرو
سالے اور سسرے ہیں دونوں لشکر میں جنگجو

(۳۵)

مارنا انکا نہیں منظور مرزا ہے قبول
مجھکو دنیا اور عقبیٰ کا نہیں شوقِ حصول

(۳۶)

کورؤں کی جان لینے کا یہی ہوگا ثواب
اپنی گردن پر رہیگا رشتہ دارونکا عذاب

(۳۷)

بھائیوں کو قتل کرنا ہے سراسر ناروا
جب نہوں اپنے یگانے زندگی کا لطف کیا

(۳۸)

ہائے ان لالچ کے اندھونکو نہیں آتا نظر
اقربا کے مارنے اور دل دکھانے کا ضرر

(۳۹)

کیوں نہ ہم اتنی سمجھ ہوتے بُرائی سے بچیں
صاف ظاہر ہے تباہی بھائیوں کی قتل میں

(۴۰)

باعثِ ترکِ رسومِ نیک ہے قتلِ ذکور
بدشعاری سے بپا ہوتے ہیں نازیبا فتور

(۴۱)

بیحیائی سے بگڑتا ہے گھرانوں کا چلن
خیرگی کے فعل سے آپس میں ملتے ہیں ورن

(۴۲)

نرک میں جاتا ہے مخلوطُ النّسب کا خاندان
پنڈ و جل ملتے نہیں مٹتا ہے تیرو نکانشاں

(۴۳)

ایسے بدفعلوں کا ثمرہ ناخلف اولاد ہے
ایسی قوم اور خاندان کی حیثیت برباد ہے

(۴۴)

جس گھرانے کی خوش اعمالی میں آتا ہی فتور
لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جاتا ہی ضرور

(۴۵)

حیف میں دھبّہ لگاؤں اپنے نام ونگ پر
اپنی بہبودی کی سوچوں بھائیوں کو مار کر

(۴۶)

گر کوئی سفّاک کو رو میرے تن اور روح کو
دو کرے اِک ہاتھ میں مجھ پر بڑا احسان ہو

(۴۷)

کہکے یہ الفاظ ارجن رتھ میں داخل ہو گیا
ڈالکر تیر و کماں افسوس میں ڈوبا ہوا

تصویر

حدوث و قدم

نمبر ۲

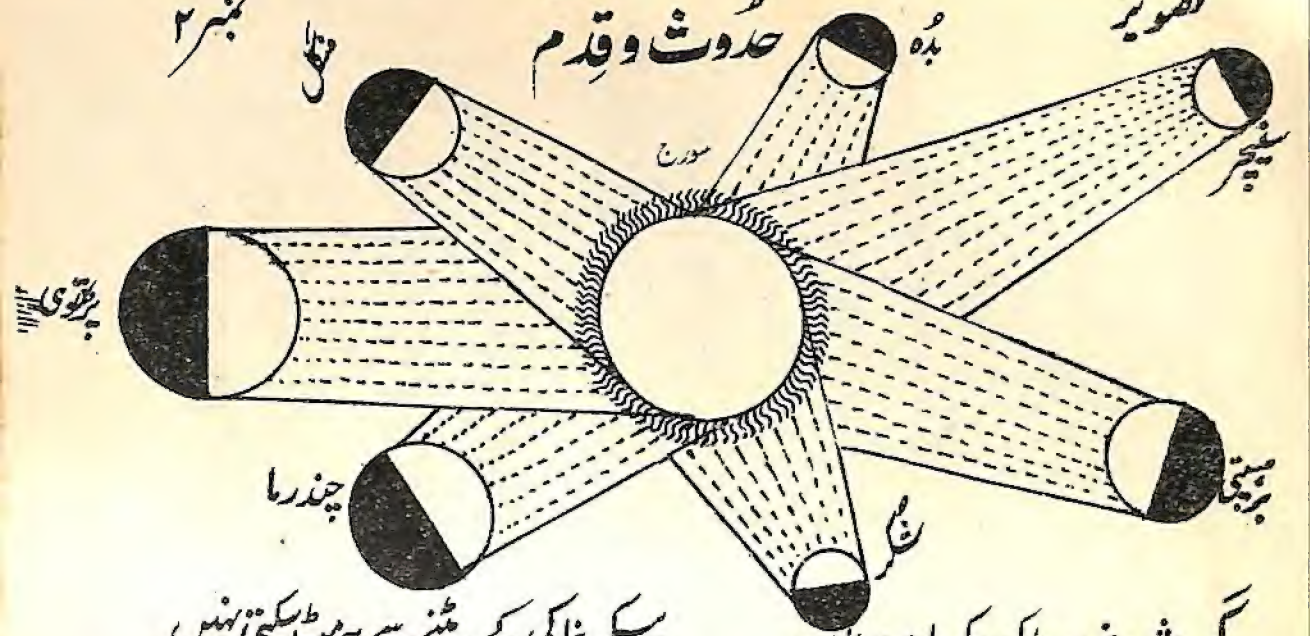

گردشِ ارض و سما کی اِسکو پابندی نہیں

پیکرِ خاکی کے مٹنے سے یہ مٹ سکتی نہیں

دوسری ادھیا

دربیان حدوث و قدم

(۱)

بیقرار افسردہ دل اور آبدیدہ دیکھکر
کرشن اُس مغموم ارجن کو ہوئے یوں راہبر

ہدایت شری بھگوان

(۲)

جنگ کے میداں میں آکر کیوں ڈر اجاتا ہے تو
راستی بہبود اور شہرت کا بتاہے عدو

(۳)

نامناسب ہے مخنث کا عمل اے نیکنام
کاہلی اور بزدلی کو چھوڑ ہمت سے کام

سوال ارجن

(۴)

درون اور بھیشم کیجانب کیسے پھینکوں تیر میں
کرشن وہ دونو بزرگ و واجب التعظیم ہیں

(۵)

کاش ایسے کاملوں کے قتل کا باعث نہوں
بھیک کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ میں بھرتا رہوں
کاش میں اِس زندگی کے عیش کا طالب نہوں
اپنے ہاتھوں سے بہاکر لالچی گردُونکا خوں

(۶)

کیا خبر ہو کون غالب آخرش طرفین میں
فتح ہم پائیں گے یا وہ زیر کرلیں گے ہمیں
زندگی شایاں نہیں ہے ہمکو جنکی موت پر
وہ کھڑے ہیں سامنے جنگ جدل کی ٹھانکر

(۷)

جوشِ ہمدردی سے میری عقل میں آیا فتور
آتشِ دل کے اثر سے اُڑ گیا رنگِ شعور
التجا ہے آپ سے راسخ ہدایت کیجئے
تابعِ فرماں کو ظلِّ عاطفت میں لیجئے

(۸)

میں کبھی دم بھر نہ چھوٹوں گا غمِ جانکاہ سے
خواہ تینوں عالموں پر حکم حاصل ہو مجھے

(۹)

کرشن سے ارجن خلاصہ اپنی اِس تقریر کا
جنگ نامنظور ہے یہ کہہ کے چُپکا ہو گیا

(۱۰)

دیکھکر ارجن کو غمگین ہنستے ہنستے کرشن نے
سامنے اُن لشکروں کے ذیل کے جملے کہے

جواب شری بھگوان

(۱۱)

فکرِ باطل پر تجھے یہ گفتگو زیبا نہیں
حق پرستوں کو حیاتِ موت کی پروا نہیں

(۱۲)

تو میں اور یہ تاجورِ فانی نہ تھے پہلے کبھی
اور نہ ہم سب رہیں گے مُلکِ عدم ہونگے کبھی

(۱۳)

عُنصری قالب میں آکر جاں کرتی ہے عیاں
جسطرح بچپن جوانی اور پیری کے نشاں
اِس طرح یہ اور بھی جسمونیں کرتی ہے نزول
لیکن اِس کے دام میں آتے نہیں اہلِ حصول

(۱۴)

رنج و راحت سردی و گرمی کا باعث ہیں حواس
آتے جاتے ہیں مُبدّل ہیں نہ کر اُنسے ہراس

(۱۵)

اِن کے پنجے سے نکلنے کی جو کرتے ہیں سعی
اِس جہاں میں اُن کا حِصّہ ہے سُرورِ دائمی

(۱۶)

حق فنا سے پاک ہے باطل نہیں رکھتا وجود
عارفوں نے خوب کھولا عقدۂ بود و نبود

(۱۷)

ذرّے ذرّے میں درخشاں ہے شعاعِ ذوالجلال
غیر ممکن ہے کسی تدبیر سے اُس کا زوال

(۱۸)

گو فنا ہے جسم کو لیکن بقا ہے جان کو
یہ اضافی شے نہیں تو جنگ سے بیخوف ہو

(۱۹)

اِس کا جینا اور مرنا ماں لیتے ہیں غیبی
زندگی اور مرگ سے یہ درحقیقت ہے بری

(۲۰)

یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی فنا ہوتی نہیں
جسم میں آتی نہیں آکر جُدا ہوتی نہیں

(۲۱)

گردشِ ارض و سما کی اِسکو پابندی نہیں
پیکرِ خاکی کے مٹنے سے یہ مٹ سکتی نہیں
مرگ و پیدائش بدلتا ہی جو اِسے
غیر کو آزار دیگا وہ بشر کس واسطے

(۲۲)

آدمی جیسے پُرانے کپڑے دیتا ہی اُتار
اور پہنتا ہے نیا پاکیزہ جامہ بار بار
جان بھی اپنے پُرانے قالبوں کو چھوڑ کر
ڈالتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر

(۲۳)

آگ میں جلتی نہیں تلوار سے کٹتی نہیں
سیل میں گلتی نہیں طوفان میں گھٹتی نہیں

(۲۴)

اُس کا جلنا کٹنا گلنا خشک ہونا ہے محال
یہ ہے ساکن خود بخود قائم محیط و لازوال

(۲۵)

آنکھ سے اُو جھل ہے پروازِ تخیّل سے بلند
معصیت سے پاک پھر تو کس لئے ہی فکر مند

(۲۶)

جو تو اِسکی مرگ و پیدایش مسلسل مان لے
پھر بھی اے ارجن تجھے بیدل نہونا چاہیئے

(۲۷)

خاتمہ سب کا عدم ہے اور عدم سے بُود ہے
آدمی کا بھاگنا تقدیر سے بے سُود ہے

(۲۸)

غیب ہے ہر ایک شے کی ابتدا اور انتہا
وسط میں کُل شعبدہ ہے دُور کر بیم و رجا

(۲۹)

کوئی تو حیران ہے اِسکا کرشمہ دیکھکر
تذکرہ کرتا ہے اِستعجاب سے کوئی بشر
سوچنے لگتا ہے کوئی فکر سے اِسکی کیفیت
پر کسی کی بھی نہیں معلوم اِسکی اصلیت

(۳۰)

جان کُل جسموں میں رہتی ہے حوادث سے بری
اِسلئے بیکار ہے دُنیا کا فکرِ زندگی

(۳۱)

فرض کے پورا نکرنیکا بُرا انجام ہے
راستی پر جاں نثاری جہتری کا کام ہے

(۳۲)

کُھل گیا ہے راستہ جنّت کا تیرے واسطے
سر کٹاتے ہیں سپاہی خوبی تقدیر سے

(۳۳)

جو تو راہِ حق پہ چلنے سے کرے گا اجتناب
تیری گردن پر رہیگا دین و دُنیا کا عذاب

(۳۴)

تیری بدنامی زبانِ خلق پر رہجائیگی
موت سے بدتر ہو ذلّت صاحبِ توقیر کی

(۳۵)

"ڈر کے بھاگا جنگ سے ارجن" کہینگے سُورما
جن پہ تیرا رعب ہے اُنسے ہی تو شرمائیگا

(۳۶)

دشمنونکو خوب موقع چھیڑ کا ملجائیگا
دِل شکن الفاظ سُنکر تو بہت پچھتائیگا

(۳۷)

سلطنت ہاتھ آئیگی یا زندگی فردوس کی
اِسلئے ارجن دکھا میداں میں مردانگی

(۳۸)

رنج و راحت فائدہ نقصاں ہار اور جیت کو
اپنے دِل سے دُور کر اور جنگ میں مشغول ہو

(۳۹)

اِس ہدایت پر عمل کر عزم و اِستقلال سے
بالیقین چھٹ جائیگا اعمال کے جنجال سے

(۴۰)

اِسمیں کوشش رائگاں جاتی نہیں انسان کی
کاہشوں سے مغفرت تاثیر ہے عرفان کی

(۴۱)

یک زباں ہیں سارے عارف جنکے دِل کو ہے قرار
جاہلوں کے وسوسہ ہیں مُختلف اور بیشمار

(۴۲)

طالبانِ عیشِ جنّتِ عقل سے ناآشنا
یوں بتاتے ہیں خلاصہ وید کے اسرار کا

(۴۳)

زندگی کا ماحصل ہے عشرت و تن پروری
دُنیوی افکار میں مصروفیت ہے زندگی

(۴۴)

جنکو اپنی خواہشوں کی پرورش منظور ہے
معرفت کا راستہ اُنکی سمجھ سے دُور ہے

(۴۵)

وید کے علمِ سہ گانہ سے تو اپنا دِل ہٹا
بے غرض ہو با صفا ہو دیکھ جلوہ ذات کا

(۴۶)

مُدّعا ہے چاہ و چشمہ کا جو رفعِ تشنگی
سارے وید و نکا ثمر ہے علم و کیفِ باطنی

(۴۷)

فعل سے دلبستگی واجب نہیں تیرے لئے
فرض کی تکمیل کر خواہش صلہ کی چھوڑ دے

(۴۸)

ثمرۂ اعمال سے دِل کا تعلّق دور کر
مُستعد ہو پاک نیّت سے ادائے فرض پر
کامیابی اور ناکامی کو یکساں جان نے
عارفوں کی زندگی کٹتی ہے اِطمینان سے

(۴۹)

نیک و بد اعمال سے افضل ہے علمِ باطنی
بیخودی میں مست رہ پروا نہ کر انجام کی

(۵۰)

ترک کر دیتا ہے عارف ثمرۂ اعمال کو
اُونکو اَدنےٰ جان لے اور طالبِ اشراق ہو

(۵۱)

اہلِ دانش رشتۂ بیم و تمنّا توڑ کر
دِل سے رہتے ہیں سکونت منزلِ جاوید پر

(۵۲)

جب تو نادانی کی دلدل سے رہائی پائیگا
نقشِ باطل تیری لوحِ قلب سے مٹجائیگا

(۵۳)

جب دلِ بیتاب کو تیرے قرار آجائیگا
عقل گم ہو جائیگی دیدار ہوگا ذات کا

سوال ارجن

(۵۴)

عارفِ کامل کی کیا پہچان ہے بتلائیے
اُسکے قول و فعل کا نقشہ مجھے دِکھلائیے

جواب شری بھگوان

(۵۵)

اُسکی ثابت عقل ہے جو ذات میں مسرور ہے
جسکے دِل سے ہر دو عالم کی تمنّا دور ہے

(۵۶) بحاشیان

ہے وہ عارف جسکو غصّہ شوق اور نفرت نہیں
رنج میں کلفت نہیں آرام سے اُلفت نہیں

(۵۷)

شادی و غم میں نہیں جسکو مسرّت اور ملال
سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہے باکمال

(۵۸)

اپنے اعضا کو چھپا لیتا ہے کچھوا جسطرح
پنجۂ احساس سے بچتا ہے عارف اسطرح

(۵۹)

ضبط سے آتے ہیں قابو میں حواس انسان کے
شوق بھی مٹتا ہے اُنکا ذات کے دیدار سے

(۶۰)

کھینچتے ہیں شاغلوں کے دل کو بھی مفسد حواس
بس میں آجاتے ہیں اُنکے اچھے اچھے خوشناس

(۶۱)

اُنکو تو مغلوب کر طالب ہُو میری دید کا
عارفِ کامل ہے وہ جسنے اِنھیں بس میں کیا

(۶۲)

آدمی کو جب خیال آتا ہے محسوسات کا
شوق خواہش اور طلیش اپنا دِکھاتے ہیں مزا

(۶۳)

طلیش کا ثمرہ ہے غفلت سہو غفلت کا مآل
سہو سے ہوتی ہے تیرہ عقل آتا ہے زوال

(۶۴)

حسّ و محسوسات کے رنگِ دوئی سے بے اثر
باطنِ صوفی میں ہوتی ہے مسرّت جلوہ گر

(۶۵)

دُور ہو جاتی ہیں کیفِ وصل میں سب کاہشات
فہم اہلِ کیف کی جلدی سے پاتی ہے ثبات

(۶۶)

علمِ باطن سے وہ بے بہرہ ہے جو شاغل نہیں
اُسکو اطمینان اور آسودگی حاصل نہیں

(۶۷)

جب معیشت کیطرف جاتا ہے دِل انسان کا
کشتیٔ دانش پہ ہوتا ہے سماں طوفان کا

(۶۸)

اِسلئے ارجن اُسے عارف سمجھنا چاہئے
اپنے دِل پر ہو جو حاوی ترکِ محسوسات سے

(۶۹)

عارفوں کا روزِ روشن جاہلوں کی رات ہے
جاہلوں کا روزِ روشن عارفوں کی رات ہے

(۷۰)

جیسے دریا آکے ملجاتے ہیں ساکن بحر میں
محو ہو جاتی ہیں جسکے دِل میں ساری خواہشیں

(ق)

زندگی آرام سے کٹتی ہے ایسے شخص کی
طالبِ دُنیا کی قسمت میں نہیں آسودگی

(۷۱)

بے تمنّا ہو کے پندارِ خودی کو چھوڑ کر
فعلِ بے خواہش سے اطمینان پاتا ہے بشر

(۷۲)

مشعلِ عرفاں سے اُڑ جن جہل ہوتا ہے فنا
کالبُد سے کوچ پر عارف کی منزل ہے بقا

تیسری اُدھیّا
دربیان جُزو کُل

سوال ارجن

(۱)

آپ دیتے ہیں فضیلت علم کو اعمال پر
ساتھ ہی کہتے ہیں مجھسے بھیجا بہ جنگ کر

(۲)

عقل میری گم ہوئی سُنکر یہ جملے آپ کے
مجھکو بہبودی کا سیدھا راستہ دِکھلائیے

جواب شری بھگوان

(۳)

دو طرح کی زندگی مینے بتائی ہے اَبھی
عاملونکی ایک ہے تو عارفوں کی دوسری

تصویر نمبر ۳

جُزو کُل

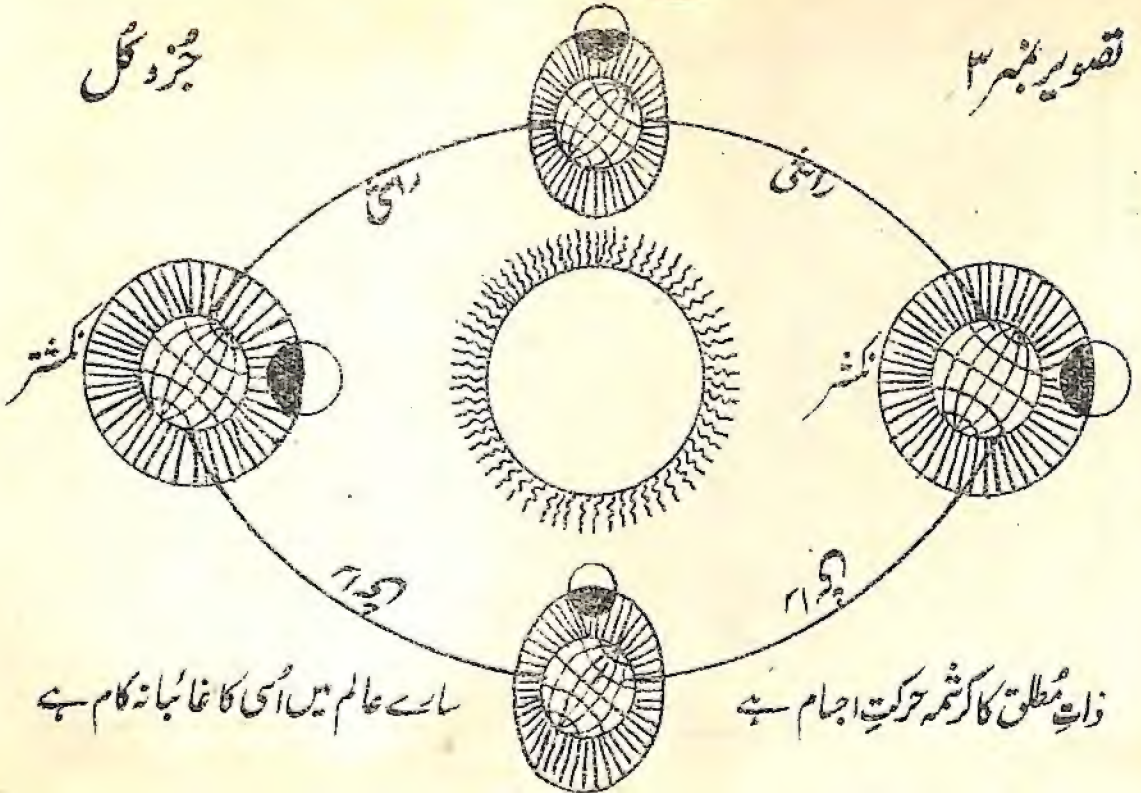

ذاتِ مُطلق کا کرشمہ حرکتِ اجسام ہے

سارے عالم میں اُسی کا غائبانہ کام ہے

(۴)

محض بیکار آدمی کی زیست ہے امرِ محال
محض بیکاری سے کوسوں دُور ہی کسبِ کمال

(۵)

فعل سے فارغ نہیں ہوتا ہے کوئی لمحہ بھر
فطرتاً مجبور ہے اِنساں صُدورِ فعل پر

(۶)

ضبط بیرونی میں جو شائق ہے محسوسات کا
اَیسے ناقص فہم کو گمراہ کہنا ہے بجا

(۷)

جس نے اَپنے دِل کے بس میں کرلئی ساری حواس
اِرتکابِ فعل میں آزاد ہے وہ خود شناس

(۸)

فرض پورا کر کہ بیکاری سے افضل کار ہے
آدمی کی زندگانی بے عمل دُشوار ہے

(۹)

حلقۂ اعمال ہے دُنیا فرائض کے سِوا
اِسلئے تو کام کر لیکن نہ اُسمیں دِل لگا ،،

(۱۰)

با فرائض خلق پیدا کر کے خالق نے کہا
فرض ادا کرتے رہو اِسمیں تمھارا ہے بھلا

(۱۱)

دیوتاؤنکو مناؤ تاکہ وہ حامی بنیں
کامیابی باہمی تحریک سے ہوگی تمھیں

(۱۲)

پہل لیگا دیوتاؤنکی جو تم سیوا کرو ؛
جُو رہے جو آپ کھاجاتا ہے اُنکے مال کو

(۱۳)

بے گُنہ ہے آبِ حیواں جسنے وحدت کا پیا
جامِ خودبینی جو پیتا ہے وہ پاتا ہے سزا

(۱۴)

زندگی غلّہ سے ہے بارش سے غلّہ کا وجود
انجرہ آتش سے ہے حرکت سے آتش کا نمود

(۱۵)

ذاتِ مطلق کا کرشمہ حرکتِ اجسام ہے
سارے عالم میں اُسی کا غائبانہ کام ہے

(۱۶)

چرخ قدرت کی نہیں کرتا جو ناداں پیروی
ہیچ ہے اُس نفس پرور کا اصولِ زندگی

(۱۷)

جسکے باطن میں سمایا عشق و علم و کیفِ ذات
اُسنے زنجیرِ عمل کو توڑ کر پائی نجات

(۱۸)

فعل کرنے یا نکرنے کی اُسے پروا نہیں
لذّتِ دُنیا کی جانب اُسکا دل جاتا نہیں

(۱۹)

کام پُورا کر تو لیکن اُسمیں آغشتہ نہو
راحتِ دِل ہے میسّر بے تمنّا شخص کو

(۲۰)

سلطنت کرتے ہوے راجہ جنک مُتاض تھے
رسمِ دُنیا کے مُطابق فعل واجب ہے تجھے

(۲۱)

اِک معزّز شخص کی تقلید کرتے ہیں سبھی
خاص کا جیسا عمل ہو عام کرتے ہیں وہی

(۲۲)

ہر سہ عالم میں نہیں میرا حُصولِ مدّعا
پھر بھی اے ارجُن میں اپنا فرض کرتا ہُوں ادا

(۲۳)

ہُوشیاری سے نہ لوُں میں کام اے ارجُن اگر
چلتے جائینگے ہمیشہ لوگ میری راہ پر

(۲۴)

میری بیکاری سے دُنیا بدعمل ہو جائیگی
نسل اور اخلاق کا رہزن مجھے ٹھہرائیگی

(۲۵)

مُرتکب ہوتا ہے جاہل شخصیت سے فعل کا
عارفِ آزادہ رَو کرتا ہے دُنیا کا بھلا

(۲۶) ریاضت کشی

باخبر مُرتاض نیک افعال کی ترغیب دے
عاملِ کم فہم کو اُنسے نہ برگشتہ کرے

(۲۷)

فطرتی اوصاف سے ہوتا ہی فعلوں کا صدور
مردُمِ خودبیں سمجھتا ہے اُنھیں اپنا ظہور

(۲۸)

جسنے سب فعلوں کی پیدائش صفت سے جان لی
بے تعلّق ہے وہ گردش سے صفائی چرخ کی

(۲۹) خوگر

فعل سے مانوس ہوتے ہیں پرستارِ صفات
راستہ کھوئے نہ انکا واقفِ اسرارِ ذات

(۳۰)

دل سے تو میرے حوالے کر تمام فعال کو
بیخطر اور بے تمنا جنگ میں مصروف ہو

(۳۱)

میری اِس تلقین پر جو بے تعصّب آدمی
دل سے عامل ہیں میسّر ہے انھیں کو مخلصی

(۳۲)

جو تعصّب سے عمل کرتے نہیں اِس قول پر
جاہل و بدبخت ہیں علم و ہنر سے بے خبر

(۳۳)

وہ بھی ہیں پابندِ فطرت جنکا عارف نام ہے
بندۂ عادت ہے انساں ضبط کا کیا کام ہے

(۳۴)

شوق و نفرت خاصّہ ہے علمِ محسوسات کا
دو کو دِل کے چُور ہیں تو انکے قابو میں آ

(۳۵)

اپنے ادنیٰ فرض کی تکمیل ہے راہِ نجات
غیر کے اعلےٰ فرائض بھی ہیں پُراز کاہشات

سوالِ اُرجن

(۳۶)

کِس کی تحریک آدمی کو اُسکی مرضی کے خلاف
موردِ عصیاں بناتی ہے بتا دو صاف صاف

جوابِ شری بھگوان

---

(۳۷)

شوق یا خبث کا موجب قدرتِ ایجاد ہے
خانۂ دل تُرک و تازِ شوق سے برباد ہے

(۳۸)

آئینہ کو زنگ شعلہ کو چھپاتا ہے دھواں
حیرؔ بچے کو وہ نورِ جاں کو کرتا ہے نہاں

(۳۹)

جذبہ کی ہے عقل سے روزِ ازل سی دشمنی
آگ کی سیری جلانے سے نہیں ہوتی کبھی

(۴۰)

عقل و دل اور سب حواسِ باطنی ہیں اُسکا گھر
ڈالتا ہے پردۂ غفلت وہ ہر انساں پر

(۴۱)

حظِّ نفسانی سے دل کو روک کر اے باشعور
مار اس موذی کو جو ہے دشمنِ علم و سرور

(۴۲)

عالمِ احساس سے برتر ہے دل کی کائنات
دل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر ہے ذات

(۴۳)

ذات کے دیدار میں پندار کو معدوم کر
نفسِ امّارہ کی گردن قطع کر اے نامور

تصویر نمبر ۴ اسرارِ حقیقت

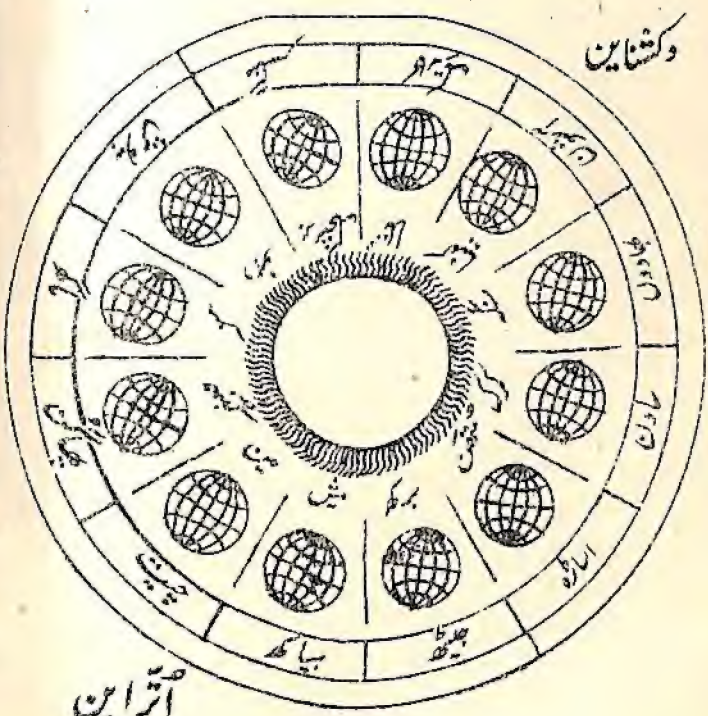

میری قدرت کے کرشمو نپر گیا جنکا خیال۔ وہ تناسخ سے بری ہیں مجھیں ہے انکا وصال

چوتھی اَدھیا

دربیانِ اسرارِ حقیقت

(۱)

میں نے علمِ حق و دوستوت پر کیا تھا آشکار
یوں سنو اور اکشوا کو ہوتے آئے رازدار

(۲)

راج رشیوں سے ہُوا ظاہر جو علمِ باطنی
لوحِ محفوظ اب وہ مُدّت سے ہے اے مردِ جری

(۳)

کہہ سُنایا میں نے اب تجھکو وہ رازِ سرمدی
جان لے اے یارِ ہمدم اِسکو اک سِرِّ خفی

سوال رجن

(۴)

پیشتر دُنیا میں آیا تھا دوسّوت آپ سے
کس طرح میں مان لوں اُسکو سکھایا آپ نے

جوابِ شری بھگوان

(۵)

میرے اور تیرے کثیر اَجسام پہلے ہو چکے
تو ہے ناواقف مگر واقف ہوں میں اِس راز سے

(۶)

مالکِ ارض و سما ہوں برتر از خلق و فنا
اپنی قدرت سے مگر ہوتا ہوں میں جلوہ نما

(۷)

جب کبھی گھٹتی ہے نیکی اور بڑھتی ہے بدی
میں عیاں ہوتا ہوں عالم میں بشکلِ عنصری

(۸)

وقت پر آتا ہو نہیں انصاف کرنے کے لئے
قتلِ موذی اور بندہ پروری کیواسطے

(۹)

میری قُدرت کے کرشموں پر گیا جنکا خیال
وہ تنِ سخت سے بری ہیں مجھ میں ہے اُنکا وصال

(۱۰)

میری ہستی میں سمائے طالبانِ باصفا
برقِ عرفان سے جلا کر خرمنِ بیم و رجا

(۱۱)

حسبِ نیّت سب کو میں دیتا ہوں فعلونکا ثمر
ساری دُنیا کر رہی ہے میری منزل کا سفر

(۱۲)

پُوجتے ہیں دیوتاؤنکو غرض مند آدمی
ایسے فعلوں کا ثمر ہوتا ہے لیکن عارضی

(۱۳)

چار درجوں میں صفت اور فعل کی تقسیم کی
میں نے لیکن میں رہا دائم علائق سے بری

(۱۴)

مجھ میں لوث اَفعال اور اُنکے نتائج کا نہیں
جو مرا محرم ہے وہ اَفعال میں پھنستا نہیں

۱۵

پہلے عارف کرتے آئے ہیں عمل اِس علم پر
تو بھی کر یہ کام جسکو کر چکے وہ پیشتر

(۱۶)

اِمتیازِ قید و آزادی میں عاجز ہیں عقیل
میں تجھے کاہش سے بچنے کی بتاتا ہوں سبیل

(۱۷)

ترکِ فعل و فعلِ نیک و فعلِ بد پہچان لے
منزلِ اَعلیٰ ہے ترکِ فعل دل میں ٹھان لے

(۱۸)

لازم و ملزوم ہے ایجاب و ترکِ افعال کا
واصلِ حق ہے وہ عارف جسپہ یہ عقدہ کھلا

(۱۹)

آتشِ عرفاں میں سب افعال جسکے جلگئے
عارفوں کی منزلت دُنیا میں حاصل ہی اُسے

(۲۰)

جو تمنّا دُور کرکے ذات میں مسرور ہے
فعل سے برتر ہے لیکن فعل پہ مجبور ہے

(۲۱)

جو علائق سے مبرّا ضبطِ دل سے شاد ہے
مُوردِ عصیاں نہیں افعال سے آزاد ہے

(۲۲)

جو موحّد بے غرض اور مست ہے ہر حال میں
فعل کے ہوتے وہ آلودہ نہیں افعال میں

(۲۳)

علمِ حق سے پاک باطن ہو گیا ہے جو بشر
اُس پہ ہو سکتا نہیں افعالِ قدرت کا اثر

(۲۴)

فعل و فاعل ظرف و آلہ کُل جمالِ ذات ہے
ذات کی تسلیم کا ثمرہ وصالِ ذات ہے

(۲۵)

مانتا ہے کوئی تو قادر سے فعلوں کا وجود
کوئی فعلوں کو سمجھتا ہے ملائک کا شہود

(۲۶)

ضبط کی آتش میں کوئی سوختہ کرتا ہے حواس
شوقِ محسوسات سے بچتا ہے کوئی خود شناس

(۲۷)

بعض شاغل جملہ فعلوں کو حواس اور نفس کے
خاک کر دیتے ہیں اپنی آتشِ تجرید سے

(۲۸)

کوئی عابد ہے کوئی زاہد کوئی فیّاض ہے
طالبِ علمِ کوتب کوئی ذکی مرتاض ہے

(۲۹)

حرکتِ انفاس کو بالا و پائیں روک کر
سوخت کر دیتا ہے کوئی حبسِ دم کی آگ پر

(۳۰)

کم خوری سے نفس کُش کرتے ہیں خواہش کو ہلاک
جملہ شاغل شغل کی برکت سے ہو جاتے ہیں پاک

(۳۱)

شاغلوں کے قلب میں ہے وصل کا آبِ حیات
دین و دنیا میں نہیں اسکے سوا راہِ نجات

(۳۲)

وید نے ظاہر کیا جن مختلف اشغال کو
وہ عمل کی صورتیں ہیں اُنسے تو آزاد ہو

(۳۳)

کسبِ سرمایہ سے کسبِ علم افضل کام ہے
علم میں ارجن تمام اعمال کا انجام ہے

(۳۴)

خدمت و تعظیم سے جب تو کرے گا التجا
رہبرِ کامل تجھے دینگے سبق اُس علم کا

(۳۵)

جسکے باعث پنجۂ غفلت سے تو چھُٹ جائیگا
اپنے اندر بعد ازاں مجھ میں یہ عالم پائیگا

(۳۶)

خواہ تو ہو سب گنہگاروں سے بڑھکر شرمسار
کشتیٔ عرفاں میں ہوگا قلزمِ عصیاں سے پار

باب ۴

(۳۷)

خاک کر دیتی ہے آتش لکڑیونکی ڈال کو
آتشِ عرفاں جلا دیتی ہے کُل اعمال کو

(۳۸)

معرفت سے پاک تر دُنیا میں کوئی شئے نہیں
خود بخود شاغل کو ہو جاتا ہے یہ عین الیقیں

(۳۹)

طالبِ روشن ضمیر و صادق و پرہیزگار
علم کی تکمیل سے فی الفور پاتا ہے قرار

(۴۰)

جہل اور بے اعتقادی کا نتیجہ ہے فنا
دائمی راحت گنوا دیتا ہے بندہ وہم کا

(۴۱)

محو کر کے جملہ فعلوں کو سکون قلب میں
رفع کر کے علم باطن سے شکوک اور حجتیں

(ق)

جو سراپا ذات کے دیدار میں مسرور ہے
یاد رکھ اُس جن مکافاتِ عمل سے دُور ہے

(۴۲)

تیغِ عرفاں سے انانیت کی گردن قطع کر
مستعد ہو جا ادائے فرض پر اے نامور

تصویر نمبر ۵

رموزِ معرفت

پانچویں اَدھیا

در بیانِ رموزِ معرفت

سوالِ ارجُن

(۱)

ترک و ایجابِ عمل دونوں بتائے آپ نے
اِن میں جو بہتر طریقہ ہے بیاں فرمائیے

جوابِ شری بھگوان

(۲)

گرچہ اِن دونوں طریقوں کا بخیر انجام ہے
ترک سے دُنیا میں ترکِ ترک افضل کام ہے

(۳)

جس نے رغبت اور نفرت چھوڑ دی تارک ہے وہ
بیخودی میں جسکو آزادی ملی سالک ہے وہ

(۴)

مختلف جذب و سلوک آتا ہے احول کو نظر
ایک کی تکمیل سے ملتا ہے دونوں کا ثمر

(۵)

جس جگہ سالک پہونچتا ہے وہیں مجذوب بھی
چشمِ بینا میں ہے یکرنگی سلوک و جذب کی

(۶)

کیفِ تارک کے لئے درکار ہے ترکِ خودی
بے طلب سالک کو حاصل ہے سُرورِ بیخودی

(۷)

عارفِ روشن ضمیر و ماہرِ ضبطِ حواس
ذات کی تسلیم میں اعمال سے ہے بے ہراس

(۸)

کھاتے چلتے سانس لیتے سوتے سُنتے دیکھتے
اپنی پلکیں بند کرتے یا کھُلی رکھتے ہوئے

(۹)

بولتے چھوتے پکڑتے چھوڑتے اور سونگھتے
بے اثر عارف ہے کل افعال کی پاداش سے

(۱۰)

برگ نیلوفر ہے سیلابِ گنہ میں وہ بشر
جو ادا کرتا ہے اپنا فرض خواہش چھوڑ کر

(۱۱)

عارفِ آزاد بھی اپنے گذارے کے لیے
کام لیتا ہے دل، عقل و حواس و جسم سے

(۱۲)

بے طمع عارف کو حاصل ہے سکونِ دائمی
پاؤں میں جاہل کے پڑتی ہے طمع کی ہتکڑی

(۱۳)

روحِ انسان بے تعلق ہو کے سب افعال سے
ساکن ایسے شہر میں ہے نو ہیں جس کے راستے

(۱۴)

فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور
جلوۂ قُدرت ہے قادر سے نہیں اُنکا ظہور

(۱۵)

نیک و بد اوصاف سے گو روحِ انساں ہے بری
جہل پردہ ڈالتا ہے عقل پر انسان کی

(۱۶)

دُور ہو جاتا ہے جب ناواقفیت کا حجاب
علمِ باطن روشنی دیتا ہے مثلِ آفتاب

(۱۷)

پردۂ غفلت ہٹا کر اہلِ تسلیم و رضا
عالمِ فانی میں کر لیتے ہیں دیدارِ بقا

(۱۸)

فیل، کُتّا، گائے، چنڈال اور فاضل برہمن
مختلف اجسام میں اِک نورِ جاں ہے ضو فگن

(۱۹)

اہلِ استغنا کو عالم پر حکومت ہے نصیب
بے ہمہ و باہمہ شاہد کی قُربت ہے نصیب

(۲۰)

صابر و روشندل عارف ہو کے وصل ذات میں
بے اثر رہتا ہے آرام اور تکلیفات میں

(۲۱)

ماسوا کو چھوڑ کر جس کو لگن ہے ذات کی
علمِ عرفاں میں اُسے ملتی ہے لافانی خوشی

(۲۲)

نفس کی لذّات ہیں تکلیف دہ اور بے ثبات
اسلئے عارف نہیں کرتا ہے اُنپر التفات

(۲۳)

حرص و غُصّہ روک کر قادر ہے جو جذبات پر
ذات میں واصل ہے ترکِ کالبُد سے پیشتر

(۲۴)

جس کا دل معمور ہے علم و سُرور و نور سے
محویت میں راحتِ جاوید حاصل ہے اُسے

(۲۵)

عارفانِ پاک باطن بیگناہ و باثبات
فیض پہونچاتے ہوئے دُنیا کو پاتے ہیں نجات

(۲۶)

شوق و نفرت کی طرف سے جسنے روکا ہے خیال
ایسے حق بیں کو میسّر ہے سدا حق کا وصال

(۲۷)

ابروؤں کے وسط میں لاکر نظر اطراف سے
تولتا ہے جو نفس کو ناک سے چلتے ہوئے

(۲۸)

دل حواس و عقل کر دیتا ہے نذرِ علمِ ذات
وہ علایق سے بری ہے اُسکی ہر دم ہے نجات

(۲۹)

میں ہوں سب شغلوں کا مخزن مالک پروردگار
جس کا یہ ایمان ہے دل میں اُسیکے ہے قرار

صفائے قلب

تصویر نمبر ۶

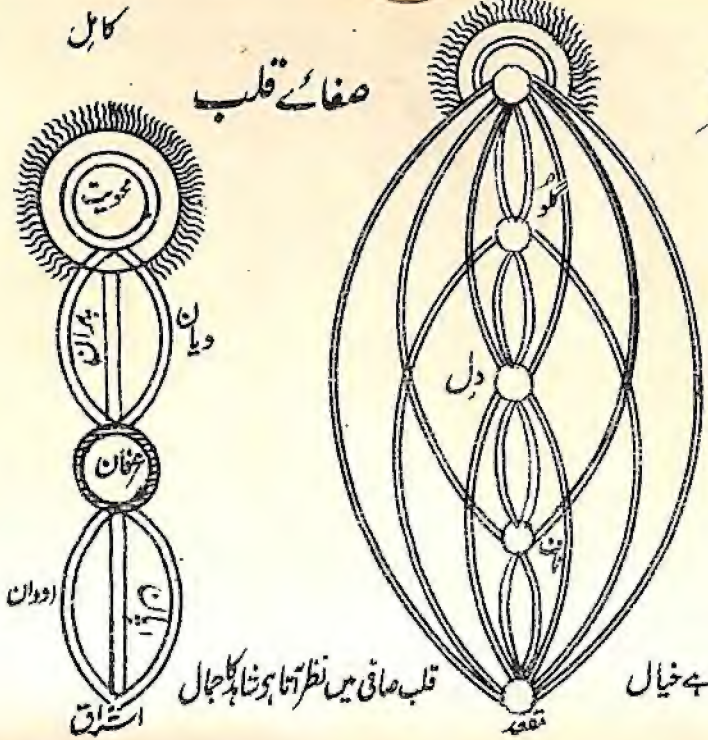

شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال — قلب صافی میں نظر آتا ہے شاہد کا جمال

چھٹی آدھیا

دربیانِ صفائے قلب

(۱)

تارکِ مسرور ہے بے واسطہ افعال سے
وہ نہیں تارک جو آدابِ شریعت چھوڑ دے

(۲)

ترک کہتے ہیں جسے وہ درحقیقت ہو وصال
کوئی واصل ہو نہیں سکتا بلا ترکِ خیال

(۳)

شوق جبتک ہے پسِ پردہ جمالِ یار ہے
ہٹ گیا پردہ تو پھر دیدار ہی دیدار ہے

(۴)

وسوسہ جب دل سے مٹ جاتا ہے آتی ہے نظر
جملہ نیرنگِ جہاں میں ذاتِ واحد جلوہ گر

(۵)

دل ہے اپنا دوست تا وقتیکہ بے پندار ہے
دشمن اپنا دل ہے جب افعال کا مختار ہے

(۶)

اپنے بس میں کر لیا جسنے اُسی کا دل ہے یار
جب یہ قابو میں نہیں آزار ہے اِسکا شعار

(۷)

جسکو اپنے دل پہ قبضہ اور اطمینان ہے
گرم و سرد و رنج و راحت میں اُسی عرفان ہے

(۸)

ہے وہ واصل جسکا دِل ہے مرکزِ علم و سُرور
بے تعلّق بے غرض بے نفس ہے مستِ حضور

(۹)

جان لیتا ہے مساوی سب کو مردِ باکمال
اُسکو کثرت میں نظر آتا ہے وحدت کا جمال

(۱۰)

بیٹھکر گوشہ میں تنہا۔ باندھ کر اپنا خیال
فارغ از بیم و رجا رہنے میں ہے رازِ کمال

(۱۱)

چاہیے مرگ چرم گاڑھا یا کُشا کا بندوبست
پاک مسکن میں بہت اونچی نہ نیچی ہو نشست

(۱۲)

لوحِ خاطر سے مٹا کر وسوسے اور خواہشیں
فرض انسانی ہے مشغولی صفائے قلب میں

(۱۳)

راست قائم کر کے اپنا جسم گردن اور سر
شاغل اپنی ناک کے بانسہ پہ ٹھیرائے نظر

(۱۴)

بیم اور امید سے جب قلب اُسکا پاک ہو
جلوۂ وحدت میں نورِ ذات کا ادراک ہو

(۱۵)

ضبطِ دل کا ورد جو انسان کرتا ہے مُدام
اُس کو باطن میں نظر آتا ہے جاناں کا مقام

(۱۶)

کم خوری ہے اور نہ کم خوابی ریاضت کا اصول
پُر خوری سے ہے نہ پُر خوابی سے راحت کا حصول

(۱۷)

اعتدالِ خواب و خور تفریح و محنت چاہیئے
لازمی ہے اِرتکابِ فعل شاغل کیلئے

(۱۸)

ذات کے اِدراک میں ہو جائے جب ساکن خیال
اور دِل سے شوقِ لذّت دُور ہو تب ہے کمال

(۱۹)

ایسے شاغل کو نہیں ملتا ذرا جس کا خیال
شمع کی لاجنب روشن لو سے دیتے ہیں مثال

(۲۰)

شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال
قلبِ صافی میں نظر آتا ہے شاہد کا جمال

(۲۱)

عالمِ اشراق کی بے انتہا راحت وہاں
ذات کے دیدار میں افکار سے فرصت وہاں

(۲۲)

شغل سا اِک گوہرِ نایاب جس کو مل گیا
ہر بلائے ناگہاں سے اُسکا چھٹکارا ہوا

(۲۳)

جب تعلّق قطع ہو جاتا ہے محسوسات کا
قلب کی اُس کیفیت کو وصل کہنا ہے بجا

(۲۴)

دُنیوی لذّات سے دل کو ہٹانا چاہیئے
اور پھر دل سے پریشانی گنوانا چاہیئے

(۲۵)

جسم کی اُلفت کو شاغل رفتہ رفتہ چھوڑ دے
آرزوئے دیدِ حق میں چشمِ باطن وا کرے

(۲۶)

چار سو سے دل میں کوئی اضطراب آنے نہ دے
خلوتِ جاناں سے واپس شوق کو جانے نہ دے

(۲۷)

جب قرار آجائے اور دل سے طلب جاتی رہے
شغل کی تکمیل میں تب وصل کا عُقدہ کھُلے

(۲۸)

آبِ استغراق میں دُھلتے ہیں انساں کے گناہ
شغل کی راحت فزا منزل میں ملتی ہے پناہ

(۲۹)

جلوۂ کثرت ہے عارف کی نظر میں ایک سا
کُل کے اندر جُزو ہے اور جُزو میں کُل ہے چھپا

(۳۰)

مجھکو سب میں سب کو مجھ میں جسنے دیکھا برملا
وہ نہیں مجھ سے جُدا اور میں نہیں اُس سے جُدا

(۳۱)

جانتا ہے جو موحّد میرا ہر شے میں قیام
موردِ اعمال ہو کر مجھ میں واصل ہے مدام

(۳۲)

رنج و راحت میں جو رکھتا ہے نگہ توحید کی
بیشک ارجن شغل میں حاصل ہے اُسکو پختگی

سوالِ ارجن

(۳۳)

آپ نے تو مجھکو تسلیم و رضا تلقین کی
لیکن اپنا دل ہے متحرک یہ دقّت آپڑی

(۳۴)

دل ہے سرکش مُفسد و عیّار اے عالی مقام
باد پائے بے عناں مُشکل سے لیتا ہے لگام

جوابِ شری بھگوان

(۳۵)

فطرتاً گو شوق دُرم ہے مرکبِ دل کا شعار
بھُولتا ہے چوکڑی جب عشق کی پڑتی ہے مار

(۳۶)

ضبطِ دل پر مُنحصر ہے علمِ باطن کا حصول
دل ہے بے قابو تو کوشش اِس میں ہوتی ہے فضول

سوالِ ارجُن

(۳۷)

شاغلِ ناکام جسکا ہے پراگندہ خیال
کیا بنے گا شغل میں حاصل ہونے سے کمال

(۳۸)

جو ہے دل میں مضطرب اور وصل سے ناآشنا
آپ اپنے نقص سے کیا ہو نہیں جاتا فنا

(۳۹)

یہ خلش دل کی مٹا دیں آپ کافی طور سے
کون بہتر آپ سے ہے رفع شک جو کر سکے

جوابِ شری بھگوان

(۴۰)

نیک ہے جسکا ارادہ وہ نہیں ہوتا فنا
دونوں عالم میں مسادی اُسکا ہوتا ہے بھلا

(۴۱)

نیک کرداروں کی جو دُنیا ہے پہنچیگا وہاں
اُسکی نیکی ہوگی دولتمند نیکوں میں عیاں

(۴۲)

علمِ حق سینہ بسینہ منتقل ہو جائے گا
خانۂ عامل میں پیدائش کا ثمر پائیگا

(۴۳)

علمِ روحانی کو حاصل کر کے پہلے جسم کی
پھر کرے گا شغل کی تکمیل میں کوشش نکی

(۴۴)

شغلِ سابق کی مدد سے طالبِ نیکی شعار
بحرِ قدرت کے نکلجاتا ہے پار انجامِ کار

(۴۵)

قالبوں میں پاک ہو کر اور ہمت کوشش کیساتھ
عارفِ کامل کا اعلےٰ مرتبہ آتا ہے ہاتھ

(۴۶)

زہد و خیرات و عمل پر ہے فضیلت شغل کو
شغل کی خاطر تو نیت باندھکر تیار ہو

(۴۷)

صدقِ دل اور پاکبازی سے جو مُہیّا ہو خدا
شاغلوں میں اُسکا درجہ فی الحقیقت ہے بڑا

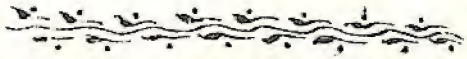

تصویر منبر

کرشمۂ صفات

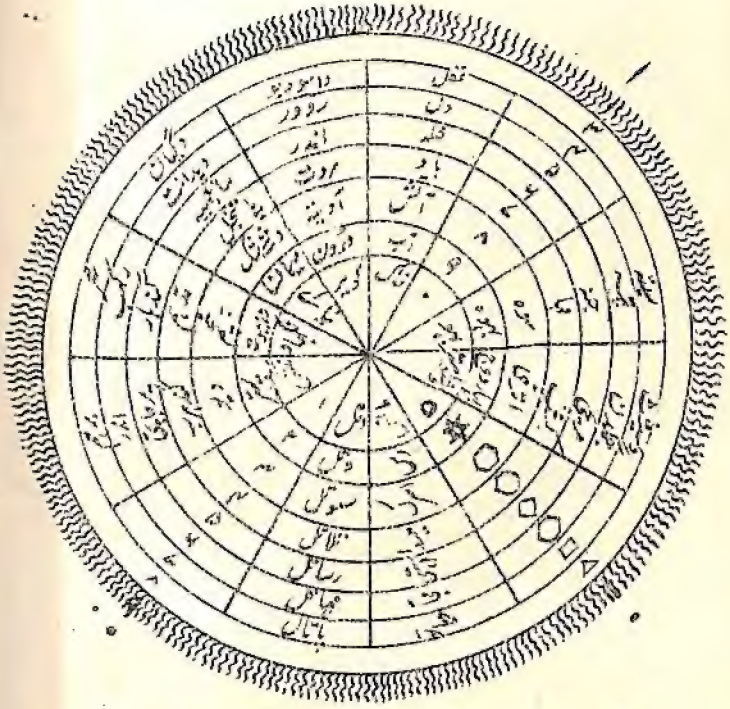

خاک و آب و آتش و باد و خلا ادنیٰ صفات

جذبۂ دل عقل اور پندار ہیں اعلیٰ صفات

ساتویں ادھیا

دربیانِ کرشمۂ صفات

(۱)

دل سے گر طالب رہیگا تو مرے دیدار کا
شغل میں عینُ الیقیں ہوگا تجھے جلوہ مرا

(۲)

اِسکی اب تشریح سُن ارجن یہ ہے علمِ صفات
اِسکے محرم کو مُیسّر ہے تو تم سے نجات

(۳)

اِسمیں ہے دُشوار کوشش شاذ و نادر ہے کمال
مُجھکو ویسا جاننا جیسا کہ میں ہوں ہے مُحال

(۴)

خاکؔ و آبؔ و آتشؔ و بادؔ و خلاؔ ادنیٰ صفات
جذبۂ دلؔ عقلؔ اور پندارؔ ہیں اعلیٰ صفات

(۵)

رُوح ہے قُوّت نویں جس سے ہے عالم کا قیام
اِک مُسبّب اور سبب ہیں آٹھ سُن اے نیکنام

(۶)

اِنسے کُل عالم کی پیدائش ہے ارجن جان لے
مُجھکو مخزن آفرینش اور فنا کا مان لے

پیدائش
مخلوقات

(۷)

جیسے موتی کی لڑی میں تار ہو اک درمیاں
اِس طرح میں سب میں ساری ہو کے رہتا ہوں نہاں

(۸)

آب میں ہوں ذائقہ اور مہر و مہ میں روشنی
وید میں پرنو خلے میں صوت انساں میں نری

(۹)

بوئے خوش ہوں خاک میں آتش میں ہوں سوز نہاں
شغل ہوں میں شاغلوں میں اور جاندار و نمین جاں

(۱۰)

جملہ مخلوقات کا ہوں میں ہی تخمِ بے زوال
عاقلوں میں عقل ہوں اہلِ حکومت میں جلال

(۱۱)

زور ہوں زور آوروں میں شوق و نفرت سے بری
پیکرِ انساں میں ہوں خواہش بنا بر راستی

(۱۲)

میرے باعث بود و ایجاد و فنا کا ہے نظام
میں مقیم اُنمیں نہیں ہوں مجھمیں ہے اُنکا قیام

(۱۳)

موجبِ غفلت ہیں دُنیا میں یہی تینوں صفات
بے زوال اور اِنسے بالاتر ہے ارجن میری ذات

(۱۴)

بحرِ ظلماتِ صفاتی کو جو کرتے ہیں عبور
اُنکو ہوتا ہے میسّر مجھسے ملنے کا شعور

(۱۵)

مجھکو پا سکتے نہیں نا اہل ظالم بدخصال
عقل سے نا آشنا۔ ناپاک ہے جنکا خیال

(۱۶)

یاد کرتے ہیں مجھے یہ چار بہرِ عافیت
غم رسیدہ طالبِ دُنیا و دینؔ و معرفتؔ

(۱۷)

فوقیت رکھتا ہے اُن میں مردِ وحدتؔ آشنا
اُسکا میں پیارا ہوں ارجنؔ اور وہ پیارا ہے مرا

(۱۸)

سب بھلے ہیں لیکن عارف ہی مری رُوحِ رواں
مجھ میں ملکر وہ مجھے پاتا ہے بے نام و نشاں

(۱۹)

طالبانِ حق میں افضل ہے موحّد کا شہود
سینکڑوں پشتوں میں ملتا ہے کہیں ایسا وجود

(۲۰)

جاہل اپنے جہل سے ہوتا ہے پابندِ رجا
ملتیں ہیں بے شمار اور دیوتا بے انتہا

(۲۱)

پوجتا ہے جس عقیدے سے مجھے جو آدمی
اُسکی نیت کا شجر پاتا ہے مجھسے تازگی

(۲۲)

میرے جس مظہر پہ ٹھیراتا ہے انساں اعتقاد
اپنے اُس مظہر سے برلاتا ہوں میں اُسکی مراد

(۲۳)

ہیچ ہے ایسی پرستش کا صلہ انجامِ کار
غیر ملتے غیر سے ہیں مجھسے میرے جاں نثار

(۲۴)

جہل ہے مجھ لاتعیّن میں تعیّن ماننا
زیرکی ہے مجھکو سب سے پاک و برتر جاننا

(۲۵)

مانعِ دیدار ہیں میری صفاتِ ظاہری
آفرینش اور فنا سے ہیں ہمیشہ ہوں بری

(۲۶)

حال ماضی اور مستقبل پہ ہے میری نظر
کون ہو سکتا ہے میری ماہیّت سے باخبر

(۲۷)

شوق و نفرت کی نگاہوں میں ہی پوشیدہ دنیٰ
ڈالتی ہے ہر بشر کی عقل پر پردہ وہی

(۲۸)

جنہیں نیکی نے بدی کا تخم زائل کر دیا
اُن کے لوحِ قلب سے نقشِ دورنگی مٹ گیا

(۲۹)

مرگ و پیری سے جو بچنے کے لئے شاغل ہُوا
اُس بشر پر جُہد و کل اور فعل کا عُقدہ کھُلا

(۳۰)

جزو کل میں میری ہستی سے جو واقف ہو گئے
وقتِ رحلت بیخودی میں دیکھ لیں گے وہ مجھے

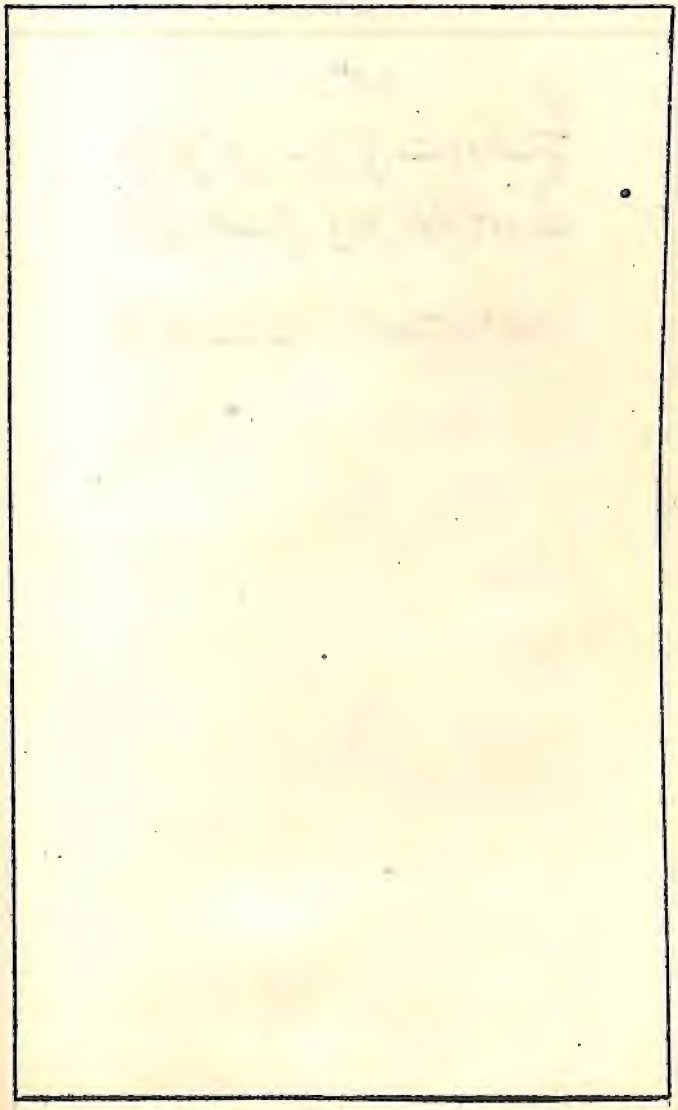

تصویر نمبر ۸

جلوۂ ذات

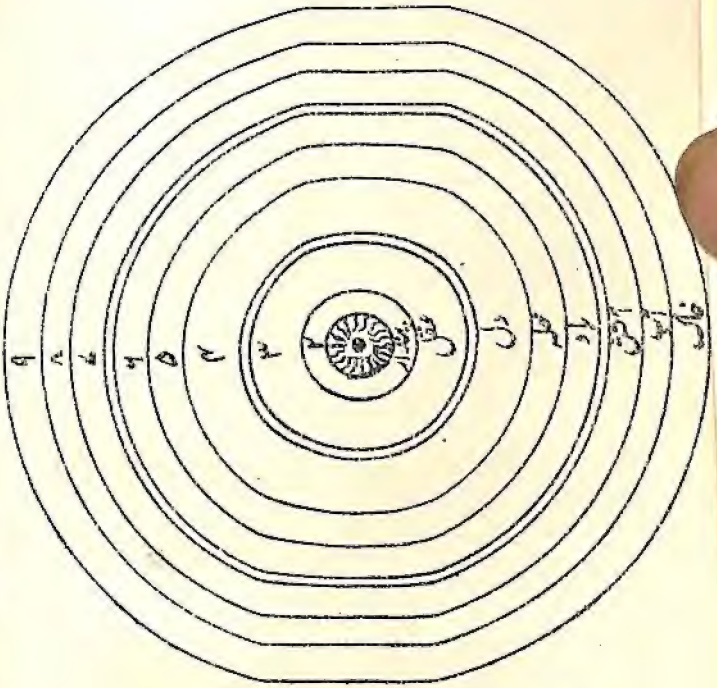

رات کو ہوتی ہے غائب اور دن کو آشکار
ساری موجودات یوں چکر میں ہے بے اختیار

آٹھویں ادھیّا

دربیانِ جلوۂ ذات

سوالِ ارجُن

(۱)

کِسکو کہتے ہیں جُز و کُل فعل سے ہے کیا مُراد
فانی و باقی کے کیا معنے ہیں اے عالی نژاد

(۲)

جسمِ انساں میں مُحرّک کون ہے سمجھایئے
وقتِ رحلت کِسطرح دھیان آپکا طالب کرے

جواب شری بھگوان

(۳)

رُوح ہے اِک پاک جلوہ غیر فانی ذات کا
فعل کی اِشکال ہیں پیدائش و بود و فنا

(۴)

میرے قدرت کا کرشمہ ہے یہ انسانی وجود
جسکے سب فعلوں کا میں شاہد ہوں بہتر از شہود

(۵)

وقتِ رحلت یاد میں میری جُھکاتا ہے جو سر
مجھ میں بیشک وصل ہو جاتا ہے قالب چھوڑ کر

(۶)

یہ سمجھ لے آخری دم جسکا جیسا ہو خیال
اپنی نیّت کے مطابق اُسکا ہوتا ہے وصال

(۷)

جنگ میں مشغول ہو اور مجھ میں اپنا دل لگا
غیریت سے تو گذر کر میری ہستی پائے گا

(۸)

شغل سے یکسو ہوا کرتا ہے انساں کا خیال
جذبۂ وحدت میں ذاتِ حق سے ہوتا ہے وصال

(۹)

ہے وہ لطف ہستِ مطلق مالکِ غیب و حضور
جہل و تاریکی سے برتر عینِ علم و عینِ نور

(۱۰)

یاد کرتا ہے اُسے جو کوئی وقتِ انتقال
ہو کے جذبِ شوق سے روشندلِ ساکن خیال
ابروؤں کے وسط میں انفاس کو روکے ہوئے
بہرہ ور ہوتا ہے وہ کیفِ وصالِ ذات سے

(۱۱)

وید کے عالم بیاں کرتے ہیں جسکو بے زوال
شاغلانِ سبحہ تمنّا جس میں پاتے ہیں وصال
جس کے طالب باندھ لیتے ہیں کمر تجسیدِ پر
ایسی ہستی کا سُن اے ارجن بیانِ مختصر

(۱۲)

ظاہر و باطن میں اپنی خواہشوں کو روک کر
شغل کی ترکیب سے دم کو چڑھا کرتا بہ سر

(۱۳)

اسمِ اعظم آدم کا جو ذکر کرتا ہے مُدام
کوچ کر کے جسم سے پاتا ہے وہ اعلیٰ مقام

(۱۴)

آخری دم تک برابر جس کو میرا دھیان ہے
مجھ سے ملنا ایسے شاغل کے لئے آسان ہے

(۱۵)

مجھ میں واصل ہو گئے تکمیل سے جو شغل کی
دارِ فانی کو نہیں ہوتی ہے اُنکی واپسی

(۱۶)

غیر فانی ذات تک گردش میں رہتی ہے مُدام
وہ ہیں گردش سے مبرّا مجھ میں ہے جنکا قیام

(۱۷)

ذات کے ہر روز و ہر شب میں ہیں شامل جگ ہزار
اہلِ دانش جانتے ہیں معنیٔ لیل و نہار

(۱۸)

دِن نکلتے ہی عدم سے سب کا ہوتا ہے نمود
رات ہوتے ہی عدم کو لوٹتے ہیں کُل وجود

(۱۹)

رات کو ہوتے ہیں غائب اور دِن کو آشکار
ساری موجُودات یوں چکّر میں ہے بے اختیار

(۲۰)

اُنسے ہے بے لوث اِک ہستیٔ الطف لازوال
ساری دُنیا کی فنا پر بھی نہیں جسکا زوال

(۲۱)

عارضی ہے طالبوں کا ذاتِ مُطلق میں قیام
واپسی سے بے تعلّق ہے مرا اعلےٰ مقام

(۲۲)

عشق سے نزدیک ہے اُس پاک ہستی کا حضور
سب کے جو باطن میں ہے اور جس سے سب کا ہے ظہور

(۲۳)

مرگ کا جس طور پر انجام ہے ہجر و وصال
میں تجھے اب شاغلوں کا کہہ سناتا ہوں وہ حال

(۲۴)

روزِ روشن میں شمالی رُخ ہو جب مہرِ جلال
جذب سے ہوتا ہے نورِ حق میں شاغل کا وصال

(۲۵)

ظُلمتِ شب میں جنوبی رُخ ہو جب ماہِ جمال
بازگشتِ شاغلاں لازم ہے وقتِ انتقال

(۲۶)

روشن و تاریک دو ہیں شاہراہِ آخرت
یہ سبیلِ بازگشت اور وہ طریقِ مغفرت

(۲۷)

اہلِ عرفان ایسے دھوکے میں نہیں آتے کبھی
اے دلا اور عشق سے تو راہ لے عرفان کی

(۲۸)

زُہد و تقوی و سخاوت خوبیٔ علم و عمل
عالمِ اسباب میں ہیں حسبِ نیّت بابدل
ثمرۂ افعال سے کرتا ہے جو قطعِ نظر
جا پہنچتا ہے وہ عارف منزلِ جاوید پر

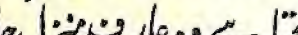

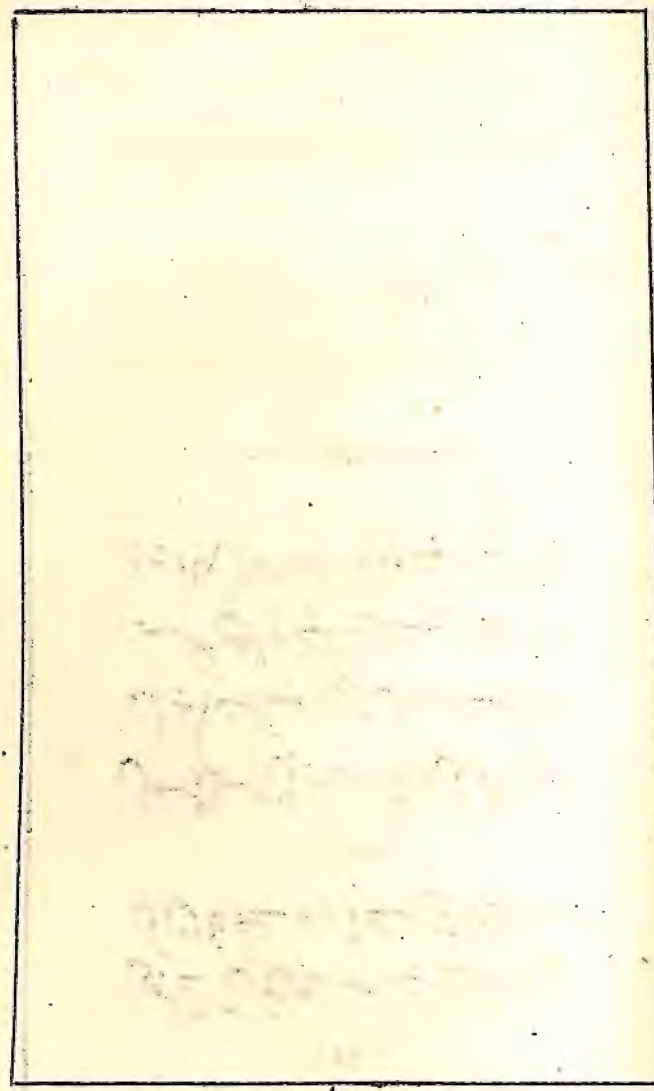

تصویر نمبر ۹

گائتری منتر

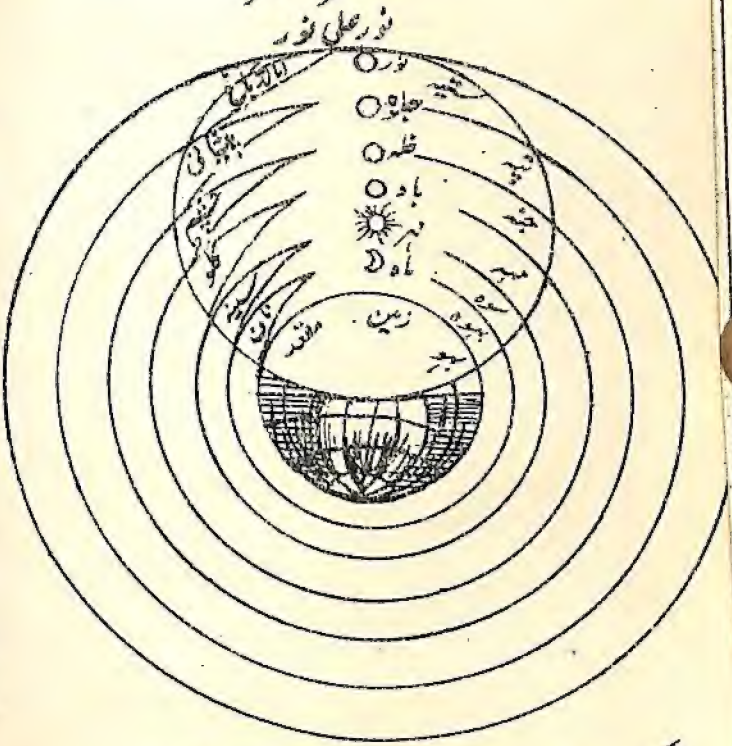

گرچہ میری وجہ سے ہے سارے عالم کا نظام
میں ہوں بے نام و نشاں عالم نہیں میرا مقام

نویں اَدھیّا

نور علےٰ نور

(۱)

آشکارا اب کئے دیتا ہوں اے ارجن وہ حال
جسمیں بیداری سے استحکام پاتا ہے خیال

(۲)

علم کی دُنیا میں افضل پاک و برتر ہے یہ راز
راست و عین الیقین سہل اور فنا سے بے نیاز

(۳)

مُجھسے ناواقف ہیں جو انسان وہ مہجور ہیں
واپسی پر مزرعۂ اعمال کو مجبور ہیں

(۴)

میں ہوں مخفی طور پر دایم مُحیطِ کائنات
مُجھسے کلُ اجسام قایم ہیں نہ اُنسے میری ذات

(۵)

دیکھ میری قُدرتِ کامل کہ گو موجود ہے
بودِ عالم میری ہستی میں مگر نابود ہے
گرچہ میری وجہ سے ہے سارے عالم کا نظام
میں ہوں بے نام و نشاں عالم نہیں میرا مقام

(۶)

جیسے بادِ مُندہر جائی خلے میں ہے مُدام
مجھ میں موجودات کا ہے ایسی صورت سے قیام

(۷)

میری قدرت سے ہے رنگِ عالمِ غیب و شہود
گاہ پیدا گاہ پنہاں گاہ بود و گہ نبود

(۸)

قادرِ مُطلق ہوں لیکن اپنی قُدرت سے ضرور
بار بار اس عالمِ فانی کو دیتا ہوں ظہور

(۹)

مُجھپہ ہو سکتا نہیں افسونِ قُدرت کا اثر جادو
اس لئے میں بندشِ اعمال سے ہوں بےخبر

(۱۰)

میری قُدرت کے لوازم میں ہیں حرکت اور قرار
اسطرح گردش میں ہے یہ عالمِ ناپائدار

(۱۱)

صاحب عالم ہوں میں گو جسمِ انساں میں مُقیم
جو بشر نادان ہیں جنکے خوارق ہیں ذمیم

(۱۲) کرامات

جنمیں جھوٹی خواہشیں ہیں جنکے لاحاصل ہیں فعل
علمِ بیمعنی ہے جنکا اور عقیدت جن کی جہل
وہ مری اعلیٰ حقیقت سے ہیں بالکل بےخبر
زندگی حرکاتِ شیطانی میں کرتے ہیں بسر

(۱۳)

جن کی فطرت میں عیاں ہوتی ہیں ملکوتی صفات
وہ سمجھتے ہیں کہ عالم آفریں ہے میری ذات

(۱۴)

عشق صادق سے ہے میری بندگی جنکا شعار
ہر نفس رہتے ہیں میری یاد میں وہ ہوشیار

(۱۵)

ایسے عارف بھی ہیں جنکا دل ہے وحدت آشنا
جنکی نظروں میں ہے یکساں جلوۂ کثرت نما

(۱۶)

میں ہی کرتو میں ہی یگ ہوں میں ہی غلّہ میں ہی گھی
میں ہی آگ اور میں ہی منتر اور میں ہی آہوتی

(۱۷)

میں ہوں سب کا والد و مادر بزرگ و پاسباں
میں ہوں تینوں وید رگ سام و یجر کا راز داں

(۱۸)

جان لے مجھکو مقدّس اسمِ اعظم اونکار
منزلِ مقصود مالک شاہد و پروردگار
میں ہی ہوں ملجا و ماوا اور مربّی خلق کا
تخم لافانی کی صورت موجبِ خلق و فنا

(۱۹)

میں تپش ہوں اور بارش جاذبہ دبارده
زندگی و موت علم ذات و فکرِ باطله

(۲۰)

وید کے جو معتقد کرتے ہیں پیکر سوم رس
نیک نیّت سے ریاضت اور جنّت کی ہوس
اُن کا فردوسِ بریں میں جا کے ہوتا ہے قیام
اور وہ ہوتے ہیں دلکش لذّتوں سے شادکام

(۲۱)

ختم ہو جاتا ہے جب ایسی ریاضت کا ثمر
اُن کا دُنیا کی طرف جنّت سے ہوتا ہے سفر
پیروانِ وید جنکا دل ہے پُر از مدّعا
یوں تناسخ میں رہا کرتے ہیں دائم مُبتلا

(۲۲)

یاد کرتے ہیں مجھے جو لوگ باصدق وصفا
اُنکی امداد وحفاظت فرضِ اوّل ہے مرا

(۲۳)

جو عقیدتمند دل سے ہیں طلبگارِ صفات
وہ بھی میری بندگی کرتے ہیں گو بے علمِ ذات

(۲۴)

میں ہوں معبود اور مجھسے ہے نتائج کا حصول
وہ ذلیل وخوار ہیں سچّا نہیں جنکا اصول

(۲۵)

نوری و ناری سے جا ملتے ہیں اُنکے خواستگار
مُردوں سے مُردہ پرست اور مجھسے میرے جاں نثار

(۲۶)

خواہ نذرانہ ہو میرا پتر جل پھل خواہ پھول
تحفۂ اِخلاص کو میں ویسے کرتا ہوں قبول

(۲۷)

فاعلیّت مجھسے تو منسوب کر ہر فعل کی
دہرم یگ تپ دان اور بھوجن ہیں اصلِ زندگی

(۲۸)

محو ہوں گے جب نگاہِ علم میں بیم و رجا
قیدِ افعالی سے چھٹکارا تجھے ملجائے گا
لوحِ خاطر سے تری نقشِ خودی مٹجائیگا
ماسوا کے ترک سے تو میری ہستی پائیگا

(۲۹)

میں ہوں یکساں سب میں یعنی شوق و نفرت سے بری
اُنمیں میں ہوں مجھمیں وہ جنکو محبّت ہو مری

(۳۰)

جان کر دیتا ہے جو قُربان میرے نام پر
نیک ہے بدکار بھی ملتا ہے نیّت کا ثمر

(۳۱)

نیک اعمالی میں جلدی سے وہ پاتا ہے قرار
یہ سمجھ لے میرا طالب ہے فنا سے رُستگار

(۳۲)

فرقۂ نسوانِ ناقص عقل و درویش و شُدر سب
سایۂ رحمت میں اعلےٰ منزلت پاتے ہیں جب

(۳۳)

نیک خصلت برہمن اور باصداقت چھتّری
کیا تعجّب ہے اگر ہوں رازدارِ سرمدی

بے ثبات عالم ہے اور مفقود ہے عیش دوام
اتنے نکتہ کو سمجھکر یاد کر میری مدام

(۳۴)

مجھ میں اپنا دل لگا اور مجھکو سچا مان لے
میری خاطر کر ریاضت مجھکو مالک جان لے
نقد ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا
مجھ میں واصل ہوگا میرے قول پر ایمان لا

فروغ جمال

تصویر نمبر ۱۰

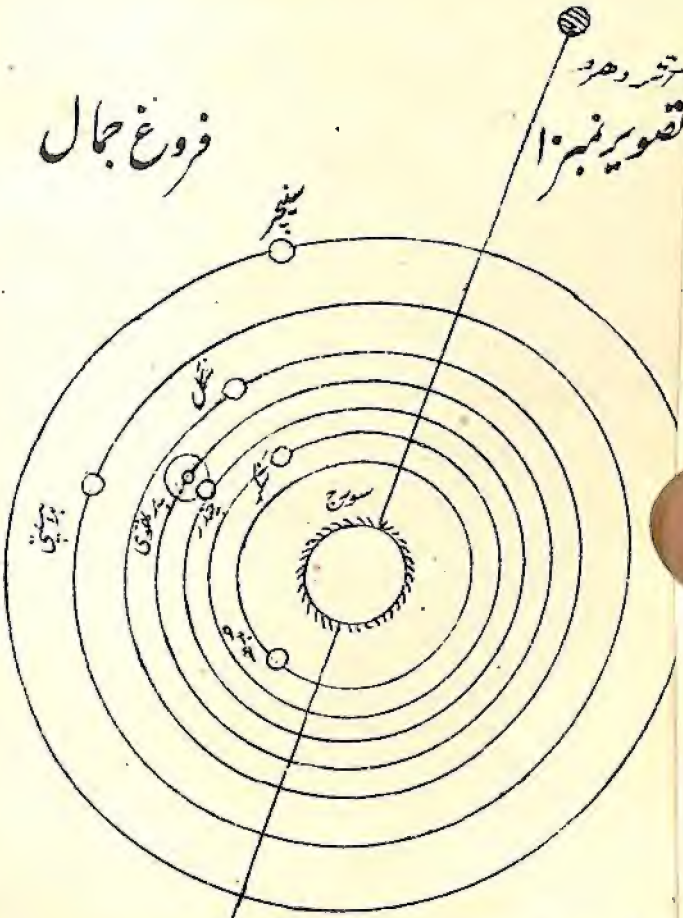

جسمیں طاقت خوبی و تکمیل ہو یہ جان لے اسکی پیدائش ہے اِک شمہ سے میرے نور کے

دسویں اَدھیّا

دربیان فروغِ جمال

شری بھگوان

(۱)

رازِ مخفی سُن لے مجھسے ارجُن اب بارِ دگر
مُجھکو اے پیارے تری بہبود ہے مدِّ نظر

(۲)

مہرشی اور دیوتاؤں کی ہے مجھسے ابتدا
اسلئے میری حقیقت سے ہیں وہ ناآشنا

(۳)

میں ازل سے ہوں ابد تک مالکِ کون و مکاں
معصیت سے پاک و بالاتر ہے میرا راز داں

گناہ

(۴)

علم۔ دانش۔ ہوشیاری ضبطِ دل۔ رنج و خوشی
صبر بُردباری راستبازی نفسِ امّارہ کشی
خیال خوف۔ بیخوفی۔ سکوں۔ زعمِ خودی۔ ترکِ خودی
نیک و بدخواہی قناعت رحم اور دریادلی

(۵)

مُختلف خاصیّتوں کا طبع انساں میں ظہور
جانتے ہیں مجھسے جنکو جاننے کا ہے شعور

(۶)

میری اعلےٰ طاقتیں چاروں منوساتوں رشی
ہیں قدیمی جنسے پیدائش ہے مخلوقات کی

(۷)

قدرت اور جلوے اُنکا میرے علمِ کامل ہی جنھیں
دیکھتے ہیں وہ مجھے بیشک سکونِ قلب میں

(۸)

سب کا میں آغاز ہوں اور مجھسے ہی سب کا ظہور
یہ سمجھکر یاد کرتے ہیں مری اہلِ شعور

(۹)

جو عقیدتمند مجھپر ہیں دل و جاں سے فدا
جنکو دایم مشغلہ ہے میرے ذکر و فکر کا

(۱۰)

دِل سے میری بندگی کرتے ہیں جو صبح و مسا
میں برائے وصل اُنکو علم کرتا ہوں عطا

(۱۱)

تیرگی عقل اُنکی بہتری کیواسطے
دُور کر دیتا ہوں علمِ معرفت کی شمع سے

سوالِ ارجُن

(۱۲)

ذاتِ حق عالم کا مخزن اور سب سے پاک تر
حیرت انگیز اشرف و اوّل مُحیط و بے ضرر

(۱۳)

مانتے تھے آپکو ویاس اور نارد مہرشی
ویول و آسیت فرماتے ہیں ایسا آپ بھی

(۱۴)

کرشن میں تسلیم کرتا ہوں ہدایت آپ کی
ہے نہاں جِنّ و ملک سے بھی حقیقت آپکی

(۱۵)

آپ پر ہی مُنکشف ہوتا ہے عُقدہ آپ کا
اے خداوندِ مُسبّب ذاتِ پاک و کبریا

(۱۶)

ایسے جلوونکو مفصّل مجھپہ ظاہر کیجئے
جنسے یہ عالم مُنوّر کر رکھا ہے آپ نے

(۱۷)

کِن وسائل سے ملیگا مجھکو منظر آپ کا
کونسی صُورت میں بہتر ہے تصوّر آپ کا

(۱۸)

اپنی قُدرت کے کرشمے پھر بیاں فرمایئے
قطرۂ کوثر سے مجھکو ترزباں فرمایئے

جوابِ شری بھگوان

(۱۹)

مجھسے سُن اب تذکرہ تو میرے خاص اعجاز کا
میرے جلوونکی نہیں ہے یوں تو کوئی انتہا

(۲۰)

اے دلاور سب کے باطن پر تسلّط ہے مرا
ابتدا وسط اور آخر میں ہوں کلّ اجسام کا

(۲۱)

سورجونمیں وشنو سیاروں میں مہرِ جلوہ گر
بادمیں تارِ نفس ہوں اور منازل میں قمر

(۲۲)

راجہ اندر دیوتاؤنمیں۔ رچامیں سام ہوں
میں دل وجانِ حواسِ خمسہ واجسام ہوں

(۲۳)

میں ہی رودورنمیں ہوں شنکر یکش و راچھس میں کوبیر
میں وسوؤنمیں ہوں اگنی اور پہاڑونمیں سُمیر

(۲۴)

پروہتوں کا رہنما ہوں سب سے بڑھکر عقلمند
ساری جھیلوں میں سمندر فوج دارونمیں سکند

(۲۵)

راج رشیوں میں ہوں بھرگو اکشر دنمیں ہوں اکار
کوہساروں میں ہمالہ مشغلوں میں ذکرِ یار

(۲۶)

برہم رشیونمیں ہوں نارد برکش میں ہوں آشوتھ
میں ہوں مُنیونمیں کپل گندھرب میں ہوں چترتھ

(۲۷)

اسپ کی نسلونمیں ہوں میں مرکبِ عالم پناہ
کوہ تن فیلونمیں ایرادت رعایا میں ہوں شاہ

(۲۸)

بجر ہتیاروں میں اور میں کامدہن گئو دنمیں ہوں
فعل حیوانی میں خواہش واُسکی سانپونمیں ہوں

(۲۹)

میں ہوں ناگونمیں انت اور ابرِ باراں میں ورُن
اریما متوفیوں میں حاکموں میں کارکُن

(۳۰)

دیوتیو نمیں ہوں میں پہلاد اور زمانو نمیں فنا
کُل پرندوں میں گرُڑ شیرِ ببر ہوں چارپا

(۳۱)

میں ہوا چلنے میں ہوں رام نمیں د شرتھ کا پسر
سارے دریاؤں نمیں گنگا مچھلیوں میں مگر

(۳۲)

میں ہوں موجودات کا آغاز و وسط و خاتمہ
حکمتوں میں خود شناسی منطقو نمیں فلسفہ

(۳۳)

میں ہوں حرفوں میں الف ترکیب لفظی میں عطف
ذاتِ لافانی کیصورت نُور افگن ہر طرف

(۳۴)

میں ہوں پیدائش کا منبع اور مخزن موت کا
عورتوں میں خلق۔ نیکی۔ حافظہ۔ حلم و حیا

(۳۵)

چھند ہوں گایتری راگوں میں برہت کا ملہار
میں مہینوں میں ہوں منگسر موسموں میں ہوں بہار

(۳۶)

شان ہوں میں شان والوں میں فریبوں میں جُوا
سعیٔ و زور و کامیابی ہوں میں طاقتداروں کا

(۳۷)

کرشن ہوں یادوؤں میں ارجن پانڈوؤں کا پیشوا
عارفوں میں ویاس ہوں اور شاعروں میں اُشنا

(۳۸)

حکمرانوں میں سیاست فاتحوں میں راستی
عالموں میں بحث اور اسرار میں ہوں خامشی

(۳۹)

اے دھنجے تخم ہوں میں ساری موجودات کا
کون ساکن اور متحرک میں ہے میرے سوا

(۴۰)

درحقیقت میرے نادر شعبدے ہیں بیشمار
گرچہ میں نے اب اُنہیں ظاہر کیا بالاختصار

(۴۱)

جسمیں طاقت خوبی و تکمیل ہے یہ جان لے
اُسکی پیدائش ہے اِک ثمّہ سے میرے نور کے

(۴۲)

مُجملاً کہتا ہوں میں اب چھوڑ کر طولِ کلام
میرے جلوے میں کہیں ہے ساری دُنیا کا قیام

تصویر نمبر ۱۱

شانِ جلال

دیدنی جو کچھ ہے ساکن اور متحرک نظام
مجھمیں یکجا دیکھ لے اِس ساری دُنیا کا قیام

گیارھویں اَدھیّا

دربیانِ شانِ جلال

ارجُن

(۱)

آپ نے مُجھکو بتایا رازِ علمِ باطنی
آپ کے فیضِ بیاں نے میری غفلت دُور کی

(۲)

حُکمِ خالق اور مخلُوقات کا بود و فنا
آپ کے الطاف سے میں نے مُفصّل سُن لیا

(۳)

آپ نے اپنی حقیقت جیسی فرمائی بیاں
ویسے بیشک آپ ہیں یہ ہو گیا مُجھپر عیاں

ذاتِ پاک و قادرِ مُطلق کرم فرمایئے
جلوہ اپنی قُدرتِ کامل کا اب دکھلایئے

(۴)

جو میں لا سکتا ہوں تابِ دیدِ خورشیدِ جلال
کیجیے پیشِ نظر اپنا ظہورِ لازوال

شری بھگوان

(۵)

ہوش کر اور دیکھ ارجن میرے جلووں کی بہا
بے عدد بے انتہا بے مثل بیحد بے شمار

(۶)

سب صفاتی قوتوں کو دیکھ لے ارجن عیاں
اہلِ دُنیا کی نگاہوں سے جو یکسر ہیں نہاں

(۷)

دیدنی جو کچھ ہے ساکن اور مُتحرک نظام
مجھ میں یکجا دیکھ لے اب ساری دُنیا کا قیام

(۸)

چشمِ ظاہر سے نہیں تو دیکھ سکتا ہے مجھے
اس لئے میں چشمِ باطن بخشدیتا ہوں تجھے

(۹)

قادرِ مطلق نے ارجن کو یہ سمجھا کر شہا
اپنی قدرت کا جلالی معجزہ دکھلا دیا

(۱۰)

عالمِ ملکوت پر جو ہیں پڑی اُس کی نظر
اُس نے دیکھی ذاتِ واحد شش جہت میں جلوہ گر
تھا نہایت حیرت انگیز اور روشن اِک وجود
انتہا جسکی نہ تھی پیدا نہ تھیں جسکی حدود

(۱۱)

تھے دہان و چشم و صورت بیحساب ہر سمت
زیبِ تن تھے زیورِ نایاب و نادر اسلحہ

عطرِ خوشبو دار میں ڈوبا ہوا تھا سر بسر
تھی عجب پوشاک اور طرفہ حمائل زیبِ بر

(۱۲)

گر ہویدا ہوں فلک پر آفتاب اِک دم ہزار
ہوں جلالِ ذاتِ اقدس میں نمایاں ذرّہ وار

(۱۳)

پیکرِ بے حد میں جسدم ہو گیا عین الیقیں
عالمِ کون و مکاں و جملہ نیرنگِ مبیں

(۱۴)

منزلِ حیرت میں وارد ہو کے ارجن کانپ اٹھا
سر جھکا کر دست بستہ عرض یوں کرنے لگا

ارجن

(۱۵)

اس وجودِ پاک میں سب دیوتا ہیں جلوہ گر
اور مخلوقات ہے ہر قسم کی پیشِ نظر

جدِّ امجد مورثِ اعلیٰ و خلّاقِ جہاں
جلوہ فرما ہیں کنول کے پھول پر باغ دشاں
سب مہرشی شیش ناگ اور سانپ ہیں از حد مہیب
عالمِ ملکوتِ کا نظارہ ہے از بس عجیب

(۱۶)

آپ ہیں بے انتہا شکلوں میں ہر جانب عیاں
انگنت ہیں آپ کے بازو شکم چشم و دہاں
وہ ظہورِ لاتعیّن آپ کا ہے وقف دید
جس کا اوّل درمیاں اور خاتمہ ہے ناپدید

(۱۷)

سر پہ ہے تاج آپ کے ہاتھوں میں ہیں چکر و گدا
شش جہت افروز ہے نورِ تجلّی آپ کا
آنکھ کی کیا تاب ہے دیکھے وہ روئے ذوالجلال
ہے فروغِ حسنِ عالم سوز جس کا بیمثال

(۱۸)

پاک ہے رنگِ اثر سے ذاتِ برتر آپ کی
موجبِ بود و فنا۔ حامیِ طرزِ راستی
قابلِ دیدار لافانی قدیم اور استوار
ہے صفت لاانتہائی کی سراسر آشکار

(۱۹)

دیکھتا ہوں میں عیاں شانِ جلالی آپکی
وسعتِ عالم سے افزوں ذاتِ عالی آپکی
قوتیں بے انتہا اور بازو بے شمار
مہر و مہ چشمانِ روشن روئے تاباں مثلِ نار

(۲۰)

آپ کی ذاتِ احد ہے سارے عالم میں بسیط
آسماں۔ روئے زمیں سمت و فضا ہر جا محیط
بحر و بر۔ شمس و قمر۔ ارض و سما خیرہ نظر
کانپتے ہیں آپکی شانِ جلالی دیکھکر

(۲۱)

دیوتا کا ایک مجمع مدح خواں ہے آپ کا
دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا
آپ سے ملنے کے شایق عارفانِ باکمال
آپ کی توصیفِ بابرکت میں ہیں شیریں مقال

(۲۲)

رُودرا دشم پا۔ مرُت آدت وسواشونی کمار
اور جو انکے علاوہ ہیں ملائک رازدار
راکشس گندھرب یکش وسدھ انسان بے شمار
ایسی صورت دیکھکر حیران ہیں آئینہ وار

(۲۳)

آپ کے جسم کلاں میں ہر طرف ہیں رُونما
پر خطر دندان شکم چشم و دہان و دست و پا
حیرتی میں ہی نہیں ہوں ڈالکر اسپر نظر
ایک عالم کانپتا ہے یہ کرشمہ دیکھ کر

(۲۴)

فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں
جسمیں نور آگیں نظر آتی ہیں چشمانِ کلاں
ایسی شکلِ خوفناک و ہفت رنگی دیکھ کر
اختلاجِ قلب سے مجھکو نہیں اپنی خبر

(۲۵)

دیکھکر نارِ اجل دہنوں میں داخل آپ کے
اور ہیبتناک دنداں پر نگہ کرکے مجھے
موت آتی ہے نظر دلپر نہیں ہے اختیار
کیجئے مجھ پر کرم اے مالک اے پروردگار

(۲۶)

کورو اپنے اقربا اور اُنکے حامی راجگاں
بھیشم و درون و کرن فوجِ مخالف کے یلاں
نیز اپنی فوج کے زور آزمانِ باوقار
اُن دہانوں میں کھچے جاتے ہیں سب بے اختیار

(۲۷)

اور نظر آتے ہیں بعضے سر بہت کچلے ہوئے
تیز دنداں کی درازوں میں الگ لٹکے ہوئے

(۲۸)

بحر میں ہوتا ہے جیسے مذّیوں کا اختتام
آتشیں دہنوں میں ہے ان جنگجوؤں کا قیام

(۲۹)

شمع پر پروانے ہو جاتے ہیں جیسے جاں نثار
موت کے مُنہ میں دھرے ہیں حاضرینِ کارزار

(۳۰)

اُن دہانِ شعلہ زن کی ساری دُنیا ہے غذا
جس میں اِسکی موت ہے وہ ذائقہ ہے آپکا

اے خُداوندا تیری مجید جلالی قوّتیں
ہیں برنگِ روشنی و سوزِ موجودات میں

(۳۱)

کون ہے اِس شکلِ ہیبتناک میں تبلایئے
بندۂ عاجز پہ اے دادِ کرم فرمایئے
آپ کے دیدار کی از حد تمنّا ہے مجھے
آپ کا اعجاز بالاتر ہے میری عقل سے

شری بھگوان

(۳۲)

میں تقاضائے اجل ہوں اور فنا معروف ہوں
اِس گھڑی عالم کے استیصال میں مصروف ہوں
آج ہر دو فوج میں جتنے دلاور ہیں کھڑے
وہ بلا کوشش تری مُلکِ عدم کو جائینگے

(۳۳)

ٹھانکر لڑنیکی اب تو اپنی شہرت کو بڑھا
دُشمنوں کو زیر کر اور سلطنت کا حظ اُٹھا

اُنکو تو پہلے ہی میں نے مرگ تک پہنچا دیا
تو برائے نام کر ساماں اُن کی موت کا

(۳۴)

کرن بھشم جیدرتھ درون اور دیگر سورما
جنگ کے میدان میں جنکا قدم اب آگیا
وہ مرے مقتول ہیں تو اُنکو بیشک قتل کر
کامیابی تجھکو ہوگی مستعد ہو جنگ پر

قول سنجے

(۳۵)

جب بتایا کرشن نے یہ راز تو وہ تاجور
بندگی کرنے لگا ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر
کانپتے ڈرتے ہوئے اُسنے جھکا کر اپنا سر
کرشن کی تعریف یوں لکنت سے کی بارِ دگر

ارجُن

(۳۶)

شانِ قہّاری کے شایاں ہے جو یہ اہلِ جہاں
آپکی توصیف میں ہیں باادب رطبُ اللّساں
بھاگتے ہیں آپکی صُورت سے ڈر کر بدخصال
آپ کو کرتے ہیں ہر سجدہ عاشقانِ باکمال

(۳۷)

کیوں نہ یہ تعظیم دیں اُس ذاتِ بابرکات کو
جو عدم سے کھینچکر لائی ہے موجُودات کو
اے خُداوندِ ملائک حیلوہ آرائے جہاں
آپ ہی ہیں حق و باطل نیز بے نام و نشاں

(۳۸)

ابتدا ہے سارے عالم کی مگر ازلی ہیں آپ
جُملہ مخلوقات فانی ہے مگر ابدی ہیں آپ

ناظر و منظور اور ہر دو سے بالا تر ہیں آپ
اے کثیر الشکل ہر صورت میں جلوہ گر ہیں آپ

(۳۹)

وایو یم اگنی ورن برہما مہیش اور چندرما
آپکی شکلوں کو میرے لاکھ سجدے ہیں بجا

(۴۰)

آپ کو ہے پشت و رو اور ہر طرف سے بندگی
ساری دنیا میں عیاں ہے ایک ہستی آپکی
شان اور قوت کے اندازے سے برتر آپ ہیں
آپ ہی سب ہیں کہ اندر اور باہر آپ ہیں

(۴۱)

دوستی میں آپ کی عظمت نہیں پہچان کر
اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر
کرشن اور یادو کا پیارا نام میں لیتا رہا
دوست کہکر آپ کو میں نے پکارا بارہا

(۴۲)

کھیل دعوت خوا بگاہِ و بزم میں تھی دل لگی
خلوت و جلوت میں جتنی مجھسے گستاخی ہوئی
اے خداوند اب مجھے اُسکی معافی دیجئے
ناتواں پر قادرِ مطلق عنایت کیجئے

(۴۳)

ہر دو مخلوقات ساکن اور متحرک کے آپ
ہیں مربّی قابلِ تعظیم مرشد اور باپ
آپ کے تابع ہیں سب از ماہ تا گاوِ زمیں
کون ہو سکتا ہے افضل آپکا ثانی نہیں

(۴۴)

ایک عالم میں ہے شہرہ آپکے اوصاف کا
آپ سے ہے با نیاز و عجز میری التجا
جیسے کوئی دوست فرزند اور بیوی کا قصور
بخشتا ہے آپ ویسے بخشدیں میرا قصور

(۴۵)

جو کبھی دیکھا نہ تھا وہ مُعجزہ ہے سامنے
دل تو میرا خوش ہے لیکن کانپتا ہے خوف سے
اے خداوندا ب وہی سج دھج مجھے دکھلائیے
اے بُزرگ و مالکِ ہستی کرم فرمائیے

(۴۶)

تاج بر سر آپکو میں چاہتا ہوں دیکھنا
اپنے ہاتھوں میں دوبارہ لیجیے چکر و گدا
اے مُحیط کُل عیاں ہیں آپکے بازو ہزار
کیجیے وہ چار بازو والی صورت اختیار

شری بھگوان

(۴۷)

نیک نیّت سے جو اپنی خوش کیا تو نے مجھے
مُعجزہ میں نے دکھایا اپنی قُدرت کا تجھے

سب طرف اِک نور ہے بے ابتدا بے انتہا
جسکو انساں نے نہیں دیکھا کبھی تیرے سوا

(۴۸)

علم کی تحصیل نیک اعمال اور خیرات سے
زُہد اور اشغال کی ناگفتہ تکلیفات سے
کس کو طاقت ہے کہ دیکھے میری قُدرت کو عیاں
جو ہے تیری چشم دید اے نسلِ کوروکے جواں

(۴۹)

تو نہ گھبرا میری ہیبتناک صُورت دیکھکر
ہوش میں آ اور اپنے دل سے خطرہ دُور کر
دیکھ پھر میری اُسی صُورت کو اطمینان سے
وہ تصوّر تھا جلالی اب جمالی باندھ لے

قول سنجے

(۵۰)

کرشن نے اسدم دکھایا اپنا جلوہ اور ہی
خوبرو بنکر ہراساں دوست کو تسکین دی

ارجن

(۵۱)

دیکھکر یہ نورِ دلکش شکل میں انسان کی
ہوش و اطمینان و دلجمعی مجھے حاصل ہوئی

شری بھگوان

(۵۲)

جیسی میری حیرت افزا شکل تونے دیکھ لی
آرزو ہے دیوتاؤں کو بھی ایسی دید کی

(۵۳)

علم کی تحصیل تقوی خیر و نیک اعمال سے
دیکھنا مشکل ہے جیسا تونے دیکھا ہے مجھے

(۵۴)

اضطراب دل کے ہوتے میری قربت ہے محال
عشق سے آساں ہے میرا علم و دیدار و وصال

(۵۵)

جو مرا طالب فنا ہوتا ہے مجھ میں عشق سے
جس کی یکساں ہے نظر ہر سو وہ پاتا ہے مجھے

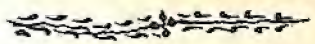

تصویر نمبر ۱۲

ادان
حسن ازل
دیان
چار انتہ کرن
رج
تم
پنچ مہابھوت
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰
سمان
پران
اپان

سہل ہے اشغال عرفاں سے وسیلہ عشق کا عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

بارھویں اَدھیّا

دربیانِ حُسنِ ازل

ارجُن

(۱)

کچھ بشر تو عشقِ صادق سے ہیں طالب آپکے
ذات کے جو یا ہیں کچھ اُنمیں ہیں افضل کونسے

شری بھگوان

(۲)

میری طاعت میں سدا مصروف ہیں جو آدمی
عشق ہے جنکو مرا اعلےٰ ہے اُنکی زندگی

(۳)

ہستیٔ الطف ہے لافانی و برتر از حواس
ساکن و دائم محیط و پاک و بیروں از قیاس

(۴)

محو ہو جاتے ہیں جو اُس میں صفائے قلب سے
چاہتے ہیں خیر سبکی وہ بھی پاتے ہیں مجھے

(۵)

غیب کی پردہ دری اُن کے لئے دشوار ہے
عقلِ ظاہر بیں سے پنہاں ذات کا دیدار ہے

(۶)

میرے طالب اپنے سارے کام مجھپر چھوڑکر
جان و دل قربان کر دیتے ہیں شوقِ وصل پر

(۷)

جنکو میرا عشق صادق ہے اُنہیں اے نامدار
جلد لیجاتا ہوں میں دریائے معصیّت کے پار

(۸)

عقل و دل دونوں کو تو میرے تصوّر میں لگا
راز کھلجائیگا تجھپر منزلِ مقصود کا

(۹)

باندھنا میرا تصوّر تجھکو مشکل ہو اگر
شغل کے جذبے میں مجھسے وصل کی تدبیر کر

(۱۰)

شغل میں تکلیف ہو تو مجھکو فاعل مانکر
میری خاطر فعل کر عرفاں سے ہوگا بہرہ ور

(۱۱)

یہ بھی گر دشوار ہے طالب ہو میری دید کا
دور کر شمع طلب سے ظلمتِ بیم و رجا

(۱۲)

سہل ہے اشغال و عرفاں سے وسیلہ عشق کا
عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

(۱۳)

جسکو کُل مخلوق سے ہے اُنس و لطف و آشتی
جسکی چشمِ مست میں ہمرنگ ہیں رنج و خوشی

(۱۴)

عشقِ بے پردہ میں ہی جس کا عقیدہ اُستوار
عقل و دل تفویض کر کے ہے وہ میرا جاں نثار

(۱۵)

خوف و غُصّہ، رنج و راحت سے بری ہی میرا یار
صُلح کُل ہے اُسکا مسلک وہ ہے سب میں یادگار

(۱۶)

مطمئن بے لوث قانع پاکباز و جانتمیز
زُعمِ باطل سے بری انسان ہے میرا عزیز

(۱۷)

شوق و نفرت بیم و اُمید ایک ہیں جسکے لئے
وہ دوئی سے پاک ہے اُس کی محبت ہی مجھے

(۱۸)

جس کی نظروں میں ہے یکساں دوستی اور دشمنی
گرم و سرد و شادی و غم حرمت و بیحرمتی

(۱۹)

باتوکل بے تعلق ہیچ اور تعریف سے
صابر و آزادہ رو انسان پیارا ہے مجھے

(۲۰)

آبِ حیواں میری اِس تلقین سے جسکو ملا
وہ کمالِ عشق سے محبوبِ کامل بنگیا

تصویر نمبر ۱۳ غیب و شہود

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نور و نکا نور
قلب میں علم سرگانہ اُس سے پاتا ہے ظہور

تیرھویں اَدھیّا

دربیانِ غیب و شہود

ارجُن

(۱)

علم توحید و احد ذات و صفات و جسم و جاں
اِن منازل کا نشاں بتلایئے اے مہرباں

شری بھگوان

(۲)

موردِ افعال ہونا جسم کی پہچان ہے
شاہدِ افعالِ جسمانی ہمیشہ جان ہے

(۳)

جان لے ارجُن کہ میں ہوں جان کُل اجسام کی
امتیازِ جسم و جاں میں میری ہستی ہے خفی

(۴)

اب بیاں کرتا ہوں تجھسے جان کے اعجاز کو
جسم کی نیرنگئی و خاصیّت و آغاز کو

(۵)

خوشنوا ہیں مختلف تشریح میں اس راز کی
سارے ویدک مہرشی اور فلسفی و منطقی

(۶)

پانچ عنصر پانچ اعضا دس حواس مُدرکہ
چار قوّت یعنی عقل و دل خیال و حافظہ

(۷)

شوق و نفرت رنج و راحت ہوش و غفلت اور خودی
مختصر الفاظ میں تفصیل ہے اس جسم کی

(۸)

زُہد و تقوی راست بازی صُلح جوئی انکسار
صُحبتِ انسانِ کامل ضبطِ دل صبر و قرار

(۹)

ترکِ محسوسات وخواہش پاک طینت اور حلم
مرگ پیدائش علالت اور پیری سب کا علم

(۱۰)

اقربا فرزند اور بیوی کی اُلفت چھوڑنا
جذبۂ رنج وخوشی کی ریسما کو توڑنا

(۱۱)

باندھنا میرا تصوّر عشقِ صادق سے مُدام
گوشہ گیری از خلائق ترکِ شوقِ اژدہام

(۱۲)

ظاہر و باطن کی معلومات سے بہرہ وری
علم کی تعریف ہے باقی ہے سب بیدانشی

(۱۳)

معنیٔ لفظِ احداب تجھپہ کرتا ہوں عیاں
جاننے سے جسکے ملتی ہے حیاتِ جاوداں

اوّل و آخر نہیں اُسکا کہ وہ ہے لازوال
حقّ و باطل کہہ نہیں سکتے ہیں اُسکو اہلِ حال

(۱۴)

ہر طرف گوش و سر و چشم و دہان و دست و پا
ہیں اُسی کے اور وہ ہے شش جہت میں رونما

(۱۵)

جلوہ گر احساس میں ہے خود مبرّا از حواس
باہمہ و بے ہمہ۔ باوصف و بیروں از قیاس

(۱۶)

ساکن و متحرّک و مخفی و ظاہر ہے وہ نُور
لیکن احول کو نظر آتا نہیں نزدیک و دُور

(۱۷)

وہ یگانہ ہے مگر عالم میں ہے کثرت نُما
اُسکے چہرے کی جھلک ہیں بود و ایجاد و فنا

واحد

(۱۸)

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نوروں کا نور
قلب میں علمِ سہ گانہ اُس سی پاتا ہی ظہور

(۱۹)

جسم و جان و علم کا جو تذکرہ میں نے کیا
اِسکو سُنکر میرا طالب مجھ میں پاتا ہے بقا

(۲۰)

آفرینش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات
جُملہ اوصاف اور عوارض ہیں صِفاتی کائنات

(۲۱)

فاعلیّت فعل اور فاعل ہیں تثلیثِ صفات
راحت و تکلیف کے احساس کا باعث ہے ذات

(۲۲)

سیرِ باطل دیکھنا ہے ذاتِ حق کا معجزہ
نیک و بد خلقت ہی گویا اِک صفاتی شعبدہ

(۲۳)

پیکرِ حادث میں نازل ہو کے وہ رُوحِ قدیم
نامزد ہے فاعل و مفعول۔ معلوم و علیم

(۲۴)

علم ہے جسکو حقیقت کا صفات و ذات کی
باہمہ اوصاف وہ ہے آفرینش سے بری

(۲۵)

اہلِ باطن کو میسّر ذات کا دیدار ہے
علم اور اعمال کا ثمرہ وصالِ یار ہے

(۲۶)

یادِ خالق سے ہمیشہ جسکا دل باکار ہے
بالیقیں بحرِ اجل سے اُسکا بیڑا پار ہے

(۲۷)

بیس و با ہوش مخلوقات میں اے نیک فال
آشکارا ہے مساوی جسم و جاں کا اتّصال

(۲۸)

اہلِ عرفاں کی نظر میں ایک ذاتِ کبریا
سب کے باطن میں مُنوّر ہے مُبرّا از فنا

(۲۹)

عالمِ کثرت میں وحدت جسکو آتی ہے نظر
جاگزیں ہوتا ہے وہ صدق و صفا کے بام پر

(۳۰)

اپنے سب افعال کو جو مانتا ہے فطرتی
آپ کو اُنسے مُبرّا مردِ کامل ہے وُہی

(۳۱)

نقطۂ وحدت میں کثرت کو گھٹا کر دیکھنا
جاننا واحد کو سب میں ہے طریقہ وصل کا

(۳۲)

جان ہے بے ابتدا بے انتہا اور بے زوال
اُسکی یکرنگی میں ہے فعلوں کی آمیزش محال

(۳۳)

جُملہ اشیاء میں خلاساری ہے آغشتہ نہیں
جان کُل اجسام پر حاوی ہے آغشتہ نہیں

(۳۴)

ایک سورج ڈالتا ہے جیسے سب پر روشنی
جانِ واحد ڈالتی ہے سب کے اندر روشنی

(۳۵)

دیکھ لیتا ہے جو چشمِ دل سے جسم و جاں کا حال
معرفت کی راہ سے پاتا ہے وہ جائے کمال

تصویر نمبر ۱۴

نظامِ قُدرت

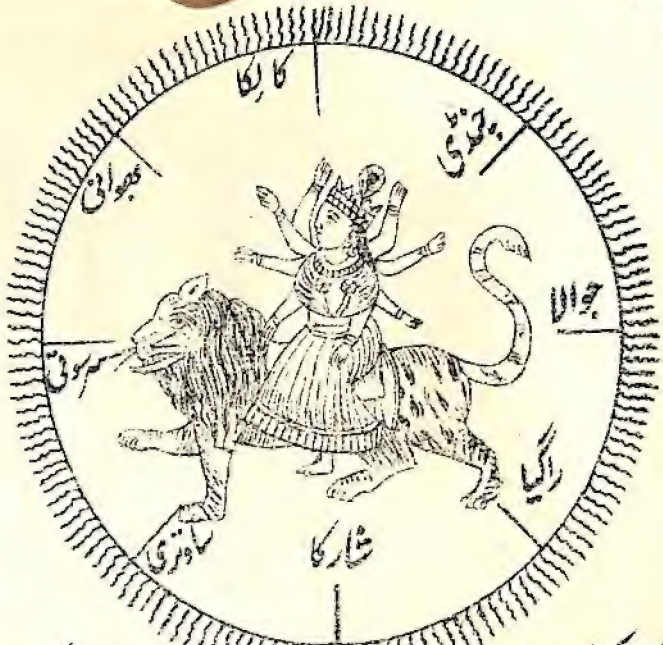

اپنی قُدرت کے شکم کو بارور کرتا ہوں جب
ساری موجُودات کی بالیدگی ہوتی ہے تب

چودھویں آدھیا

دربیانِ نظامِ قدرت

(۱)

میں وہ رازِ سرمدی پھر تجھپہ کرتا ہوں عیاں
عارفوں نے جس سے پایا ہی فرازِ لامکاں

(۲)

جن کی قسمت میں ہی اُسکے فیض سے میرا وصال
گردشِ بود و فنا میں اُنکا آنا ہے مُحال

(۳)

اپنی قدرت کے شکم کو بارور کرتا ہوں جب
ساری موجودات کی بالیدگی ہوتی ہی تب

(۴)

جتنی اشیا ہر طرح کی تجھکو آتی ہیں نظر
قدرت اُنکی ماں ہی اور میں باپ ہوں اے نامور

(۵)

ہیں سہ گانہ علم و شوق و جہل کی خاصیّتیں
روحِ ناجی کو جو کرتی ہیں مُقیّد جسم میں

(۶)

دل کے آئینہ میں جب نورِ ازل ہو جلوہ گر
دانش و تسکیں کی صُورت صاف آتی ہے نظر

(۷)

اے دلاور یاد رکھ حرص و ہوائے دلربا
ڈالتی ہیں علم کی گردن میں ہار اعمال کا

(۸)

جس گھڑی جہلِ مُرکّب کا اثر ہو عقل پر
نیند سُستی اور عیّاشی میں رہتا ہے بشر

(۹)

علم سے آرام ہے اعمال میں تکلیف ہے
غافل و بدمست کرنا جہل کی تعریف ہے

(۱۰)

علم و شوق و جہل میں ہے امتزاجِ باہمی
ایک کی بیشی سے باقی دو میں ہوتی ہے کمی

(۱۱)

شہرِ تن کے سارے دروازوں پہ جب ہو روشنی
تو سمجھنی چاہیے اُس میں حکومت علم کی

(۱۲)

آرزو تدبیر کوشش بیقراری اور اُمنگ
شوق کی حالت میں دکھلاتی ہیں اپنا رنگ

(۱۳)

کاہلی و بیوقوفی۔ حسرت و دیوانگی
جہل کی شدّت سے پیدا ہیں ان جذبات کی

(۱۴)

تن سے جو رُخصت طلب ہوتے ہیں فرطِ علم میں
عارفوں کی منزلِ کمیاب ملتی ہے اُنہیں

(۱۵)

خانۂ عامل میں پیدا لیش ہے اُلفت کا مآل
جہل کے غلبہ میں رحلت کا نتیجہ ہے زوال

(۱۶)

نیک اعمالی کا ثمرہ روشنیٔ طبع ہے
رنج کا موجب معیشت جہل کا بدوضع ہے

(۱۷)

علم کا میوہ سکوں ہے شوق کا حرص و ہوا
تیرگی مستی و غفلت ہیں ضمیمہ جہل کا

(۱۸)

منزلِ عرفاں ہے بالا جائے طاعت درمیاں
جہل و بدکاری کے درجہ میں ہیں ذلت اور زیاں

(۱۹)

جسکی نظروں میں ہو کُل مخلوق اعجازِ صفات
ذات سب سے پاک و برتر اُسکو حاصل ہے نجات

(۲۰)

ضعف و بیماری و مرگ و زلیست سے بے واسطہ
تارکِ اوصاف کی قسمت میں ہے آبِ بقا

ارجن

(۲۱)

تارکِ الدُّنیا کا کیسا جادۂ اخلاق ہے
کس طرح اُسکا حسابِ زندگی بیباق ہے

شری بھگوان

(۲۲)

علم و شوق و جہل کے حملونسے جو ڈرتا نہیں
اور اِن سب سے جدائی کا الم کرتا نہیں

(۲۳)

عالمِ حادث میں جسکو ہے سکوُن دائمی
جو صفاتی دور سے جنبش نہیں کھاتا کبھی

(۲۴)

راحت و کلفت میں جسکی عقل رہتی ہے بجا
جس کی نظروں میں ہے یکساں آہن و سنگ و طلا

بے تعلق ہے جو اپنی ہجو اور تعریف سے
کامیابی اور ناکامی مساوی ہے جسے

(۲۵)

پاک ہے جو شوق و نفرت عزّت و توہین سے
تارکِ فعل و صفت اُسکو سمجھنا چاہیئے

(۲۶)

عشقِ صادق سے جو مجھپر جان کرتا ہے نثار
اُسکی حق تک ہے رسائی قلزم باطل کے پار

(۲۷)

ظُلمتِ ہر دو جہاں میں جلوہ گر ہے میرا نور
مظہرِ قانون قدرت منبعِ علم و سُرور

تصویر نمبر ۱۵

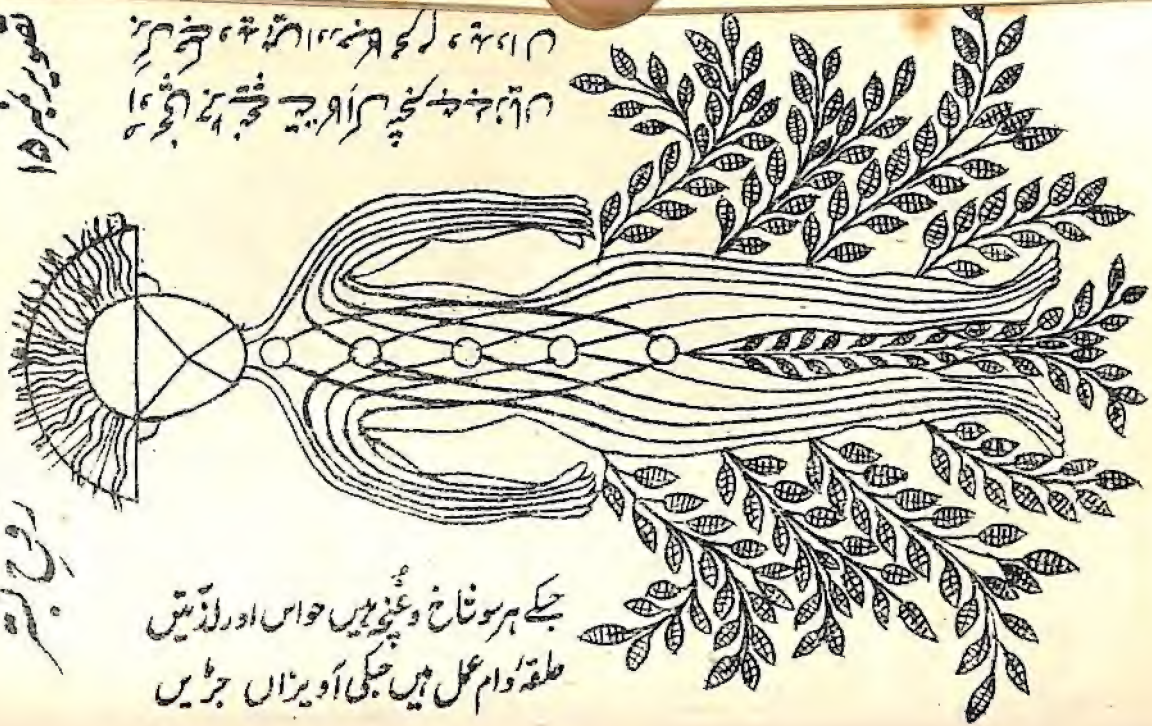

روحِ بشر

جسکے ہر سو شاخ و غنچے ہیں حواس اور لذتیں
حلقۂ دام عمل ہیں جسکی آویزاں جڑیں

پندرھویں آدھیّا

در بیانِ روحِ بشر

(۱)

اونچے جڑ نیچے تنے کا اک شجر ہے بے زیاں
برگ جسکے وید ہیں اور جسکا محرم وید داں

(۲)

جسکے ہر سو شاخ و غُنچہ ہیں خواص اور لذّتیں
حلقۂ دامِ عمل ہیں جسکی آویزاں جڑیں

(۳)

سمت و صورت اوّل و آخر نہیں آتے نظر
تیشۂ عرفاں سے اِسکی سخت جڑ کو کاٹکر

(۴)

طالب اُس منزل کو ڈھونڈے جسمیں واجب ہے قیام
وصل ہو اُس اصل میں سے، فرع کا جس سے نظام

(۵)

جنکا دل ہے خود نمائی جہل و اُلفت سے بری
شوقِ باطل چھوڑ کر جنکی لگن حق سے لگی
دُور ہو جاتا ہی جب تکلیف و راحت کا خیال
ایسے مرتاضوں کو ملتا ہے عروجِ بیزوال

(۶)

آتش و شمس و قمر کی روشنی اُسجا نہیں
جو مری منزل پہ پہنچا وہ کبھی لوٹا نہیں

(۷)

ایک ذرّہ میری ہستی کا ہی جاندار و نکی جاں
میری قُدرت ہی جو اس خمسہ و دل سے عیاں

(۸)

کالبُد سے رُوح جب ہوتی ہی واصل یا جُدا
ساتھ لیجاتی ہے اپنے جیسی نکہت کو صبا

(۹)

گوش و چشم و لمس و بینی و زباں کی قوّتیں
لیتی ہے دل کے وسیلہ سے نفس کی لذّتیں

(۱۰)

آمد و شُد درک و معقُولات سے ارواح کی
باخبر مردِ ذکی ہے بے خبر مردِ غبی

(۱۱)

اہلِ دل کوشش سے خود میں دیکھ لیتے ہیں اُسے
شاغلانِ بیخبر محرُوم ہیں دیدار سے

(۱۲)

مہرِ عالمتاب اِک جلوہ ہے میرے نُور کا
ماہ میں اور شُعلۂ آتش میں ہے میری ضیا

(۱۳)

میری طاقت سے جماداتی طبق کا ہے قیام
عرق نیکر ہے نباتاتی طراوت میرا کام

(۱۴)

جسمِ حیوانی میں رہتا ہوں حرارت کی طرح
ہضم کرتا ہوں غذا معدے کی قوّت کیطرح

(۱۵)

سب کے باطن میں ہے مجھسے عقل و سہو و حافظہ
میں ہی ہوں تثلیثِ علمی اور اُسکا خاتمہ

(۱۶)

عالمِ امکاں میں دو جلوے ہیں حادث اور قدیم
ساری موجودات فانی ہے مگر باقی علیم

(۱۷)

نُورِ جاں بے لوث ہے ان دونوں مفروضات سے
نامرد ہے قادرِ مطلق وہ مقبوضات سے

(۱۸)

فانی و باقی کی معلومات سے بالا ہوں میں
اسلیئے دیر و حرم میں پاک اور یکتا ہوں میں

(۱۹)
مجھکو ایسا جان لیتا ہے جو مردِ ہوشیار
علم اُسکا ہے مکمّل وہ ہے میرا جاں نثار

(۲۰)
اب تجھے میں نے بتائے ہیں جو اسرارِ ازل
اُنکو ارجن جان لے علم و عمل کا ماحصل

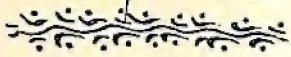

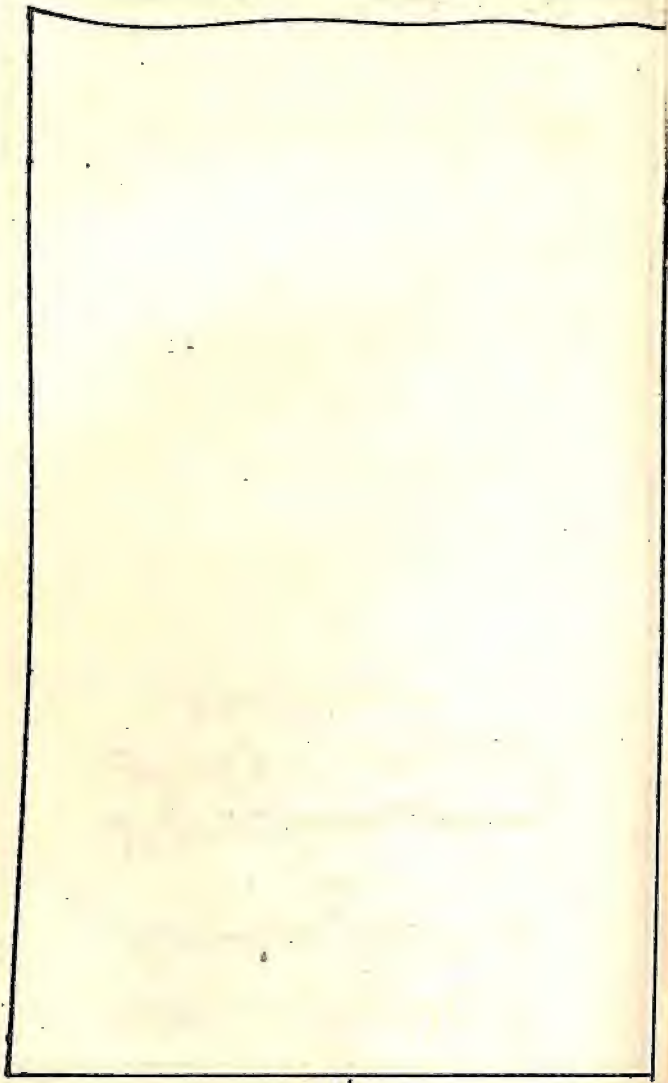

تصویر نمبر ۱۶ عقُول

اے دلاور عقل سے پہچان لے امر و نہی
پیروی واجب ہے تجھکو شرع کے احکام کی

سولھویں اَدھیّا

دربیانِ عقُول

(۱)

شوقِ ذکر و فکر۔ بیخوفی۔ صفائے باطنی
زُہد و ضبط و فیضِ تعلیم و ریاضِ سادگی

(۲)

صبر۔ سچّائی۔ بھلائی خواہی۔ رضا۔ ترکِ خودی
رحم استغنا سکُوں حلم و حیا۔ سنجیدگی

(۳)

ہمّت و صلح و شرافت شان و عفوِ انکسار
نیک انسانوں کے یہ اوصاف ہیں اے نامدار

(۴)

مکر، غُصّہ، خود پسندی، جہل، بیرحمی، غُرور
ایسی خصلت کا بُرے لوگو نہیں ہوتا ہی ظہور

(۵)

مغفرت کی راہ نیکی ہے تنزّل کی بدی
شُکر کر ارجُن کہ نیکو نہیں ہے پیدائش تری

(۶)

آدمی دُنیا میں ہیں نیک اور بد دو قسم کے
ذکر اُن کا ہو چکا اب حال اُنکا جان لے

(۷)

مردمانِ بد نہیں پہچانتے امر و نہی
اُن کے دِل سے دُور رہتی ہیں صفاور استی

(۸)

وہ بتاتے ہیں کہ کوئی صانعِ عالم نہیں
مالکِ کون و مکاں موہوم ہے ثابت نہیں

(۹)

امتزاجِ مادّی سے جملہ پیدائش ہوئی
علّت و معلول سے قسموں میں افزائش ہوئی
دشمنِ ایمان و جاں ہیں جنکا ایسا ہی خیال
ایسے بد باطن سیہ کاری سے پاتے ہیں زوال

(۱۰)

ہو کے وہ ماؤ منی مکر و تکبّر کے غلام
جہل کے ناپاک جذبو نسے لیا کرتے ہیں کام

(۱۱)

مرتے دم تک فکرِ بے معنی میں رہکر مبتلا
حظّ نفسانی سے پُر کرتے ہیں کاسہ عُمر کا

(۱۲)

مُرغِ دل جب دام میں آتا ہے محسوسات کے
پھڑ پھڑاتا ہی پروں کو دانۂ زر کے لئے

(۱۳)

ہو چکا وہ کام اب یہ کام کرنا ہے ہمیں
اپنی دولت ہو گی آئندہ بھی اپنے ہاتھ میں

(۱۴)

ہم حریفوں کو نچھوڑینگے کرینگے پائمال
ہمکو حاصل ہے حکومت عیش طاقت اور کمال

(۱۵)

سب سے اعلےٰ ہے ہمارا مرتبہ اور خاندان
زر کا سارا کھیل ہے یہ جنکے دلمیں ہے گمان

(۱۶)

نفس کے قابو میں جنکا قلبِ مضطر آگیا
اُنکو ملتی ہے جہنم میں گناہوں کی سزا

(۱۷)

سنگدل مغرور اور مدہوش مال و جاہ سے
پارسائی کا جو دم بھرتے ہیں شہرت کے لئے

(۱۸)

عُجب و جوشِ نوجوانی جنکے دل میں ہو بھرا
شوق غُصّہ اور نخوت نے جنھیں اندھا کیا
اپنی نادانی سے جو آزار دیتے ہیں مجھے
سارے عالم میں مرا جلوہ نہیں پہچانتے

(۱۹)

دکھ دینا والا
ایسے مُوذی بدچلن ظالم ذلیل اشخاص کا
نسلِ شیطانی میں ہوتا ہے تنزّل بارہا

(۲۰)

جہل و بدکاری سے جنکی زندگی تاریک ہو
اُن رذیلوں کے لئے تزحیک ہی تزحیک ہو
خلت

(۲۱)

شوق خواہش اور غضب دوزخ کے دروازے ہیں تین
اُنسے اپنا دل ہٹا وہ دل کو لیجاتے ہیں چھین

(۲۲)

جہل و بدکاری سے پھر جاتی جب دلکی نظر
منزلِ مقصود تک ہوتا ہے نیکوں کا گذر

(۲۳)

گر گیا اخلاق کی معیار سے جن کا خیال
اُن کی قسمت میں نہیں عرفان راحت اور وصال

(۲۴)

اے دلاور عقل سے پہچان لے امر و نہی
پیروی واجب ہے تجھکو شرع کے احکام کی

تصویر نمبر ۱۷

نقوش

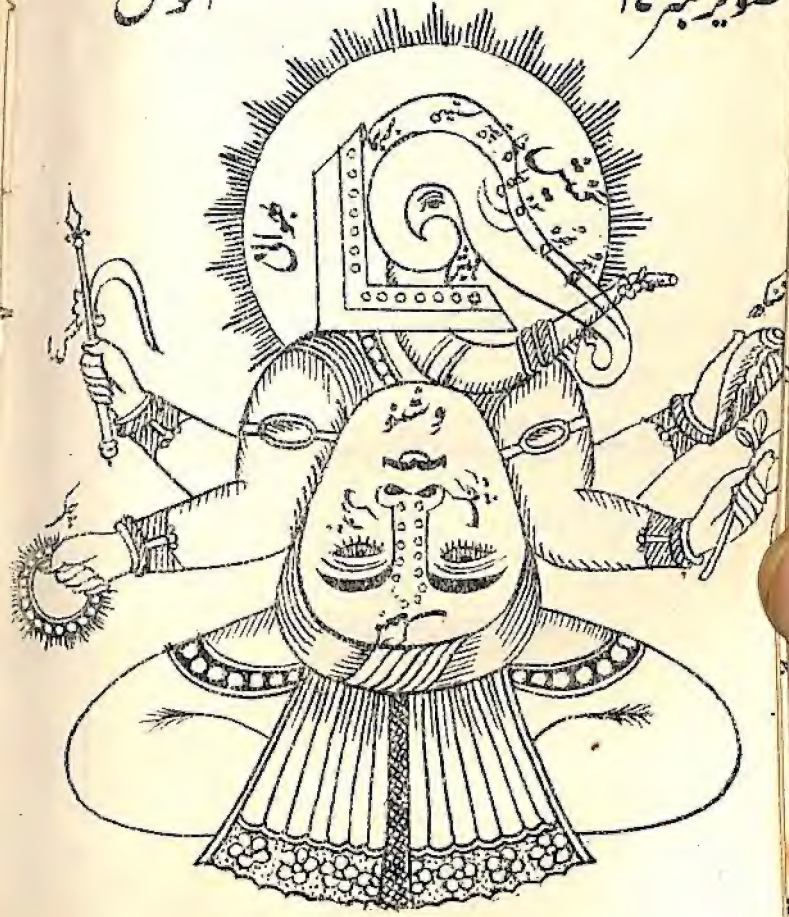

جان لے ارجن کہ انسان میں سہ گانہ اعتقاد
علم و شوق و جہل کی ترکیب سے ہے طبعزاد

قابلیت کے برابر فکر ہے ہر شخص کی
فکر جزو بشریت ہے فکر راز زندگی

سترھویں ادھیّا

دربیانِ نفوس

سوالِ ارجُن

(۱)

جو ارادتمند حکمِ شرع سے ہی منحرف
شوق و علم و جہل سے وہ کسطرح ہی متصف

جوابِ شری بھگوان

(۲)

جان لے ارجُن کہ انساں میں سہ گانہ اعتقاد
شوق و علم و جہل کی ترکیب سے ہی طبعزاد

(۳)

قابلیّت کے مطابق فکر ہے ہر شخص کی
فکر جزوِ لاینفک ہے فکر رازِ زندگی

(۴)

دیوتاؤں کی پرستش ہے طریقِ عالماں
راکشس اور یکش کا پوجن ہے طرزِ عاملاں
چشم دل پر جنکی پڑ جاتا ہے پردہ جہل کا
پوجتے پھرتے ہیں بھوت اور پریت کو وہ جا بجا

(۵)

جنکے ایذادہ مشاغل شرع میں معیوب ہیں
مگر نخوت حرص اور خواہش سے جو مغلوب ہیں

(۶)

وہ مجھے آزار پہنچاتے ہیں اپنے قلب میں
جسم کو تکلیف دیکر جان تے شیطاں انہیں

(۷)

ہیں سہ گانہ زہد و اعمال و سخاوت اور غذا
اب بیاں کرتا ہوں جنکو شوق ہے جس قسم کا

(۸)

جس کی خاصیّت ہو ایزادیٔ نسل و زندگی
تندرستی ۔ زورِ جسمانی ۔ طمانیّت خوشی
جسکو کہتے ہیں مقوّی و مفرح سردو تر
عقلمندوں کو بہت مرغوب ہے وہ ماحضر

(۹)

جو غذا ہو گرم گھی میں خشک کر دی چرپری
جس میں ہو سوزش کی خاصیّت نمک کی زیادتی
نقصِ صحت رنج اور تکلیف ہو جس کا اثر
رال ٹپکاتے ہیں اہلِ شوق ایسی چاٹ پر

(۱۰)

جھوٹی بد بودار باسی بدمزہ ناخوردنی
ایسا کھانا بیطرح کھاتے ہیں جاہل آدمی

(۱۱)

فرض کی تکمیل بے بیم و رجا باقاعدہ
جان لے ارجن اسے اہلِ خرد کا مشغلہ

(۱۲)

جو کیا جاتا ہے چالاکی سے مطلب کے لئے
اہلِ دُنیا کا عمل اُس کو سمجھنا چاہیئے

(۱۳)

بے تواضع بے قرات بے شوق اور بقاعدہ
بے صلہ اشغال میں احمق کو آتا ہے مزہ

(۱۴)

دیوتا برہمن گرُو اور پنڈتوں کو پوجنا
خوب پاک و صاف رکھنا اپنے کُل اعصاب کا
حالتِ تجرید میں رہنا مظالم سے بری
میں نے ارجن زُہد جسمانی کی یہ تفسیر کی

(۱۵)

راست شیریں مصلحت آمیز و پاکیزہ کلام
عالمانہ تذکرہ زُہدِ زبانی ہے تمام

(۱۶)

ترکِ محسوسات اطمینان یکسوئی سُرور
راستبازی وصفا ہیں زُہد قلبی کا ظہور

(۱۷)

جذبِ کامل ہو نتیجہ کی غرض جس میں نہو
فوقیت دیتے ہیں دانشمند ایسے زُہد کو

(۱۸)

جس کا مقصد ہو نُمایش عزّت و نام آوری
بے حقیقت اور باطل ہے وہ زُہدِ دُنیوی

(۱۹)

احمقوں کے زُہد کی پہچان ہے دیوانگی
خود کو تکلیفات دیکر غیر کی ایذا دہی

(۲۰)

فرضِ منصب جانکر خواہش صلہ کی چھوڑکر
واجب و معقول مسکن اور موزوں وقت پر

مستحق اشخاص کو خیرات کرتا ہے جو زر
عارفانہ ہے سخاوت کیطرف اُسکی نظر

(۲۱)

جب ہو باطن میں مُحرّک آرزو پاداش کی
اور مجبُوری تو یہ خیرات سمجھو دُنیوی

(۲۲)

جب مُخیّر کو نہو وقت اور موقع کا خیال
جس سے پُورا ہو کسی بد وضع انساں کا سوال
کام پڑتا ہو جہاں توہین اور تضحیک سے
ایسی بخشش کا تعلّق ہے دلِ تاریک سے

(۲۳)

آوم تت ست ذاتِ واحد کا سہ لفظی نام ہے
علم وشوق وفعل کی تعبیر اُسکا کام ہے

(۲۴)

جس گھڑی ہو زُہد و خیرات وعمل کی ابتدا
آوم کہتے ہیں خلوصِ دل سے اربابِ صفا

(۲۵)

طالبانِ مغفرت بواسطہ پاداش سے
اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تت کہتے ہوئے

(۲۶)

اے دلاور لفظِ ست ہی مظہرِ شانِ بقا
عالمِ فانی میں ساری نیکیوں کا رہنما

(۲۷)

زُہد و خیرات و عمل کی باصداقت پیروی
عالمِ باطل میں ہے تعمیلِ حق کے حکم کی

(۲۸)

زُہد و خیرات و پرستش اور نیک اعمال کو
جنہیں عامل کا عقیدہ راسخ و کامل ہو
اور جو بے سود ہیں دُنیا و عُقبیٰ کیلئے
دُی خرد منسوب کرتے ہیں ست کر لفظ سے

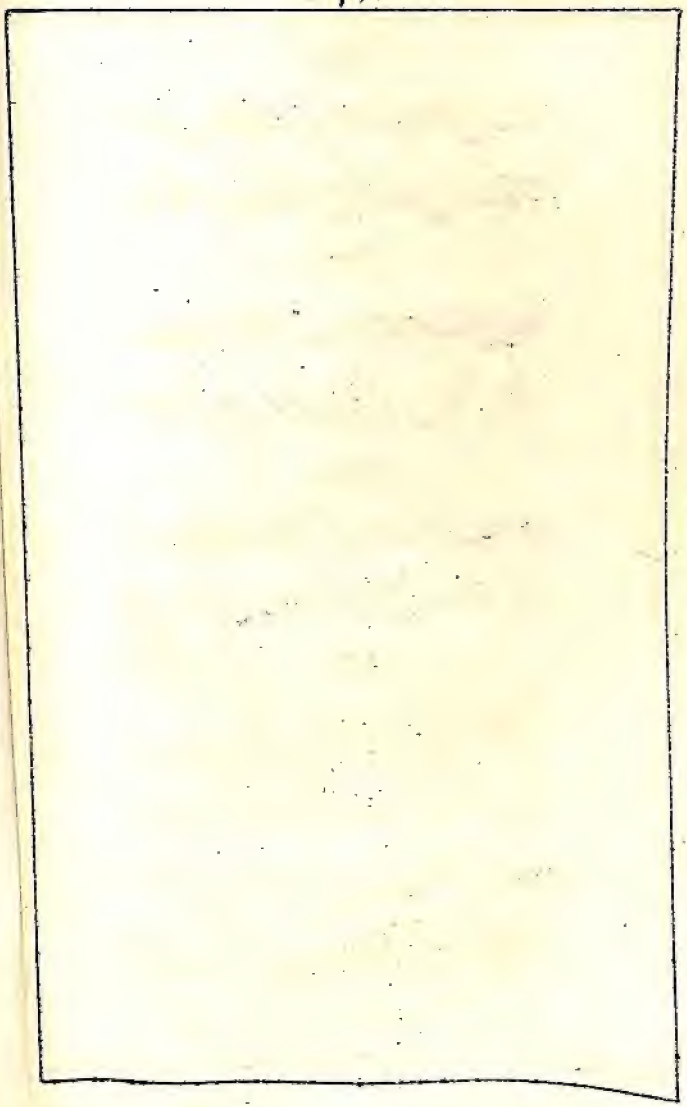

تصویر نمبر ۱۸

بندو سنجات

فاعلیت کا مٹانا تارکو نکی راہ ہے

اجر سے دلکو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

اٹھارھویں اَدھیّا

دربیانِ بندو نجات

سوالِ ارجُن

(۱)

ترک و ترکِ ترک کے معنی عیاں فرمائیے
مجھسے ان دونوں منازل کا بیاں فرمائیے

جوابِ شری بھگوان

(۲)

فاعلیّت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے
اجر سے دل کو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

(۳)

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی رجحاب
اس لئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب

زُہد خیرات اور نیکی کو فرائض جانکر
بعض علما زور دیتے ہیں ادائے فرض پر

(۴)

جادۂ سالک مرے نزدیک ہے دونوں میں فرد
اِسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے نیک مرد

(۵)

زُہد و تقویٰ بخشش و اعمالِ نیک بے ریا
عاملوں کے قلب کو دیتے ہیں نورانی ضیا
اسلئے اُنکا کرنا ہے سراسر نا روا
بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے انسان کا

(۶)

دُور کرکے ثمرۂ اعمال کا شوقِ دلی
فرض کی تکمیل ہے میری سمجھ میں لازمی

(۷)

نامناسب ہے ادائے فرض سے مُنہ موڑنا
فعلِ بے معنی ہے نادانی سے اُسکا چھوڑنا

(۸)

تارکُ الدُّنیا ہے جو آسایش تن کے لئے
ترکِ با مقصد سے کچھ حاصل نہیں ہوگا اُسے

(۹)

دِل سے افعال و نتائج کا تعلّق توڑ کر
فرض کی تکمیل اصلی ترک ہے اے نامور

(۱۰)

تارکِ ساکن دل و رد شنضمیر و با یقیں
نیک و بد سے دوستی اور دُشمنی رکھتا نہیں

(۱۱)

کون ہو سکتا ہے دُنیا کے مشاغل سے بری
ترک کی خواہش صلہ کی جسنے تارک ہی وہی

(۱۲)

نیک بد اور نیک و بد اِن تین قسمونکا ثمر
سب کی قسمت میں لکھا ہی عارفونکو چھوڑکر

(۱۳)

اے دلاور پانچ باعث ہیں صدورِ فعل کے
لازمی جنکو بتایا علمِ معقولات نے

(۱۴)

امتزاجِ مادّی و انفرادِ عنصری
اختلافِ ظرف و آلہ نیز پندارِ خودی

(۱۵)

دل زبان و تن سے جن فعلونکا ہوتا ہی ظہور
خواہ نیک و خواہ بد یہ اُنکے باعث ہیں ضرور

(۱۶)

ذات کو باعث جو کم فہمی سے دیتا ہی قرار
ایسے مردِ تیرہ دل کا احمقوں میں ہے شمار

(۱۷)

شخصیت کو ترک کر دیتا ہے جو درشت ضمیر
حلقۂ دُنیا میں رہتے بھی نہیں اُسمیں اسیر

(۱۸)

علم کی تثلیث سے اعمال پاتے ہیں ظہور
فعل کی تثلیث میں محدود ہے اُنکا صدور

(۱۹)

عامل و علم و عمل تینوں کی تین اقسام کا
مجھسے سُن لے تذکرہ جو اہلِ دانش نے کیا

(۲۰)

کثرتِ باطل میں جس سے وحدتِ حق ہو عیاں
قلبِ صافی میں رہا کرتا ہے وہ رازِ نہاں

(۲۱)

مُنکشف جس علم سے ہو کثرتِ روح و جسد
اُسکا مرکز قلبِ مُضطر کو سمجھنا چاہیئے

(۲۲)

جُز و میں کُل کو مُقیّد مان لینا بے دلیل
خاصّہ اُس علم کا ہے جو ہے ناچیز و ذلیل

(۲۳)

دُور کر کے دِل سے پندارِ خودی بیم و رجا امید
محرمانِ ذات اعلیٰ فرض کرتے ہیں ادا

(۲۴)

جسمیں بہبُودی سمجھکر آرزومند آدمی
شوق سے کرتے ہیں محنت ہے وہ کارِ دنیوی

(۲۵)

جس سے پیدا ہو خرابی زُعم ایذا و زیاں مزہ گھمنڈ
ایسا ادنیٰ کام کرنا ہے طریقِ جاہلاں

(۲۶)

عارفِ بافیض اپنا فرض کرتا ہے ادا
ہو کے بے بیم و رجا اور وقفِ تسلیم و رضا

(۲۷)

دُنیوی عامل ہے کم بین و پرستارِ خودی
بیحیا حاسد حریص و تابعِ رنج و خوشی

(۲۸)

عاملِ ادنےٰ ہے جاہل بدتمیز و بے ہُنر
سُست رو نی شکل، ضدّی، شر پسند و کینہ ور

(۲۹)

عقل و استقلال کے تینوں مدارِج (درجات) کا بیاں
حسبِ تقسیم صفاتی اسطرح ہے اے جواں

(۳۰)

آشکارا جس سے ہوں بندو نجات امر و نہی
وصل و فصل و ترک و اخذ اعلیٰ ہی وہ فرزانگی

(۳۱)

حقّ و باطل نیک و بد کو جو نہیں پہچانتی (جھوٹ)
درجۂ اوسط کی کہلاتی ہے وہ دانشوری

(۳۲)

حق کو باطل جاننا جھوٹے کو سچّا ماننا
خاصّہ ہے اے دلا ور سب سے کمتر عقل کا

(۳۳)

ضبطِ دل ضبطِ نفس ضبطِ حواسِ ظاہری
ہیں یہ اعلےٰ برکتیں لاجنب استقلال کی

(۳۴)

باغرض ہے وہ ارادت جس سے کوئی خود پسند
دین و دُنیا عیش و عشرت کے لئے ہو کاربند

(۳۵)

خوف و خطرہ رنج و کُلفت غفلت و بیہودگی
راتدن اِنکی غُلامی ہے دلیل بُزدلی

(۳۶)

مجھسے اب سُن لے سہ گانہ راحتو نکا تذکرہ
شغل سے ہوتا ہے جنمیں کاہشو نکا خاتمہ

زوال

(۳۷)

جو شروع میں زہر سا آخر میں ہو آبحیات
سب سے درجہ میں بڑا ہے وہ سُرورِ علمِ ذات

(۳۸)

نفس کو محسوس ہوا وّل جو آبِ زندگی
آخرت میں زہرِ قاتل ہے وہ لُطفِ دنیوی

(۳۹)

عیش و عشرت خواب و خور بیدانشی و کاہلی
جس سے پیدا ہوں وہ آسائش ہے ادنیٰ قسم کی

(۴۰)

کون ہے ارض و سما اور عالمِ ملکوت میں
کارکُن جسمیں نہیں تینوں صِفاتی قوتیں

(۴۱)

برہمن چھتری و ویش و شُدر کے افعال میں
قاعدہ سے رُونما ہیں مُختلف خاصّیتیں

(۴۲)

ضبطِ نفس و دل صفا و زہد۔ صدق و انکسار
علمِ ظاہر عشقِ باطن ہے برہمن کا شعار

(۴۳)

شانِ استقلال بخوفی شجاعت زیر کی
فیض اور فرمانروای ہے صفاتِ چہتری

(۴۴)

گلّہ بانی کھیتی اور بیوپار ہے ویشو نکا فرض
خدمت و فرمانبری ان سبکی ہے شُودرونکا فرض

(۴۵)

سب کو ملتا ہے ادائے فرض سے اوجِ کمال
جس طریقت کے بموجب میں سُناتا ہوں وہ حال

(۴۶)

جس سے پیدائش ہے سبکی سب میں ہے جسکا جمال
اُسکی طاعت کے بجا لانے میں ہے کسبِ کمال

(۴۷)

کار بیجا پر ادائے فرض کو ہے برتری
پیروِ احکام قدرت ہے گناہوں سے بری

(۴۸)

فرض گو ادنی ہو نا واجب ہی اُسکا چھوڑنا
لازم و ملزُوم ہیں نار و دُخان فعل و جزا

(۴۹)

بے طمع روشن دل و آزادہ رو ہی جو بشر
جاگزیں ہوتا ہے ترکِ ترک کی معراج پر

(۵۰)

ذات میں ہوتا ہی جیسے مردِ کامل کا وصال
مُجملاً علم حقیقت کا بتاتا ہوں وہ حال

(۵۱)

عقل کو دیکر جلا۔ کوشش سے دلکو تھام کر
شوق و نفرت چھوڑ کر قادر ہے جو احساس پر

(۵۲)

جسکا شیوہ یادِ حق ہے دل زبان و جسم سے
اعتدال و سادگی وجہِ مسرّت ہے جسے

(۵۳)

زُعم انانیت تکبّر حرص غُصّہ خواہشات
رفع ہوتے ہی سکوں میں اُسکو ملتی ہے نجات

(۵۴)

دُور رہیں جس قلب سے نُوعِ خودی بیم و رجا
غیریت سے پاک مسکن ہے وہ میرے عشق کا

(۵۵)

قلب صافی میں نظر آتا ہے جب میرا جمال
عشق کر دیتا ہے مجھ میں میرے طالب کا وصال

(۵۶)

میرا بندہ کار و بارِ دُنیوی کرتا ہُوا
میری رحمت سے ہے رہبر و منزل جاوید کا

(۵۷)

عشق و عرفاں کے وسیلہ سے تمام اغیار کا
ذرّہ در مجھکو بنا کر مجھ میں اپنا دل لگا

(۵۸)

اُس بشر کی دل سے جو میرا تصوّر باندھ لے
مُشکلات آسان ہو جائینگی میرے فضل سے
جو تو میری اس نصیحت پر ہو گا کاربند
اپنی نخوت سے فنا ہو جائیگا اے ہوشمند

(۵۹)

میں نہیں لڑنے کا ایسا عزمِ باطل چھوڑ دے
خاصہ تیری طبیعت کا لڑائے گا تجھے

(۶۰)

تیری ناقص فہم کو جو فعلِ نامنظور ہے
اُس کے کرنے کے لئے فطرت سی تو مجبور ہے

(۶۱)

قادرِ مطلق ہے کل جسموں کے اندر جلوہ گر
سب کو حکمت سے پھراتا ہے صفاتی چرخ پر

(۶۲)

اے دلاور ہر نفس میں لے اُسی کا آسرا
مرکزِ تسکین و استغنا تجھے مِل جائے گا

(۶۳)

آشکارا کر دئے میں نے جو اسرارِ خفی
اِنسے واقف ہو کے اب کر جیسی مرضی ہو تری

(۶۴)

اے عزیزِ من تری مشکل کشائی کے لئے
رازِ سربستہ مکرّر کہہ سُناتا ہوں تجھے

(۶۵)

میری خاطر کر ریاضت مجھمیں اپنا دل لگا
میرے پیارے مجھکو دے تعظیم مجھپر ہو فدا
تجھسے میں کرتا ہوں وعدہ اِسکو سچّا جان لے
بہرہ ور ہوگا تو آخر کار میرے وصل سے

۶۶

فکرِ باطل سے گذر کر سایۂ رحمت میں آ
بخشدوں گا تجھکو میرے قول پر ایمان لا

۶۷

زُہد و ایماں شوق و دانش سے نہو جو بہرہ ور
نارواہے انکشافِ رازِ ایسے شخص پر

۶۸

میرے طالب کو رموزِ عشق جو بتلائیگا
میرے صادق عشق سے بیشک مجھے وہ پائیگا

۶۹

مجھسے بڑھکر حدِّ امکاں میں نہیں اُسکا عزیز
اُس سے بڑھکر نوعِ انساں میں نہیں میرا عزیز

۷۰

ذوق رکھتا ہے اِس اعجازِ بیاں سے جو بشر
بخشتا ہوں میں اُسے علمی ریاضت کا ثمر

۷۱

شوق سے اس مخزنِ اسرار کو جس نے سنا
عالمِ قدسی کو وہ آزاد ہو کر جائے گا

۷۲

کیا مری تقریر گوشِ ہوش سے تو نے سنی
ہٹ گیا کیا ترے دل سے پردۂ وہم خودی

ارجن

۷۳

آپکی برکت سے میری عقل روشن ہو گئی
میں نے کامل طور پر اپنی حقیقت جان لی
مجھکو اطمینان و استقلال حاصل ہو گیا
بے تامل آپ کا ارشاد لاؤں گا بجا

قول سنیے

لائقِ تعظیم گیتی سے پسر اور کرشن کی
یہ عجیب و روح افزا گفتگو میں نے سنی

۷۵

جس حقیقت کو دکھایا اِک نظر میں کرِشن نے
مُنکشف مجھپر ہوئی وہ ویاس کے اعلان سے

۷۶

ایسی دِلکش گُفتگو پر بانڈوا اور کرِشن کی
یاد کرنے سے مجھے ہر بار ہوتی ہے خوشی

۷۷

کرِشن کے اُس جلوۂ کثرت نُما کی یاد سے
دمبدم ہوتی ہے فرحت اور حیرانی مجھے

۷۸

باکرامت کرِشن و تیرانداز ارجُن ہیں جہاں
بالیقیں اِقبال و دولت عدل و نُصرت ہیں وہاں

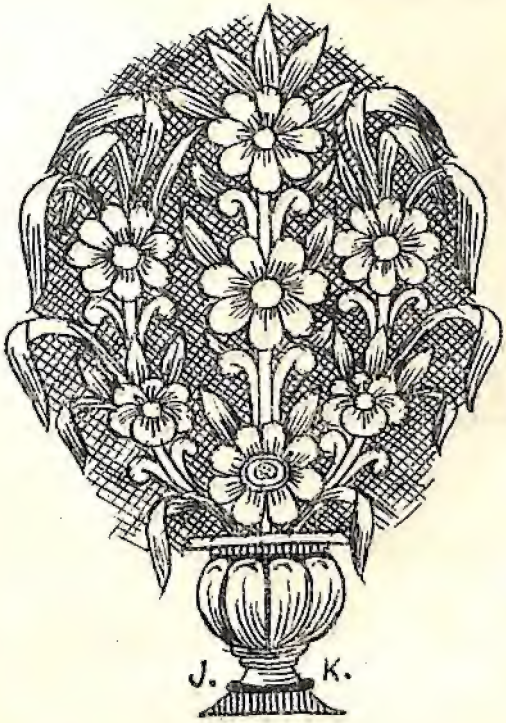
J. K.

بھگوت گیتا کا دستورُ العمل

طالبانِ حق ذرا دلمیں سوچیں کہ حیاتِ انسانی کے کیا معنی ہیں۔ یہ جسم کہاں سے کیونکر اور کس لئے پیدا ہوا ہے اور اُس کا عالم بیرونی سے کیا تعلّق ہے۔ اور وہ کب تک رہ سکتا ہے اور اُس کا انجام کیا ہوگا۔ دُنیا میں انسان کی پیدائش اس واسطے نہیں ہوئی ہے کہ وہ مثل دیگر جانداروں کے اپنی نفسانی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اسی جدوجہد میں ساری عمر گذار کر قالبِ عنصری ترک کردے ویدشاستر اور عارفوں نے اِن عُقدوں کا حل کرلینا زندگی کا ماحصل بتایا ہے اور ان کے حل کرنیکی بالاتفاق ہدایت کی ہے۔ لیکن ان کا حل ہونا شوق۔ استقلال اور کوشش کے بغیر ممکن نہیں۔ ضعفِ اعتقاد و پریشان خاطری

اور کاہلی انسان کو روحانی ترقی کی جانب رجوع کرنے نہیں دیتیں اور تاحیات دُنیوی تعلّقات میں قید رکھتی ہیں۔

اہلِ ہند آٹھ نو صدی سے ایسی غفلت کی نیند سوتے رہے ہیں کہ وہ اپنے آبا و اجداد کے اُن انمول جواہرات کو جو اُن کا ترکہ تھے غیروں کی نذر کر کے خود محرُوم ہو چکے ہیں مگر اب اُن کے دلمیں آبائی ترکہ کے کھونے کا رنج اور اُس کی تلاش کا شوق پیدا ہونے لگا ہے۔ اِس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اُن کی بیداری کا وقت قریب آ رہا ہے۔ درحقیقت عرصۂ دراز کے گذر جانے اور بہُت بڑا انقلاب واقع ہونیکے باعث علمِ موروثی حاصل کرنیکے ذریعہ کم رہ گئے ہیں اور دُنیوی کشمکش بہُت زیادہ ہو گئی ہے۔ ایسی صورتمیں طالبوں کو راہِ حق پر چلنے میں طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں۔

اوّل۔ عام لوگ زبانِ سنسکرت سے ناواقف ہونیکے باعث متقدّمین کی اُن تصانیف کو جن میں اہلِ ہنود کا علمِ ادب اور رموزِ باطنی درج ہیں مطالعہ نہیں کر سکتے۔

دوم ۔ دیگر زبانوں میں جو اُن کے ترجمے موجود ہیں وہ اِس وجہ سے کہ علمِ خودشناسی کے اسرار نہایت دقیق ہیں اور اُن کے سمجھنے کے لئے فہم رسا اور نیز عملی طریقت سے واقفیت ضروری ہے۔ اصلی نکتوں کو ظاہر نہیں کرتے علاوہ ازیں سنسکرت الفاظ عموماً کثیر معنی رکھتے ہیں اس لئے مترجم کو اس بات کی گنجائش حاصل ہے کہ وہ اپنے خیال کے مطابق ضمیر کلام کو جس طرف چاہے کھینچ لے جائے۔

سوم ۔ جو لوگ آجکل زبانِ سنسکرت کے علماء ہیں اور مذہبی تعلیم جن کے ورثہ میں آئی ہے وہ گردشِ زمانہ کی بدولت حصولِ معاش میں اسقدر مصروف ہیں کہ علمِ معاد کی کتب کا مطالعہ کرنا اور اُسکی تعلیم اوروں کو دینا جسمیں ذاتی فائدے کی اُمید نہیں کی جاسکتی فضول سمجھکر دست بردار ہو چکے ہیں۔

چہارم ۔ ایسے فقرار صاحب دل کا ملنا جو مُتلاشی کو

کُشائش باطنی عطا کر کے منزلِ مقصُود پر پُہنچا سکیں سامانِ وقت سے سخت مُشکل ہو گیا ہے اور بجائے اُن کے بہُت سے چالاک اور مکّار دُنیا پرستوں نے فُقراء کا بھیس شکم پروری کیواسطے اختیار کر لیا ہے اور وہ اہلِ غرض کو اُمّید کے جال میں پھنسا کر اپنا مطلب سیدھا کر لیتے ہیں۔

پنجُم۔ جیسے زمانۂ سابق میں عارف اور عامل دُور دراز مقامات سے سفر کی تکلیف گوارا کر کے کسی خاص جگہ پر جمع ہو جاتے تھے اور علُومِ باطنی کے مسائل پر سچّے دل سے بحث کر کے اُنہیں حل کیا کرتے تھے اُسکی تقلید اب بالکل بے سُود ہے کہ جہاں کہیں آجکل عُلماء کا مجمع ہوتا ہے اور بحث کا موقع آتا ہے ہر ایک اپنی فضیلت کا اظہار کرتا ہے اور دوسروں پر ترجیح چاہتا ہے۔ انجام کار بجائے نیک نتیجہ پیدا ہونیکے بُرے آثار نظر آتے ہیں۔

ششُم۔ اس مُلک میں کتنے ہی نئے نئے مذہبی فرقے پیدا ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں جو اپنے چند اصُول

اُنہیں آثارِ قدیمانہ سے اخذ کر کے نوعیت کا دعوی کر رہے ہیں اور نئی نئی تحریکات کے جداگانہ موجد بن گئے ہیں اس لئے طالبانِ حق مختلف راستوں پر بھٹکتے پھرتے ہیں اور اُنہیں راہ راست نہیں ملتی نیز مختلف جماعتوں کے پیدا ہونے سے اتفاق کی قوت گھٹتی جاتی ہے۔ اور جہلِ مرکب بڑھتا جاتا ہے۔

اے بند بپا و قفل بر دل ہشدار
وے دوختہ چشم پائے در گل ہشدار
عزمِ سفرِ مغرب و رو در مشرق
اے راہ روِ پشت بہ منزل ہشدار

زمانہ موجودہ کے متعلق جو پیشین گوئی عارفان گذشتہ نے کی ہے وہ اِسکے حالات دیکھنے سے بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے اور یہ اُن کی روشن ضمیری کا بدیہی ثبوت ہے۔

کشائش کا وسیلہ تھی جہاں میں خود فراموشی ؎
کشاکش کی بلا ذوقِ خود آرائی نے نازل کی

اُن ہی عارفوں نے وید شاستر اور دیگر مذہبی کُتب
کا مُطالعہ ایسے زمانہ کے لئے ایک دُشوار امر سمجھکر بھگوت گیتا
کے الہامی صحیفہ کا جسمیں اُن سب کا لُبِ لُباب موجود تھا
مہامُنی ویدویاس کی تصنیف کردہ کتاب مہابھارت سے
انتخاب کیا اور تمام دُنیا کو اسکے پڑھنے اور احکام پر چلنے
کی ہدایت کی۔ فی زمانہ ہندوستان میں کسی درجہ تک
اس ہدایت پر عمل ہوتا ہے۔ لیکن اس صحیفہ کے اعلےٰ
اور باریک اصُول نہ سمجھنے کے باعث اکثر طالبانِ ذات
کی رسائی منزل توحید تک نہیں ہوتی۔ اِس مقصد کیلئے
فقط مُطالعہ کافی نہیں ہے بلکہ اصُول کو ذہن نشیں کرنا
اور سمجھنا بھی ضروری ہے۔ بار بار مُطالعہ سے اِسکے اصُول
لوحِ دل پر نقش ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنا اثر دماغ
تک پہنچاتے ہیں۔ اسلئے مُتعلّم کو واجب ہے کہ وہ شروع میں
ہی بھگوت گیتا کے مسائل کو فقط دماغی طاقت صرف کرکے
سمجھنے کی اور اُن کی اہمیّت کا اندازہ لگانیکی کوشش نکرے

بلکہ اپنے دلکو اُسکی تلقین پر لگائے رکھے اور اُسے حتی المقدور نگاہ سے دور نہ ہونے دے۔ ایسی مزاولت سے وہ تلقین متعلّم کے خیالات میں جذب ہوکر اُسکا دستور العمل بن جاتی ہے۔

طائرِ رُوح کے دو بازو علم و عمل کہلاتے ہیں اور اُسکی طاقتِ پرواز کا نام عشق ہے۔ چُنانچہ اِن تینوں وسیلوں کی موجودگی میں فضائے ہستی کی سیر ہوسکتی ہے اور کامیابی کی شکل نظر آسکتی ہے۔ یہ مسئلہ انسانی زندگی کے ہر شُعبہ پر یکساں حاوی ہے اور اُسکی ترقّی و تنزّل کا ذریعہ ہے۔

اہلِ ہند نے اِن کا نام گیان کرم اور بھکتی رکھا ہے اور اِن کے عملدرآمد کے چار درجے بیان کئے ہیں جنہیں شریعت طریقت حقیقت اور معرفت کہتے ہیں۔ انابت کیساتھ فعلوں کا سرزد ہونا شریعت کی پیروی اور افعالی تثلیث کی پابندی ہے۔ انابت سے گذر کر صفائے قلب حاصل کرنا طریقت ہے اور یہ افعالی تثلیث سے رہائی کی صورت ہے۔ قلبِ صافی میں حق و باطل کی تمیز حقیقت کہلاتی ہے

اور یہ علمی تثلیث کی پابندی ہے جو علمِ ثلاثہ بشکل پندار نمودار ہوتا ہے اُسے محو کرکے سکونِ قلب حاصل کرلینا معرفت ہے۔ یہ بارہ مدارج عقول کے ہیں۔

نفوس میں مندرجۂ بالا تقسیم کی رُو سے ورن آشرم اور اوستھائیں نقطۂ نگاہ قرار دئے گئے ہیں اُن کا باہمی تعلق تخم۔ شجر اور ثمر کا سا ہے۔ ورن وہ تخم ہے جو صفت و فعل کے اعتبار سے چار طرح کا ہے۔ برہمن کشتری ویش اور شودر۔ آشرم وہ شجر ہے جسکے چار حصے طفولیت۔ بلوغ۔ جوانی اور پیری نامزد ہیں اوستھا وہ ثمر ہے جسکی چار حالتیں بیداری۔ خواب غفلت اور ہوش کے نام سے مشہور ہیں۔ رُوحِ انسان کا یکے بعد دیگرے اِن بارہ تعیّنات سے گذر ہوتا ہے۔

تین قسم کے روحانی امراض میں نوعِ انسان گرفتار ہے۔ اُنہیں جہالت۔ اضطراب اور لاعلمی کہتے ہیں

کسی مریض میں یہ تینوں امراض مشترک ہیں کسی میں
دو مرض ہیں اور کسی میں ایک۔ ایک نسخہ سب مریضوں
کیلئے کارگر نہیں ہو سکتا۔ جسکی جیسی کیفیت ہو اُسکے بموجب
نسخہ کی تجویز اور اُس کا استعمال ٹھیک ہے۔ حکیم حاذق کا
کام ہے کہ وہ مرض پہچان کر نسخہ تجویز کرے۔ غیر موزوں
نسخہ کے بے قاعدہ استعمال سے فائدہ پہونچنے کی بجائے
مریض کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ ادنی درجہ کا طالب
جسکے باطن میں جہالت اضطراب اور لاعلمی تینوں موجود ہیں
ابھیاس یعنی شغل کا محتاج ہے۔ اوسط درجہ کا طالب جو اضطراب
اور لاعلمی اِن دو نقصوں سے متاثر ہے گیان یعنی عرفان کے
وسیلے سے مستفید ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا طالب
جسکی چشم باطن کے سامنے صرف لاعلمی کا حجاب حائل ہے
دھیان یعنی مراقبہ کی مدد سے جلد روحانی ترقی حاصل
کرتا ہے۔ تیاگ یعنی فنا کی طریقت اِن تینوں سے افضل ہے
کہ عشق کامل اُسکا ذریعہ ہے۔ فنا کے بعد بقا ہے جو سب کا

نصب العین ہے۔

ہر طریقہ سے درجہ بدرجہ کشائش باطنی اور ذات پاک کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بقا کی منزل تک پہنچنے کیلئے فنا کی شاہراہ طے کرنا لازم آتا ہے۔ روحانی ترقی کی وہ چار منازل یوں بھی بتائی جاسکتی ہیں کہ شغل کا نتیجہ صفائے دل ہے۔ عرفان کا ثمرہ عقل سلیم۔ مراقبہ کا ماحصل ترک خیالات اور فنا کا انجام انانیت کا فقدان۔ اس آخری کیفیت کو ترک ترک یعنی وصال کہتے ہیں۔

زمانۂ موجودہ کے حالات کو پیش نظر رکھ کے اس سے بہتر کوئی اصلاح کی تدبیر خیال میں نہیں آتی کہ طالبان حق ابتدا میں بھگوت گیتا کی سولھویں اور سترھویں ادھیاؤں کو جنمیں امر و نہی کی تشریح اور سہ گانہ عقیدوں کی تعریف درج ہے۔ وقتاً فوقتاً پڑھتے رہیں اور اُن سے اخلاقی اصول اخذ کرتے رہیں۔ اس کے بعد وہ ساتویں

ادھیا کا جسمیں تتو بودہ یعنی کرشمۂ صفات کا بیان ہے
اور عالم ظاہری کے اجزا دکھلائے گئے ہیں غور و خوض
کیساتھ مطالعہ کریں نیز چودھویں ادھیا کے مضمون سے
صفتِ سہ گانہ کی ترکیب اور وجود کل کے باہمی تعلق کو
بخوبی سمجھ لیں۔ ایسا کرنے سے خود شناسی کے وہ باریک
رموز جن کا دیگر ادھیاؤں میں تذکرہ آتا ہے متعلم کے
قریب الفہم ہو جاتے ہیں۔ یہ علمی طریقت کا مختصر بیان ہے۔
عملی طریقت میں مبتدی کو واجب ہے کہ وہ ایسی
نمائشی پرہیزگاری سے جسمیں ضبطِ حواس کی شکل نظر آتی ہے
مگر در اصل دل بدستور پریشان رہتا ہے احتراز کرے
اور بجائے اسکے دل پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہے۔
جب دل قابو میں آتا ہے تو حواس اپنی سرکشی چھوڑ دیتے
ہیں اور خود بخود مطیع ہو جاتے ہیں۔
چھٹی ادھیا کے ۱۲ ر ۱۳۔ اور ۱۴ منتروں میں ایسے
شغل کی طرف اشارہ ہوا ہے لیکن وہاں اسکا بیان مجمل ہے

اسلئے یہاں تفصیل کی ضرورت ہے۔ شاغل اپنی دونوں آنکھوں سے ناک کے سرے پر نظر جمائے اور سانس کے اندر آتے وقت جو سو کی آواز اور باہر جاتے وقت ہم کی آواز قدرتی طور پر اُس جگہ پیدا ہوتی ہے اُس پر خیال رکھے بالفاظِ دیگر وہ اپنی نظر ٹھہرا کے سانس کی رفتار اور ان دونوں آوازوں پر توجہ رکھے۔ تھوڑی دیر میں سانس کی رفتار ہلکی اور یکساں ہونے لگیگی خیال میں سکون پیدا ہو کر رفتہ رفتہ نور کے ذرات نمودار ہوں گے اور آخر میں شاغل کو اپنی ہستی غیر محدود یعنی عالم میں بسیط معلوم ہو گی۔ اِس شغل کا نام ناسا گرد ہارنا یعنی پاسِ انفاس ہے اِسکی برکت سے خودی کی کثافت دُور ہو جاتی ہے اور کلیت کا نظارہ میسّر ہوتا ہے۔ یہی علم الیقین کا درجہ ہے۔

طالب کی قابلیت کے اعتبار سے اوسط درجے کا شغل پانچویں ادھیا کے ۲۷ اور ۲۸ منتر میں بتایا گیا ہے اِسکو

بہر کٹی دھیان یعنی شغلِ شمسی کہتے ہیں۔ اِسکا طریقہ یہ ہے کہ شاغل اپنی نظر اُس مقام پر جہاں ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہے قائم کرے اور مُنھ بند رکھکر ناک سے سانس لیتا رہے اور کسی خیال کو پیدا نہونے دے۔ چند ہے ایسی مزاولت سے علم آشکارا ہوتا ہے اور جُزو کُل کا تعلّق صاف نظر آتا ہے۔ یہ عین الیقین کا مرتبہ ہے۔

تیسرا شغل جسے گایتری یعنی شغل طاؤسی کہتے ہیں مُندرجۂ بالا طریقوں پر فضیلت رکھتا ہے کہ وہ روشن ضمیر اشخاص کے حسبِ حال ہے۔ اُسکا تذکرہ آٹھویں ادھیا کے ۱۲ اور ۱۳ منتر میں موجود ہے۔ سب عارفوں نے اِسے شاہراہِ معرفت مانا ہے اسلیے کہ اُسکے فیض سے شاغل کی نگاہ جُزو کُل سے بالاتر ہو جاتی ہے غیب و شہود کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور عشقِ حقیقی محویت کی صورت اختیار کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر اس طریقت کا پیرو صفات

کے سات طبقوں میں اپنی ہستی کو جزو کل اور غیب و شہود سے مبرّا دیکھتا ہوا مساوات کو اپنا اصول قرار دیتا ہے اور اسم اعظم اوم میں جو علمی ثلاثہ پوشیدہ ہے اُس سے تجرید اختیار کرتا ہے۔ اُسوقت انسان مرگ و زیست کے کے خوف سے آزاد ہوکر حق الیقین کا سرور ابدی حاصل کرتا ہے جسکا بیان قیل و قال سے باہر ہے اور شاغل کو خود معلوم ہوسکتا ہے۔ یہ ادراکِ انسانی کا غایت درجہ ہے

دوسری ادھیا کے ۵۵ لغایت ۷۲ منتر میں انسانِ کامل کے حال کا مرقع درج ہے۔ شائقین اون منتروں کی ضمیر سے واقف ہوکر ایسی نادر ہستیوں کی شناخت کرسکتے ہیں اور اُن سے بھگوت گیتا کے جامع اصول کی تفہیم میں امداد لے سکتے ہیں۔

اس زمانہ میں نوجوان علم کی تحصیل کرتے ہوئے اور پیشہ ور لوگ اپنے دُنیوی فرائض ادا کرتے ہوئے مشکل سے متذکرۂ بالا طریقوں پر کاربند ہوسکتے ہیں۔

اسلئے اُنہیں واجب ہے کہ وہ کم از کم پاسِ انفاس کے سہل اور ابتدائی وسیلہ سے کام لیں حقیقت کا راز دریافت کرنیکی فکر میں رہیں اور عشق و فنا کی ضمائر کو جہاں تک ہو سکے اپنے دلمیں جگہ دیں۔ اِن چار ضمیروں کا مختصر بیان بارہویں ادھیا کے ۸ لغایت ۱۲ منتر میں درج ہے اور اٹھارویں ادھیا کے ۶۵ و ۶۶ منتروں میں اُنکی اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔

پاسِ انفاس ایک قدرتی عمل ہے جو کہ ہر جاندار میں نفس کی بالا و پائیں حرکتوں سے سوہم کی ندا پیدا کرتا ہوا جاری رہتا ہے۔ یہ ندا بلا کوشش پیدا ہوتی ہے لیکن نفس کی رفتار پر غور کئے بغیر محسوس نہیں ہوتی۔

اس ندا کی رہبری سے کشایش باطنی حاصل کرنیکا طریقہ اوپر بیان میں آچکا ہے اسلئے اُسکے تکرار کی ضرورت نہیں شاغل اسکی مزاولت جسقدر فرصت ملے اور جہاں تک ہو سکے بڑھاتا جائے اور ذیل کی تین اصول کو مدِ نظر رکھکر روحانیت

کے راستہ پر گامزن ہو۔ اُنہیں عشق فنا اور فکر کہتے ہیں
عشق کے یہ معنی ہیں کہ شاغل جسوقت شغل سے خالی ہو اُسکے
دوبارہ کرنیکے موقع کا مُنتظر رہے اور اس خیال کو اپنے دل میں
جگہ دے۔ فنا کی یہ مراد ہے کہ شاغل اپنی ہستی کو جو کچھ
مانتا رہا ہے اُسے غلط سمجھے یعنی نقشِ خودی کو صفحۂ دل سے
حتی المقدور مٹا دے۔ اِس نقش کے مٹنے پر جو حرکات
قلب میں تمیز ہوں اُنکی حقیقت معلوم کرنا کہ وہ کہاں سے
کیونکر پیدا ہو رہی ہیں اور کس کا فعل ہیں فکر کہا جاتا ہے۔
یہ طریقہ سب سے بہتر اور آسان ہے اور اس پر عمل کرنیمیں
کسی قسم کی تکلیف اور نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ علاوہ
ازیں اِسکی تکمیل میں نہ تو کوئی شے ہارج ہو سکتی ہے اور
نہ اِسکے واسطے کسی سامان کی ضرورت ہے۔ پھر بھی اہلِ ہند
اس راہِ حق پر چلنے کو ناممکن خیال کرتے ہیں اور جبتک
اُنمیں اخلاقی ضعف موجود ہے اُنہیں بیشک ایسا ہی
معلوم ہوتا رہیگا۔ دراصل ہمت والے کیلئے کوئی امر

دشوار نہیں ہے۔ جبکہ بشر دن رات کے چوبیس گھنٹو نہیں
تمام دنیوی مشکلات کو حل کرتا ہے تو پھر وہ علی الصبح سر شام
یا سوتے وقت ۱۵ یا ۲۰ منٹ اِس شغل کیواسطے بھی مقرر
کرسکتا ہے صرف شوق استقلال اور کوشش کیضرورت ہے

باید طلب اندر رہِ دلدار درست
ہمّت درکار باید اے یار درست
اخلاص درست و صبرِ ناچار درست
زیں چار درست میشود کار درست

بھگوت گیتا کی عظمت

بھگوت گیتا کے موضوع اور نظام پر تبصرہ کرنے سے پیشتر اُن تاریخی حالات کو مختصر طور پر بیان کرنا ضروری ہے۔ جنکے سلسلہ میں جنگِ مہابھارت کی نوبت آئی۔ کرشن وارجن کے درمیان تقریر چھڑی اور اُن کے نادر و پاکیزہ خیالات دُنیا کی رہنمائی کے لئے قلمبند ہوئے۔

راجہ دھرتراشٹر اور راجہ پانڈو دو بھائی تھے جن میں پہلے بڑے اور دوسرے چھوٹے تھے۔ راجہ دھرتراشٹر نابینا تھے اسوجہ سے وہ ہندو شاستر کے بموجب تخت نشین نہ ہو سکے اور راجہ پانڈو ہستناپور کی سلطنت کے تاجدار ہوئے۔ مگر وہ کچھ عرصہ حکومت کرکے فوت ہو گئے۔ اُنکی وفات پر راجہ دھرتراشٹر کے بڑے بیٹے دُریودھن نے اِس سلطنت کا کاروبار سنبھال لیا اور اپنے چچازاد بھائیوں یعنی پسرانِ پانڈو کا حق چھین کر اُنہیں بہت

اذیت پہنچائی۔ اِس بنائے مخاصمت پر مہا بھارت کا جنگ کورو کشیتر کے میدان میں پیش آیا۔ میدان کارزار میں ایک طرف کورو اور دوسری طرف پانڈو اور ان دونوں فریقوں کے مددگار موجود تھے۔ کورو اور پانڈو غیر نہ تھے بلکہ ایک دوسرے کے عزیز تھے۔ دریودھن کی فوج کا سپہ سالار بھیشم پتامہ تھا اور پانڈو کے لشکر کا منتظم بھیم سین۔ پانڈو کے لشکر میں ارجن اپنی دلیری تیر اندازی اور زیرکی کے باعث خاص اہمیت رکھتا تھا جب اُسکا رتھ دونوں فوجوں کے وسط میں جنگ شروع کرنیکی غرض سے لایا گیا تو اُسے ہر دو جانب اپنے رشتہ دار دوست اور لائق تعظیم اوستاد جنگ پر آمادہ نظر آئے۔ یہ دیکھکر اُسکے دلمیں کمزوری پیدا ہوئی۔ جوش محبت نے اُسکو پریشان کر دیا اور وہ واجب و ناواجب کے امتیاز سے قاصر ہو گیا۔ خوش نیتی اور نیک کرداری اِنساں کو رہنمائی کا حقدار بناتی ہے چنانچہ ایسی اشد

ضرورت کے وقت اُسے غیب سے اِمداد ملی یعنی شری کرشن بھگوان نے جو اُس وقت اُسکے رتھ بان کے فرائض ادا کر رہے تھے اُسے حیاتِ انسانی کا راز سمجھایا اور فرض ادا کرنے کی ہدایت کی۔ چونکہ اُسکا دل ہنوز بیم و اُمید میں آغشتہ تھا وہ ایسی اعلیٰ تلقین کو دفعتاً نہ سمجھ سکا اور اختلاف مسائل پر اپنے شکوک سے بار بار سوال کرتا رہا۔ شری بھگوان نے اُسکے شبہات دور کرنیکے لئے متواتر جوابات دئے اور انجامِ کار اپنی تلقین کی صداقت و وسیع النظری کو علمی اور عملی طریقہ سے ثابت کرکے ادائے فرض کا اصول برقرار رکھا۔ ایسی الہامی ہدایت سے جنگِ مہابھارت کا نقشہ مکمل ہوگیا اور آئندہ زمانہ کیلئے بے غرضانہ خدمت کی ایک شاندار عمارت بن گئی۔

بھگوان کرشن کی نادر ہستی روشن بالذات اور دُنیا کی تاریخ میں لاثانی ہے۔ اُن کی توصیف میں کچھ بیان کرنا دل اور زبان کی طاقت سے باہر ہے۔ صرف اتنا

اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ اُن کی ذات میں علم عشق اور عمل کا درجۂ کمال اور اِتحادِ باہمی نظر آتا ہے۔ واقعی طور پر وہ خورشید معرفت ہیں جن کی ضیا سے اِس تیرہ خاکدان کا ذرّہ ذرّہ روشن ہے۔ اُن کی رہنمائی پر شک کرنا انسانی کم راہی اور بدبختی کی دلیل ہے۔ الہامی کلام میں ہمیشہ قلّت الفاظ اور کثرت معنی ہُوا کرتے ہیں اور اُسمیں سے ہر شخص اپنی استعداد کے موافق معنی اخذ کرتا ہے مگر وہ کلام کسی کی پرواز خیال سے محدود نہیں ہوتا۔ صرف موحِد کے ضمیر میں اُسکا مقصد عیاں ہوسکتا ہے اور موحِد بھی اُسکی کیفیت اپنے باطن میں مُشاہدہ کرتا ہوا اظہار سے عاجز و قاصر رہتا ہے۔ البتہ بطورِ استعارہ اُسپر اشارہ کرتا ہے اسلئے کہ جب کسی طالبِ ذات کے دلمیں ویسا ہی انکشاف ہو تو اُسکا اشارہ تصدیق اور استقلال کا وسیلہ بن جائے۔

شری بھگوان نے اُن مسائل کو جو اِس مُتبرّک

صحیفہ میں درج ہیں ارجن پر ظاہر کیا اور اپنی روحانی طاقت سے انہیں عین الیقین کے درجہ تک پہنچایا۔ اُنکے ہمعصر مہرشی وید ویاس نے اُن الہامی رموز کو وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب مہابھارت کے بھیشم پرب میں منسلک کیا۔ اُن کی روشن ضمیری اور بزرگی نہ صرف ہندوستان میں تسلیم ہوئی ہے بلکہ ملکِ یونان کے فلسفہ دانوں نے اُن کے مریدوں کے مُرید سے علمِ الوہیت اور فلسفہ حاصل کیا ہے۔ حضرت داراشکوہ فرماتے ہیں۔

"کلام راحت انجام حق اساس حقیقت شناس معرفت بیقیاس وحدت مماس محرم اسرار خاص الخاص سوامی بیاس کہ تعریفش از ہر چہ نویسند خارج و بیرون است چنانچہ حکیم اوّل افلاطوں کہ شہرۂ آفاق و ممتاز حکمائے عرب و عجم بودہ باوجود انواع حکمات بحکمت اشراقیہ سرفرازی داشت در شاگردی تنمیم ہندی کہ حکیم بس بزرگ گذشتہ است و افلاطوں در کتب مؤلفۂ

خود وصفِ کمالاتش را بدرجۂ کمال بالاکمل مفصّل بقلم
آوردہ ایں مرشدش مریدے از سلسلۂ مریداں سوامی
بیاس است درجۂ بزرگیش از ینجا تصوّر نمایند کہ
بچہ درجہ خواہد بود"۔

شری وید ویاس علمِ توحید پر ایسے حاوی وقادر
ہو چکے ہیں کہ اُن کی مثال کے واسطے دوسری شخصیت
نظر نہیں آتی۔ مہرشی وششٹ جی انکے پردادا تھے
جنہوں نے یوگ واسشٹ اور دیگر مذہبی کتابیں تصنیف
کرکے دُنیا کو راہِ سلوک پر چلنے کی ہدایت کی۔ اُنکے
دادا شکتی نامی اپنے عہد جوانی میں راج رشی وشوامتر
کے ہاتھ سے کام آئے۔ وہ اعلیٰ درجے کے عالم وفاضل
تھے۔ اُن کے والد سوامی پراشر مجذوبِ کامل تھے
جن کی متعدد تصانیف وشنو پوران وغیرہ ابتک موجود
ہیں اور اُن کی بزرگی کی شہادت دیتی ہیں۔ موروثی
علم کے تخم نے مہامنی وید ویاس کی ہستی میں تکمیل پائی

اُن کا کلام ویدوں اور اُپنشدوں کی منشا کے مطابق اور عین معقولات ہے اُن کے راست اور آزادانہ ضمیر کو واہمات سے محدود اور پوشیدہ کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ جن مترجموں نے اُمید و بیم کے خیالات سے متاثر ہو کر اُنکی تصنیف کے اُصول بدلنے کی کوشش کی اُن کی ذہنیت سے انصاف کا خون ہُوا اور اُس کا نتیجہ طالبانِ حق کی گمراہی۔ بھگوت گیتا جہانی وید ویاس کا فیض عام ہے جس سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دُنیا فائدہ اُٹھا سکتی ہے اور عُلوی کلام وہی ہو سکتا ہے جو سب جگہ سب پر حاوی ہو اور ہمیشہ یکساں رہے

ویدوں کے جتنے مسائل خود شناسی سے تعلق رکھتے ہیں اُن کا تذکرہ اُپنشدوں میں آیا ہے اور بھگوت گیتا اُن اُپنشدوں کا خلاصہ ہے اسلئے بھگوت گیتا تمام معلومات کا جوہرِ لطیف ہے۔ ویدوں

اور اُپنشدوں میں جن اصول پر وضاحت کیساتھ
روشنی ڈالی گئی ہے اُنکا مختصر بیان اِس صحیفہ میں بموقعہ
مناسب و بکمال ترتیب درج ہے۔ اِسکے سات سو منتر اٹھارہ
ادھیاؤں پر منقسم ہیں جن کی تفصیل اِس منظوم ترجمہ میں
موجود ہے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ وید متبرک قدیم ہیں
اور بھگوت گیتا ایک جدید تصنیف ہے اِسکے علاوہ اُنمیں
کلیت اور اِسمیں جزویت کا نظارہ ہے۔ ناظرین غور
وفکر کریں تو اُنہیں معلوم ہوگا کہ یہ خیال غلطی پر مبنی ہے
علم ذات زمانہ کے امتداد سے بے اثر رہتا ہے فرق
اِتنا ہے کہ ویدوں میں وہ بصورت غنچہ و گل ہے اور
بھگوت گیتا میں اُسکا عطر کشید ہوا ہے۔ ویدک
زمانہ کا طرز معاشرت زمانہ حال کے تہذیب و تمدن سے
اسقدر بعید ہو چکا ہے کہ اُسوقت کی اصطلات و استعارات
کی سمجھ اب بہت کم رہ گئی ہے۔ اسلئے زمانہ موجودہ کے
اکثر علماء ویدوں کے مطالعہ سے جیسا چاہیئے فائدہ

اور لطف حاصل نہیں کر سکتے اور باوجود شرح لکھنے
والوں سے مدد لینے کے نفسِ مضمون کے متعلق شبہات
میں رہتے ہیں۔ بھگوت گیتا میں وہ مخفی رموز ایسے اختصار
اور ایسی ترتیب سے مندرج ہیں کہ متعلم انہیں آسانی اور جلدی
سے سمجھکر اطمینان پا سکتا ہے۔ اِس کتاب کے الہامی دائرے
میں دیگر علوم نقطوں کی مانند نظر آتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر
اِسکا علم ذات مثلِ آفتاب روشن ہے اور جملہ صفاتی
تحقیقات اِسکی شعاعوں کا درجہ رکھتی ہیں۔ صرف دلِ
دانا و چشمِ بینا چاہیئے جو اس نکتہ کا مطلب دریافت کرے
اور حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔

ہندوستان میں قدیم زمانے سے چھ شاستر یعنی
فلسفے چلے آئے ہیں جنہیں چھ مقدس ہستیوں کے علم
باطن سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اُن عارفوں نے وید
اور اُپنشد کی ہدایات کو اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے واضح
کیا ہے اور دلائل کے اسلحہ سے اُنہیں مضبوط اور محفوظ بنایا ہے

فلسفوں کی یہ تقسیم فطری اصول پر مبنی ہے جیسا کہ ذیل کے مختصر بیان سے ثابت ہوگا۔

۱۔ بنائے شاستر حواس کی شہادت کو معتبر مان کر مادہ اور روح کے اصول پر عالم کی تقسیم دکھاتا ہے۔

۲۔ پورو میمانسا دلکی گواہی کو درست قرار دیکر غیب و شہود کی بنا پر عالم کی حقیقت ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ ویشیشک شاستر پندار خودی پر اعتبار کرکے حرکت و قیام کے امتیاز سے عالم کا عقدہ کھولتا ہے۔

۴۔ یوگ شاستر عالم کی نمود کو خیال کا انتشار سمجھکر اُسکی یکسوئی کو ذریعۂ وصال بتاتا ہے۔

۵۔ سانکھ شاستر عقل کی رہنمائی کو صحیح مانکر حق و باطل کے تمیز سے رازِ ہستی آشکارا کرتا ہے۔

۶۔ ویدانت شاستر علم اشراق کی وسیع النظری مانتا ہوا واجب الوجود کی وحدت ثابت کرتا ہے اِن اختلافات نظری کو رفع کرنا اور طالب کا

یقین مرکزِ توحید پر ٹھہرانا بھگوت گیتا کا کام ہے۔
اِس کے اصُول ایسے جامع اور لطیف ہیں کہ اُن سے
جیہوں فلسفوں کی پرکھ ہو جاتی ہے۔
فی زمانہ اُن کے سمجھنے والے اور اُن پر عمل کرنے
والے کمیاب ہیں مگر جو ایسی ہستیاں باقی ہیں
وہ ایک نظر میں علمی عمارت کی چھ منزلوں کا
درجہ بدرجہ مُناسب موقع پر ہونا تصدیق کرتی ہیں۔
بعض شرح لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ
اِس صحیفہ میں کچھ ادھیا کرم کچھ اوپاسنا اور
کچھ گیان کے مُتعلق ہیں یہ بیان کسی درجہ تک صحیح
ہو لیکن دراصل سانکھ اور ویدانت یعنی اشراق
وعرفان کا مضمُون جو دوسری ادھیا کے گیارہویں
منتر سے شروع ہُوا ہے سوال وجواب کے
پیرایہ میں سِلسِلہ وار رمُوز کھولتا چلا جاتا ہے
مُندرجہ بالا تین طریقوں کے پیرو مدّت دراز

گذر جانے کے باعث ایک دوسرے کو غیریت
کی نظر سے دیکھنے لگے تھے۔ بھگوت گیتا نے
اُن میں یگانگت پیدا کی اور سب کو راہِ مغفرت
دکھائی۔ اِسی طور پر گرہستی اور سنیاسی
یعنی سالک و مجذوب میں جو نقطۂ نگاہ کا فرق پیدا
ہوگیا تھا اُسے دُور کرکے دونوں کا اتحاد کرایا
اِس کے نظام میں فلسفہ اور مذہب کی باہمی
مخالفت نہیں ہے بلکہ یکجہتی ہے یعنی علم و عمل
کی جُداگانہ حکومت نہیں ہے بلکہ دونوں
طریقتیں اِس کی حکومت میں پہلو بہ پہلو کارپرداز
ہیں۔

اِس کی تعلیم نسل قوم اور مرد و زن کی
تفریق سے بے نیاز رہ کر سب کی رہنمائی پر
یکساں مائل ہے۔ چنانچہ ساری دُنیا میں
بے شمار طالبوں نے اس کے فیض سے عشقِ حقیقی

اور سکونِ دل حاصل کیا ہے۔ بھگوت گیتا کے موضوع پر یہاں تک تنقد کی گئی ہے۔

اب اسکی تنظیم کے بارہ میں اتنا عرض کرنا ہے کہ روحانی شاعری کی جس منزل پر یہ نادر صحیفہ پہنچا ہے وہاں موجودہ کتب میں سے کسی کی رسائی نہیں ہے یہ بلاغت کی معیار ہے۔ اگر فصاحت کے اعتبار سے اسکی جانچ کیجائے تو کوئی تصنیف معلوم نہیں ہوتی جسمیں ایسے باریک اور اہم مسائل اتنی آسان مختصر اور سلیس زبان میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ عجیب و دلکش خیالات کا ایسا مجموعہ ہے جسے ہر بار پڑھنے کے بعد ایک نئی بات معلوم ہوتی ہے اور باوجود بار بار پڑھنیکے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ کوئی شخص دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اسکے دقائق و رموز پہ اسکو عبور حاصل ہو گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسکے اصول کی بنیاد الہام پر ہے اور الہام ہمیشہ عقل کی ادراک سے برتر رہتا ہے۔ دل گواہی دیتا ہے کہ ہندوستان کے منور زمانہ کا یہ بے بہا اور لاثانی عطیہ نوعِ انسان کے روشن مستقبل کا باعث ہوگا۔

عرض داشت

سایۂ پندارِ ہستی گر فنا ہو جائے گا
نورِ دل آئینۂ روئے بقا ہو جائے گا

دیدۂ باطن جو وحدت آشنا ہو جائے گا
جلوۂ حق عالمِ کثرت نما ہو جائے گا

سُرمۂ وحدت کھنچیگا جب نگاہِ شوق پر
حُسنِ خوباں عکسِ شانِ کبریا ہو جائے گا

گنبدِ مینا پہ جائے گی جو میکش کی نظر
ماہِ نو ساغر بدستِ دلرُبا ہو جائے گا

کوچۂ سوزِ محبت میں دلِ بیتاب کو
خاکساری سے مُیسّر کیمیا ہو جائے گا

جوہرِ تیغِ فنا سے آبِ نوشی شرط ہے
زندگی جاوداں حُکمِ قضا ہو جائے گا

ظُلمتِ بحرِ جہاں میں پرتوِ نورِ خُدا
کشتیٔ عُمرِ رواں کا ناخُدا ہو جائے گا

جُنبشِ تارِ نفس کب تک رہیگی نغمہ خیز
ایک دن یہ سازِ ہستی بے صدا ہو جائے گا

روحِ تاجی توڑ دیگی جب طلسمِ عنصری
علمِ ہستی واصلِ کیفِ بقا ہو جائیگا

اے بشر بحرِ حقیقت میں شناور ہو کے دیکھ
زعمِ باطل وقفِ تسلیم و رضا ہو جائیگا

نغمۂ توحید سنکر عندلیبِ زار سے
گوشِ گل دمسازِ قانونِ وفا ہو جائیگا

خلوتِ دل کے اگر درباں رہے چشم و زباں
حق سے پورا ایک دن عہدِ وفا ہو جائیگا

بزمِ ہستی میں مثالِ شمع روشن ہے ضمیر
اہلِ دل پر منکشف یہ ماجرا ہو جائیگا

گلشنِ معجز سے آتی ہے نسیمِ عطر بیز
دلِ شگفتہ مجمعِ احباب کا ہو جائیگا

معجز دہلوی

اکابرینِ عالم کا اظہارِ عقیدت

بھگوت گیتا دُنیا کی بہترین کتاب ہے

شرِیمان پنڈت مدن موہن مالوی جی کی رائے

میرا یقین ہے کہ بھگوان شری کرشن دُنیا کی تاریخ میں سب سے بہتر گیان اور بے نظیر طاقت سے مُزیّن تھے۔

میرا دوسرا یقین یہ ہے کہ دُنیا بھر کی رائج زبانوں میں بھگوان شری کرشن کی فرمائی ہوئی گیتا جیسے چھوٹے حجم میں اتنے بے حد گیان سے بھری ہوئی دُوسری کتاب نہیں ہے۔

گیتا ہندوؤں کا ہی نہیں بلکہ تمام دُنیا کا ورثہ ہے دُنیا کے بے شمار عالموں نے اِس کے مطالعہ سے پرمیشور کا سچّا گیان اور اُس کے چرنوں کی پاک اور بے غرض بھگتی حاصل کی ہے۔

گیتا امرپھل ہے
گیتا کا باعمل مطالعہ نجات کی کنجی ہے
لوکمانیہ بال گنگا دھر تلک

تمام دُنیا کے اندر گیتا کے برابر کوئی کتاب نہیں ہے۔ گیتا ہماری کتابوں کے ذخیرہ میں ایک بیش بہا ہیرا ہے۔ دُکھی آتما کو صبر دینے والی۔ روحانی عروج کی آخری سیڑھی کی پہچان کرانے والی اور اس مایا مئی سنسار کے حالات کو بالاختصار سمجھانے والی دُنیا بھر کی تمام زبانوں میں گیتا کے برابر کوئی کتاب بھی نہیں ہے۔

ورن آشرم۔ قومیّت۔ مُلک۔ عورت یا شودر وغیرہ کا کچھ بھی فرق نہ رکھکر سب کے لئے یکساں اچھّی حالت کا علم کرانے والی۔ دیگر مذاہب کی مذہبی کتابوں کے لئے عزّت

کا خیال ظاہر کرنے والی۔ کرم بھکتی اور گیان سے بھری ہوئی کتاب گیتا ویدک دھرم جیسے بہت بڑے درخت کا ایک بہت ہی زیادہ میٹھا اور امرپھل کو حاصل کرا دینے والا امرپھل ہے۔

جن کو ہندو دھرم اور نیتی شاستر کے اصلی نکات جاننے ہوں وہ اس نادر کتاب کا سب سے پہلے ضرور مطالعہ کریں۔

کرم یوگ۔ سانکھیہ۔ نیائے۔ میمانسا اُپنیشد اور ویدانت وغیرہ لفظ بہ لفظ دُنیا اور اُسکے مالک پر غور کرنے والے پُرانے شاستروں کی حتی الامکان تکمیل پر پہنچنے کے بعد ویدک دھرم کے گیان، بھکتی اور کرم یوگ کی جو صورت بن گئی اور جو ویدک دھرم کی اصلی صورت تھی بھگوت گیتا میں اُسکا بیان کیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندو دھرم کے سارے اصولوں کو مختصر اور صاف طور سے سمجھانے والے گیتا جیسی کوئی کتاب زمانۂ سابق و حال میں موجود نہیں ہے۔

گیتا حقیقی گلوں کا گلدستہ ہے

شری سوامی ویویکانند جی مہاراج

گیتا اُپنشدوں سے اخذ کئے ہوئے حقیقی روحانی علم کا
کے پھولوں کا ایک گچھا ہے۔

گیتا کا پیغام

شری یُت ٹی۔ ایل۔ وسوانی

گیتا میں بھگوان کرشن کے خیالات بھرے ہیں۔
یہ کتاب ایسی نایاب رُوحانی جذبات سے پُر ہے کہ میں ہمیشہ
پرماتما سے یہ دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر ایسی عنایت کریں اور
مجھے ایسی طاقت بخشیں جس سے میں آخری دم تک گیتا کے
پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا سکوں۔

گیتا رنج و غم کے عالم میں تسکین دیتی ہے

(مہاتما گاندھی)

جب مجھے تشویش دامنگیر ہوتی ہے نا اُمیدی میرا سامنا

کرتی ہے اور روشنی کی ایک بھی شعاع نظر نہیں آتی تب میں گیتا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اُسی وقت مجھے شانتی دینے والا کوئی نہ کوئی شلوک ضرور مل جاتا ہے اور میں انتہائے رنج و غم کی حالت میں مسکرانے لگتا ہوں۔ میری زندگی ظاہری طور پر مصائب سے پُر ہے اور اگر اُن کے نمایاں اور ناتمام آثار مجھ پر باقی نہیں ہیں تو اِس کا فخر بھگوت گیتا کے اُپدیش کو ہی ہے۔

گیتا کی شرن

شری اربند گھوش

گیتا کا مطالعہ ہمیں نہ تو اِسکے خیالات کی تنقید کرنے والے متعلّم کی طرح کرنا ہے اور نہ اِسے روحانی کتابوں کی تواریخ میں درجہ دلانے والے کی طرح۔ ہمیں ایک زباندان نکتہ چین کی طرح اسکی عبارت پر بھی تبصرہ نہیں کرنا ہے۔

ہم تو اپنی مدد اور رہنمائی کے لئے اسکی شرن لیتے ہیں
ہمارا مقصد اسکے حقیقی اور زندگی بخش پیغام کا احساس
کرنا ہے جس سے ہر انسان مکمل انسان بن سکتا ہے یعنی اعلیٰ ترین
روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

گیتا شکوک رفع کرنیوالی ہے

شری بُت لالہ لاجپت رائے جی

جس تنگ سے ارجن کو تکلیف ہوئی تھی وہ ایک معمولی
بات ہے۔ اِس قسم کے شکوک راتدن انسانوں کے دماغ میں
پیدا ہوا کرتے ہیں اور اِن کے شکار ہونے والوں کی تعداد
کسی طرح کم نہیں ہے۔ اِس قسم کے شکوک مشرقی اور مغربی
دونوں ہی ممالک میں دماغی جد وجہد کی وجہ ہیں۔
یہ کسی قوم یا رنگ کو مستثنیٰ نہیں کرتے۔ جب یہ شک کا بھوت
آپ کو خوف زدہ کر کے اصلی راہ سے ہٹانا چاہتا ہے تب

ہر وقت خود بھگوان کرشن کا آپ کے پاس موجود رہنا مشکل ہے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہر زمانہ کے لئے بھگوان نے اِس لافانی پیغام (گیتا) کا اظہار کیا تھا۔

گیتا میں عقل کی فضیلت

بابو بھگوان داس جی۔ ایم۔ اے۔ ڈی لٹ کاشی

شری کرشن نے اندھ شردھا کو ہٹانے اور بُدّھی کو جگانے کیلئے گیتا کا اُپدیش کیا ہے اسلئے گیتا بُدّھی واد کی پُستک ہے۔ اِس میں شُروع سے آخر تک آتما اور بُدّھی پر زور دیا گیا ہے۔ یہ دو الفاظ اور اُن کے ہم معنی دیگر الفاظ گیتا میں جتنے بار آتے ہیں اُتنی مرتبہ اور کوئی لفظ نہیں آتا۔ لیکن افسوس ہے کہ آجکل لوگ بُدّھی سے کام نہیں لیتے اور اسلئے گیتا کی سِکشا پر عمل نہیں کرتے۔ البتہ گیتا کی پوتھی ریشمی رومال میں لپیٹ کر اُس کو مالا پھول چندن اور چاول چڑھاتے ہیں۔

گیتا کی خصوصیت

پروفیسر آٹوشٹروس برسلا یونیورسٹی جرمنی

گیتا کے سوا کوئی دوسری ہندوستانی کتاب ایسی نہیں ہے جسے ہندوستان اور دیگر ممالک میں اتنی شہرت حاصل ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ درشن شاستر ایک دیشی ہیں اور گیتا سروِدیشی ہے۔ اِس کی سکشا کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں متضاد سدھانتوں کا پرتی پادن کیا گیا ہے اور اُس میں مُکتی کا مارگ بتلاتے ہوئے فرائض کی سرانجام دہی کے بارے میں غور کیا گیا ہے۔ گیان مارگ کی وجہ سے کرم مارگ کا آدر نہیں رہا تھا۔ کرم کانڈ کے علاوہ لوگوں کو ہر طرح کے کرموں سے ہی نفرت ہو گئی تھی وہ سوچنے لگے تھے کہ تمام کرم سنسار میں پھنسانے والے ہیں اس لئے گیانی کو ہر طرح کے کرم سے علیٰحدہ رہنا چاہیئے۔ لیکن ہر آدمی گیان اور تپ کی

زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس لئے گیتا میں ایسا راستہ بتلایا گیا ہے جس سے سماج میں رہ کر اپنے فرائض کو سرانجام دیتا ہوا بھی آدمی سنسار کے بندھن سے آزاد ہو سکے اِس طرح سے گیتا نے گیان مارگ اور بھکتی مارگ میں میل کرا دیا اور نورتی و پرورتی مارگ کو برابر کا درجہ دیا۔

وہ گیانی جو صرف گیان کے لئے شریر دھارن کرتا ہے اور وہ آدمی جو دُنیا میں رہ کر اپنا دھرم نبھاتا ہے گیتا میں ان دونوں کے لئے جگہ ہے۔

گیتا بتلاتی ہے کہ برہم گیان اور بھگوت بھکتی میں برابر کا سمبندھ ہے کیونکہ برہم ہی ایشور ہے۔ اِسکی پراپتی کیلئے صرف طریقہ کا بھید ہے۔ گیتا نے ورشن شاستر اور کرتو یہ شاستر کے متضاد سدھانتوں کا میل کر کے ایک شکل میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسمیں کرمی کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ اُسے بھی بھگوت پریم اور دھرم پالن کے

ذریعہ پرماننند کی پراپتی ہوسکتی ہے۔
بھکتی مارگ کا یہ بنیا سروپ جو گیتا میں بتلایا گیا ہے
اِس کا مقصد گیان مارگ کو نیچا دکھلانا نہیں بلکہ مُکتی کے
دونوں مارگوں کو ایک کرنا اور اُنہیں برابر اہمیت دینا ہے

بہترین کتاب

پروفیسر ریچرڈ گارو

ہندوستان کے مذہبی لٹریچر کی کوئی دُوسری
کتاب بھگوت گیتا کی برابری کرنے لائق نہیں ہے۔

دُنیا بھر کی کتابوں سے افضل کتاب

مشہور جرمن عالم ولیہلم فان ہمبولٹ

دُنیا میں جتنی کتابیں ہیں بھگوت گیتا جیسے باریک
اور اعلیٰ خیالات کہیں نہیں ملتے۔ جسوقت میں نے اِسے پڑھا

میں پرماتما کا ہمیشہ کے لئے احسان مند ہو گیا کہ اُس نے مجھے اِس کتاب کا مُطالعہ کرنے کے لئے زندہ رکھا ہے۔ رُوحانی شاعری کے آدرش کے جتنے قریب بھگوت گیتا پہنچ سکی ہے اُتنی کوئی بھی کتاب نہیں پہنچی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دُنیا کی تمام کتابوں کی نسبت گیتا کا سب سے زیادہ مُطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات اُس کے بے شمار ترجموں سے ظاہر ہے۔

گیتا حق کی کسوٹی ہے

(لارڈ رونالڈشے)

میں خوب جانتا ہوں کہ صداقت کی بے خطا کسوٹی مُقرّر کرنا کتنا مُشکل ہے سچّے اعتقاد۔ سچّے ارادے۔ اور سچّے قول وغیرہ آٹھ قسم کے اعلیٰ فرائض میں حق کیا ہے۔ اسکا فیصلہ کون کرے؟ اسکا جواب ایک طرح سے بودھ مذہب

میں ملتا ہے۔ لیکن بھگوت گیتا میں اسکی چھان بین نہایت اعلیٰ طریقہ پر کی گئی ہے۔ گیتا میں یہ تحقیق کیساتھ بتلایا گیا ہے۔ کہ انسان کرموں کو ترک کرکے ہی اُن کے بندھن سے چھٹکارا نہیں پاسکتا اور نہ صرف سنیاس سے وہ پرم پد پراپت کرسکتا ہے بلکہ پرم پد اُسے حاصل ہوتا ہے۔ جس کے کرم تمناؤں سے مُبرّا ہوں۔ جسے کرموں کے پھل کی آرزو نہو۔ جسے کسی چیز کی خواہش یا لوبھ نہو۔ جس نے اپنے دِل پر قابُو پالیا ہو۔ اور جو بے لاگ ہوکر محض جسم سے کرم کرتا ہو۔

گیتا گیان کا سمندر ہے

مسٹر چارلس جونسٹن

اُپنشدیں گہری اور غیر متزلزل پہاڑی جھیلیں ہیں اور بھگوت گیتا اُن پہاڑوں کے دامن میں پہاڑیونکی جھیل ہے۔

جو اُسی آبِ معرفت سے لبریز ہے۔

ہندوستان کی قومی کتاب

مسٹر اے۔ ٹی بروکس

شریمد بھگوت گیتا ہندوستان کے مختلف سمپردایونکو متحد کرنے والی رسّی اور قومی زندگی کا بے بہا خزانہ ہے ہندوستان کا قومی دھرم گرنتھ بننے کے لئے جن جن باتوں کا ہونا ضروری ہے وہ تمام بھگوت گیتا میں موجود ہیں نہ صرف یہی بلکہ یہ سب سے بڑھکر آئندہ عالمگیر دھرم کی مذہبی کتاب ہے۔ ہندوستان کے منوّر زمانۂ ماضی کا یہ گران بہا عطیہ بنی نوع انسان کے اور بھی روشن مستقبل کا باعث ہوگا۔

گیتا کی عزّت کا باعث

مسٹر ہیلموٹ فان گلازی نب جرمنی

ہندوستان میں کئی درشن شاستر ہیں جنمیں ایشور اور برہم واد میں میل کرانے کی کوشش کیگئی ہے۔ جو کتاب ان دونوں سِدّھانتوں کی یکساں طور پر تائید کرتی ہے اُس کی بڑی عزّت ہوتی ہے۔ بھگوت گیتا میں شری کرشن (جو وشنو کا مکمّل اوتار تھے) سامنے آکر موکش کے سِدّھانت کی وضاحت کرتے ہیں۔ وہ سرگیہ اور سروشکتی مان ہیں اور تمام کائنات کے مالک ہیں جو لوگ شردھا سے اُن کی اوپاسنا کرتے ہیں اُنہیں وہ نجات عطا فرماتے ہیں۔

گیتا کا سنہری پیغام

ڈاکٹر لیونیل ڈی برنیٹ

شریمد بھگوت گیتا کو لاکھوں انسانوں نے سُنا پڑھا اور پڑھایا ہے۔ آتما کو ایشور کی طرف متوجہ کرنے میں یہ کتاب بے حد اُمید افزا ثابت ہوئی ہے کیونکہ اسکا مقصد ہر زمانہ اور ہر مقام کے متلاشیانِ حق کو فیضیاب کرنا اور اس کا پیغام زندگی کے تمام اعمال کو بے غرض خدمت کے طور پر پرماتما کے نام پر نچھاور کرنا ہے۔

گیتا کیسے پڑھنی چاہیئے

مسٹر ہالڈین ایڈورڈ سمپسن

شریمد بھگوت گیتا کو سمجھنے کا واحد ذریعہ اُسے پڑھنا

برابر پڑھتے رہنا۔ اور اُسے ذہن نشیں کرنا ہے تاکہ وہ دماغ کے پردۂ یادداشت پر اچھی طرح منقش ہو جائے۔ متعلم کو چاہیئے کہ شروع میں ہی گیتا کو سمجھنے یا اُسکے گیان کا اندازہ لگانیکی کوشش نہ کرے۔ محض دماغ سے اُسے سمجھنے کی کوشش چھوڑکر دل کو اُس کے اُپدیش میں لگائے رکھے اور لگاتار اُسے نگاہ میں رکھے اس کے الفاظ کا خیال کرے تاکہ وہ اس کے دلکی تہ تک پہونچ جائیں پھر آہستہ آہستہ وہ دل سے اس کے دماغ تک پہنچ جائیں گے اور اُس کے خیالات میں خلط ملط ہو کر اُسکے چال چلن کو تبدیل کر دیں گے یعنی اُس کے خیالات اور افعال خود بخود گیتا کی تعلیم کے مطابق ہونے لگیں گے۔

پُرانا اور نیا ایک ہی سوال

شریمتی ڈاکٹر۔ ایل۔ جے لیوڈارس جرمنی

گیتا میں اُس پُرانے اور نئے سوال کی طرح طرح سے چھان بین کی گئی ہے کہ مکتی دینے والا گیان کیسے حاصل کیا جائے۔ کیا ہم

کرم سے دھیان سے یا بھکتی سے ایشور کے ساتھ ایک ہو سکتے ہیں۔ کیا ہمیں آتما کی شانتی کے لئے دُنیا سے دور بھاگنا چاہیئے؟ گیتا میں یہ سوال متواتر نئی نئی شکل میں ملتا ہے۔ گیتا دھرم اور درشن شاستر سے بنی ہے اور اس میں یہ دونوں ندیاں ساتھ چل کر ایک دوسرے سے ملجاتی ہیں۔

بھگوت کی پرتگیا

پروفیسر محمد حافظ سعید ایم۔ اے ایل ٹی الہ آباد

شریمد بھگوت گیتا شری کرشن کا فرمان ہے۔ یہ وہ اُپدیش ہے جو اُنہوں نے کورو کشیتر کی رن بھومی میں دیا تھا۔ یہ ایسی کتاب ہے جو کسی خاص نسل اور مذہب کیلئے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے مُفید ہو سکتی ہے۔ اسمیں بھگوان نے وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ صدق دل سے لگاتار اُنکی یاد کرتے ہیں بھگوان اُنہیں بے خوف بنا دیتے ہیں۔

اُنہیں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔ اور اُنہیں اپنے آغوش میں جگہ دیتے ہیں۔

گیتا کی تعلیم

جناب مظفر حسین صاحب شمیم

بھگوت گیتا کا جن لوگوں کو غور سے مُطالعہ کرنیکا موقعہ ملا ہے وہ اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کرسکتے کہ گیتا اعلےٰ فلسفیانہ خیالات کا ایسا مجموعہ ہے جسے ہر مرتبہ پڑھنے کے بعد ایک نئی بات معلوم ہوتی ہے اور بار بار پڑھنے کے باوجود طبیعت سیر نہیں ہوتی گیتا کے مُطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہندِ قدیم کا فلسفہ بیحد بلند و اعلیٰ تھا اور ہمارے مُلک میں بڑے بڑے عالی دماغ و بالغ نظر فلسفی پیدا ہوچکے ہیں۔ جن اصحاب نے اُپنشدوں اور ویدوں کا بامعانِ نظر مُطالعہ کرنیکے ساتھ گیتا کو دیکھا ہوگا اور ہندُستانی

اِن مایۂ ناز تصانیف پر غور کیا ہوگا وہ فوراً کہہ اُٹھیں گے کہ بھگوت گیتا در اصل اُپنشدوں اور ویدوں کا جوہر ہے۔ گیتا سے یوں تو دُنیا کی عام قومیں کچھ نہ کچھ فائدہ اُٹھا سکتی ہیں لیکن مُردہ قوموں کے حق میں اِس کی تعلیم و ہدایت چراغِ راہ کا حکم رکھتی ہے۔ گیتا کو جو شخص صحیح طور پر سمجھ جائے اُس کی نظر میں رشتہ داروں۔ دوستوں اور عزیزوں کی محبّت کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اُس کے نزدیک جاہ و حشمت۔ حرص و طمع اور اِسی قسم کے دُوسرے کمینہ جذبات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اُسکی نگاہوں کے آگے انسانی زندگی کا تخیّل مختلف ہوتا ہے۔ وہ تحمّل کا بندہ بن جاتا ہے۔ حق و صداقت پر اپنی عزیز سے عزیز چیز قُربان کرنے پر تیّار ہو جاتا ہے اور سچّائی کی قُربان گاہ پر اپنی دُنیاوی خواہشات اور احساسات کے ذاتی تعلّقات اور محبّتوں کو بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔

دُنیا پُر از مصائب کیوں معلوم ہوتی ہے؟ اس لئے کہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کون ہیں دُنیا میں ہماری آمد کا مقصد کیا ہے

اگر ہمیں اپنی حقیقت معلوم ہو جائے تو پھر ہماری ساری مصیبتیں آپ ہی آپ ختم ہو جائیں گی۔ بشرطیکہ ہم دُنیا میں اپنے آنے کا صرف یہی مقصد نہ سمجھیں کہ انسان دُنیا میں فقط اپنے رشتہ داروں سے محبت کرنے اور جانوروں کی طرح کھانے پینے اور مرجانیکے لئے پیدا کیا گیا ہے بلکہ ہماری پیشِ نظر اپنی تخلیق کا اِس سے زیادہ بلند مفہوم موجود ہے۔ مرنے سے ہم کیوں ڈرتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ قالبِ خاکی ہی اصلِ زندگی ہے۔ اگر ہم یہ سمجھ جائیں کہ ہمارا یہ جسم ایک فانی شئے ہے بلکہ ہماری موجودہ زندگی کا اصلی سرچشمہ رُوح ہے جو امر ہے یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والی چیز ہے تو موت کا ڈر فوراً ہماری دلوں سے کافور ہو جائے گا۔ ہم موجودہ دُنیاوی خوشیوں اور مصیبتوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنے لگیں گے اور ابدی و سرمدی خوشی کی خاطر اپنی ہی عزیز ترین چیز کو قُربان کرنے پر آمادہ ہو جائینگے۔

میرے ناچیز خیال میں گیتا میں شری کرشن نے اِن ہی اہم مسائل کا حل فرمایا ہے۔ چُنانچہ آپ نے اِن مسائل مُہمّہ سے گذر کر

نجات حاصل کرنے کیلئے تین منزلیں قرار دی ہیں۔ ایک گیان دوسرے کرم اور تیسرے بھکتی۔

دُنیا کے مصائب سے تنگ آکر اور ہر ہر قدم پر اپنے عمل میں ناکام ہونیکے بعد انسان کی طبیعت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس دُنیائے فانی سے اُسکا دل اُداس ہو جاتا ہے اور وہ عملی دُنیا سے کوسوں ہٹ کر تصوفانہ خیالات کی دُنیا میں اُڑنے لگتا ہے اور ویراگ کے دائرے میں آجاتا ہے۔ ایسے نازک موقعہ پر گیتا اُسکا ہاتھ پکڑتی ہے اور اُس سے کہتی ہے کہ اُٹھ !! یہ دُنیا دُنیائے عمل ہے یہاں ناکامیوں اور مصائب سے گھبرا کر گوشۂ عافیت میں بیٹھ جانا ٹھیک نہیں۔ بلکہ مایوس دل شکستہ اور اُداس ہونے کی بجائے بھکتی سے اِس ویراگ کی حالت میں حصولِ مقصد کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے کیونکہ جب یہ معلوم ہے کہ عمل سے کسی حالت میں مفر نہیں تو پھر یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش بیٹھ جانا کیا معنی ؟ لیکن یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ انسان کوئی کام کسی مقصد کو

پیشِ نظر رکھکر کرتا ہے۔ جب اُسے اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی تو اُسکا خوش ہونا اور جب ناکامی ہوگی تو اُسکا رنجیدہ ہونا قُدرتی امر ہے تو پھر اُس کے خوش ہونے یا رنجیدہ ہونے پر نکتہ چینی کیوں کی جاتی ہے؟ اس موقع پر گیتا نے ایک قدم اور بڑھایا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ کامیابی یا ناکامی کے خیال سے بے نیاز ہوکر اِنسان کو چاہیئے کہ وہ حصُولِ مقصد کے لئے آگے بڑھتا جائے۔ اِنسان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ کسی مقصد کیلئے اس لئے جد وجہد کرے کہ وہ کامیابی کے پھُولوں سے دامن مُراد بھرے گا بلکہ اُس کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اپنے مقصد کی راہ میں محنت کرنا ہی اُس کا مقصد ہے۔ یہی وہ کرم ہے جسے عمل کیلئے عمل کرنا کہتے ہیں۔ اگر اِنسان نتائج وعواقب سے بے نیاز ہوکر عمل کی اس بلند و بالا منزل پر پہنچ جائے تو یقیناً یہی اُس کی نجات ہے۔ قولِ حکمت :-

چمنِ زارِ محبّت میں اُسی کی آبیاری ہے
کہ جس نے اپنی محنت ہی کو محنت کا ثمر جانا

شریمد بھگوت گیتا کے اِس منظوم ترجمہ کے متعلق چند معزز اصحاب نے اپنے خیالات بذریعہ خطوط مؤلف پر ظاہر فرمائے تھے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔
یقین ہے کہ ناظرینِ باتمکین کو اِن کا معلوم کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) ایڈیٹر پریچہ ہندوستان۔ مؤرخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء

خوش خبری نمبر ۲۔ دل چاہتا ہے کہ ناظرین ہندوستان کو آج ہم صرف ایک ہی مژدہ سُنا کر خاموش نہ ہو رہیں بلکہ پے در پے کئی خوشخبریاں دینا چاہتے ہیں۔ روزانہ ویپک کے اجراء کے علاوہ ہم نے ایک بے نظیر علمی ضیافت کا سامان بھی تیّار کیا ہے یعنی وہ قیمتی خزانے جن پر اُردو زبان کا لٹریچر ہمیشہ فخر کرے گا کوڑیوں کے مول نذر ناظرینِ باتمکین کریں گے یہ کتابیں وہ نہیں جن کو آپ ایکبار پڑھ کر پھینکدیں بلکہ حرزِ جاں بنانے کے قابل علمی تحفہ ہیں جتنی مرتبہ آپ اُنہیں دوچار کریں گے اُتنی ہی خیالات میں بلندی اور آتما کو آنند حاصل ہوگا منجملہ اُن کے ایک گیتا منظوم ہے گیتا کے بے شمار ترجمے اور صدہا ٹیکائیں

شایع ہو چکی ہیں۔ علامہ فیضی فیاضی نے اِس کو فارسی نظم کی لڑیوں میں بھی پرویا ہے مگر یہ اُردو منظوم گیتا اپنی آپ ہی نظیر ہے جو شریمان پنڈت دینا ناتھ صاحب بی۔ اے مدن دہلوی کی تصنیف لطیف ہے۔ اِس نظم میں خوبی یہ ہے کہ ہر ایک اشلوک کا بالکل صحیح ترجمہ ہے حشو و زواید سے پاک ہے ایک لفظ بھی زائد استعمال نہیں کیا گیا فاضل مُصنّف رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ جی مدن مرحوم کے فرزند ہیں جو دریائے معرفت کے شناور یکتا تھے اور جنہوں نے شریمد بھگوت گیتا کی اُردو ٹیکا بھی کی ہے جو مقبولِ خاص و عام ہو چکی ہے اور جس کے متعدد ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔

۲۔ ایڈیٹر سناتن دھرم پرکاش فیروزپور شہر۔ پرچہ دسمبر سنہ ۱۴ء

عشق حقیقی یعنی شریمد بھگوت گیتا جی کی بارھویں ادھیا بھکتی یوگ کا اُردو اشعار میں ترجمہ شریمان مانیہ ور پنڈت دینا ناتھ صاحب مدن بی۔ اے مُعجز دہلوی نے بموقعہ سالانہ جلسہ شری سناتن دھرم سبھا ملتان چھاؤنی یکم نومبر سنہ ۱۹۱۴ء کو پڑھا تھا

اِس نظم میں خاص خوبی یہ ہے کہ اِس کے اشعار کا وزن اور بحر وہی ہے جو اصل گیتا کے اشلوکوں کا ہے۔ یہ خوبی آجتک ہم نے کسی اُردو گیتا کے منظوم ترجمہ میں نہیں دیکھی۔

۳۔ از جناب ٹھاکر بلدیو سنگھ صاحب ٹیکہ ریاستِ کلیر ضلع کانگڑہ۔ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۱۴ء از کلیر

مانیہ ور پنڈت دینا ناتھ صاحب زادکرمۂ۔ بعد پرنام و آداب عرض ہے کہ کل مجھے جناب کی از حد عنایت "مخزن اسرار" کے ملنے سے اِس قدر خوشی ہوئی کہ قابل بیان نہیں ہے "مخزن اسرار" واقعی यथा नाम स्त था गुण: ہے یہ پُستک روزانہ میرے مُطالعہ میں رہے گی جس سے آئندہ کے واسطے ثواب نیز جناب کی یادگار دونوں کام ہو جائیں گے مگر اسقدر عرض ضرور ہے کہ باقی گیارہ ادھیا کو بھی جس طرح ہو سکے تیار کریں تاکہ مکمل پاٹ ہو سکے۔

—:o:—

۴۔ از جناب دیوان بشندا س صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
چنی گوٹ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء

مکرم بندہ تسلیم۔ میں آپ کے عطیہ کے لئے بدل متشکور ہوں
میں اس روحانی عطیہ کو شوق سے پڑھوں گا۔ ابھی تین صفحہ
پڑھے ہیں۔ دل خوش ہو گیا۔ نظم دلربا ہے اور مضمون روح افزا
یقین ہے کہ آپ اس شوق کو جاری رکھیں گے جس سے لوگوں کو
بے انتہا فائدہ پہونچے گا۔

۵۔ از جناب پنڈت ہمنو ہن ناتھ صاحب کول سابق گورنر
کشمیر حال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڈھ ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب مکرم بندہ زاد عنایتہ۔ تسلیم۔ ترجمہ بھگوت گیتا جی
منظوم مرسلہ آنجناب پہونچا جناب کی یاد فرمائی کا تہ دل سے متشکور
ہوں اور اظہار محبت کا اس سے جو ہوتا ہے اسکے شکریہ کے لئے
میرے پاس الفاظ موزوں نہیں ہیں سوائے اسکے کہ اس کے
لئے میں محبتانہ خیال میں شکریہ ادا کروں۔ ترجمہ منظوم بہت
اعلیٰ درجہ کا ہے اور ہر ایک امر جو اصل کتاب میں درج ہے وہ

اس مختصر سے رسالہ میں درج ہے۔

۶۔ جناب پنڈت روپ کشن صاحب ہنڈوا رمقام کوچین ساحلِ مالا بار ۸ر اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب۔ تسلیم۔ آپ کا تحفہ "مخزن اسرار" میرے پاس بمقام کوچین متصل ٹراونکور ساحل مالا بار براہ مدراس اسوقت پہنچا کہ جب میں سمندر کے کنارے ایک سپاری اور ناریل کے باغیچہ میں تنہا سب سے دور مگر اپنے گرو کے قریب تھا۔ آپ کو تحریر نہیں کر سکتا کہ میں نے کس قدر خوشی سے اس نعمت کو منظور کیا۔ اور آجکل میں وہ ۳۲ صفحہ ہر وقت پڑھتا ہوں اور اُس کا مزہ اُس تنہائی میں حاصل کرتا ہوں۔ میری آواز سمندر کے شور میں صرف مجھ کو سُنائی دیتی ہے اور ہر ایک مصرع سے سکھ سنتوش بھاو بھگتی۔ اور آخر کار وشواس حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے عرصہ کے بعد مجھکو یاد کیا مگر ایسا تحفہ میرے واسطے عنایت کیا کہ اس کا شکریہ میں کبھی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ شری گرو آپ کی محنت کا آپ کو ثمرہ دے۔ ایسی عام فہم اُردو کے معلی میں بھگوت گیتا کا نظم

کرنا آپ کی ہی ہمّت کا کام تھا یا یہ خیال فرمائے کہ آپ کے والد بزرگوار کی دعاء کا اثر ہے۔ ہر ایک مصرع پُر مضمون ہے آپ نے سات ادھیا کے ۳۰۹ منتر کو نظم فرمایا ہے میرا خیال ہے کہ پڑھنے والے اور سمجھنے والے کے واسطے پُورا پُورا (۷×۳۰۹)=۲۱۶۳ دِن کا کام ہے بشرطیکہ ۶ گھنٹہ روز صرف کرے یعنی (۲۱۶۳÷۳۶۰) یعنی ۶ سال اور ۳ یوم اِس چھوٹے سے رسالہ کے پڑھنے کو چاہئیں تو شاید کچھ سمجھ میں آئے۔

۷۔ از جناب پنڈت جگدیش نرائن صاحب شوپوری۔ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر نوبل سکول الور۔ تاریخ ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب کرم گستر زاد عنایتہٗ۔ نیاز بھگوت گیتا جی کا منظوم ترجمہ عنایتی سامی پہونچا۔ جناب کی محبّتِ دلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے اُسے کئی بار پڑھا۔ ہندوستانی فلسفہ کا عطر ہے۔

۸۔ از جناب پنڈت اقبال کشن صاحب کول عمارتی دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب لاہور۔ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب مکرم و معظم۔ بعد تسلیمات معروض خدمت آنکہ "مخزن اسرار"

پہونچا جس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں واقعی نہایت نادر کتاب ہے لیکن یہ بھی عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ سات اودھیا کا منظوم ترجمہ کرنے سے آپکی ذمہ داری بڑھ گئی ہے اور جب تک باقی گیارہ اودھیا کا ترجمہ مکمل ہو کر نہیں چھپتا آپ کی ذمہ داری ایک ذرہ بھی کم نہو گی پس اُمید ہے کہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی آپ کوشش کر رہے ہوں گے۔

۹ - از جناب پنڈت ترلوکی ناتھ صاحب (عرف کاٹجو)

ریونیو سیکریٹری فرمانروائے جاورہ سنٹرل انڈیا ۱۴ جنوری ۱۸۹۱ء

برادر صاحب کرم گستر۔ تسلیم۔ اب تو آپ کی عنایتی ترجمہ سات اودھیائے شری بھگوت گیتا کا وارد رہتا ہے جس خوبی سے آپ نے دریائے ناپیدا کنار کو کوزہ میں بند کیا ہے اُس سے آپ کی لیاقت اور فراست ظاہر ہوتی ہے پرم آتما آپ کو اِس احسانِ عظیم کا اِس دُنیا میں نیک نتیجہ عطا کرے گا اور بالضرور آپ کی خواہشات جو ہوں گی پورن کرے گا میں کیا لکھوں کہ میرے دل کی کیا کیفیت اس ترجمہ کو پڑھکر ہوتی ہے اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ جناب مرحوم کی نیک صفاتی

کا یہ ادنیٰ ظہور ہے۔ جناب مرحوم کے ترجمہ سے اور تشریح سے
کچھ سمجھ میں آتا تھا مگر یہ ترجمہ تو غضب کا مؤثر ہے میں بار
بار آپ کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دل گواہی دیتا ہے
میں کہوں یا نہ کہوں پوتھی برہم درشن آگئی ہے خوش قسمتی ہے
کہ ایسے صحیفہ جات نیک لوگوں کی عنایت سے تالیف ہو گئے اگر
اب بھی اُن سے فائدہ حاصل نہیں کیا جائے حیف کا مقام ہوگا
نہایت آرزو کے ساتھ پیار رکھتا ہے کہ براہِ کرم اس ترجمہ منظوم کو
پورا کیجئے میں کیا عرض کروں آپ کو خود خیال ہوگا جس وقت یہ
ترجمہ تکمیل کو پہونچکر طبع ہو براہِ مزید عنایت مکمل ترجمہ کی دس جلدیں
ویلو پی۔ ایبل۔ میرے پاس بھجوانے کا انتظام کر دیجئے میں از بس
سپاس گذار ہوں گا اور اگر آپ اس امر کی اطلاع مجھکو فرمائینگے
کہ مکمل ترجمہ کب ہو جائے گا تو میری تسکین ہو جاویگی اور میں
انتظار کے زمانہ کو اطمینان سے بسر کروں گا۔ تصدیعہ دہی کو
معاف فرمائیے گا۔

۱۰- از جناب پنڈت بہاری لال صاحب رینہ
ساکنِ رانی کٹرہ لکہنؤ تاریخ ۷ اپریل ۱۵ء

بھائی صاحب عزیز من۔ نارائن آپ کو بایں یاد فرمائی سلامت و شاد رکھے۔ شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ مرسلہ آپ کا مجھکو ملا۔ حالانکہ میرے پاس تین چار ترجمے اس کے اور بھی موجود ہیں مگر میں عرصہ سے اس جستجو میں تھا کہ کوئی اردو منظوم صحیح ترجمہ اس کا کہیں سے دستیاب ہوتا لہذا میں آپکی اس عنایت کا از حد ممنون ہوں کہ نارائن نے میری تمنا گھر بیٹھے و بلا مشقت آپ کے ذریعہ پوری کی۔ واقعی آپ نے نہایت عمدہ و بے کم و کاست نہایت سلیس عام فہم اردو نظم میں ترجمہ کر کے اور پبلک پر بہت بڑا احسان کر کے ثواب دارین حاصل کیا ہے میری رائے میں عام اہلِ ہنود کو آپ کا مشکور ہو کر اس کی قدر کرنا لازم ہے خاصکر ایسے تاریک زمانے میں جبکہ ہندو مذہب سے عام ناواقفیت اور گمراہی ہو رہی ہے ایسے متبرک ترجموں کی از حد

ضرورت ہے اُمید ہے کہ آپ بقیہ ترجمہ بھی ارسال فرما کر شکور کرینگے۔

۱۱۔ ازجناب رائے بہادر پنڈت سُرب نرائن صاحب عرف بہادر۔ ڈپٹی کلکٹر ریاست الور تاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۱۵ء

جناب مکرّم بہادر صاحب تسلیم۔ آپ نے جو تحفۂ مخزن اسرار ارسال فرمایا ہے اُسکے لئے از حد متشکور ہُوا۔ یہ کتاب آپ نے ایسی بنائی ہے کہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا ہے کہ آپ نے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ مجھے باقی حصّہ کے دیکھنے کی تمنا ہے معلوم نہیں کہ آپ کب اس گیتا کو مکمل کرینگے۔ اگر نثر میں آپکے والد صاحب کی لکھی ہوئی گیتا آپکے پاس موجود ہو تو ایک کاپی ارسال فرماویں۔

۱۲۔ ازجناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور ۲۹ مئی ۱۹۱۵ء

مخدومی جناب ساحر۔ وشنو پوران اور مخزن اسرار دونوں رسالے مجھے ایسے وقت ملے جب مجھے اُنکی سخت ضرورت تھی۔ مجھے اُنکے پڑھنے سے نہایت مسرّت ہوئی شکریہ قبول فرمایئے اور اپنے بھائی صاحب کی خدمت میں بھی میرا شکریہ پہنچایئے۔

۱۳۔ ازجناب پنڈت کامتا پرشاد صاحب عرف سکھیا ڈپٹی کلکٹر پنشنر بجنور ۵ جون ۱۹۱۵ء

برادر صاحب سراپا لطف و کرم سلامت۔ وشنو پوران و مخزن اسرار موصول ہوئے فی الواقع نہایت دلکش و بے نظیر نسخے ہیں۔ دیدۂ دل کو منوّر کرنیوالے ہیں۔ دونوں کا انداز ہے ایک سحر ہے تو دوسرا اعجاز ہے۔ زیادہ شکریہ عنایات۔

۱۴۔ از جناب پنڈت پران کشن صاحب عرف کول پوری منڈی اجمیر۔ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۵ء

برادر صاحب مکرم بندہ دام عنایتکم۔ تسلیم و نیاز۔ آپکا رسالہ مخزنِ اسرار یعنی بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ جو آپ نے ارسال فرمایا ہے میری نظر سے گذرا حقیقت میں دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے اور اس نادر تحفہ سے ہر روز زیر میشور کا خوب بھجن ہوتا ہے۔

۱۵۔ از جناب منشی نشیشر پرشاد صاحب المتخلص بہ منور محلہ نوبستہ لکھنو۔ ۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء

مکرم بندہ جناب معجز صاحب اداعزازہٗ۔ جے کرشن بھگوان کی۔ مخزنِ اسرار موصول ہوا میں آپکی کرم فرمائی کا تہ دل سے شکور ہوں۔ واقعی آپ نے یہ مذہبی اور مقدس کتاب لکھکر اردو لٹریچر اور ہندو دنیا پر جسقدر احسان کیا ہے اسکا شکریہ ادا کرنے کیلئے زبان قاصر ہے۔ شاعرانہ تصنع۔ سادگی۔ بلاغت ہر ایک خوبی نہایت عمدہ پیرایہ میں دکھائی گئی ہے میں نے ابھی چند اوراق پر سرسری نظر ڈالی ہے اسی اثنا میں اسقدر مسرت حاصل ہوئی کہ بیان نہیں کرسکتا۔ ایشور نے چاہا تو اسکا پاٹ کیا کرونگا۔ کاش کہ آپ ایسے اردو علم و ادب کے محسن اور ولدادۂ مذہب ہندو دنیا میں نمودار ہوکر جوہر لیاقت دکھائیں۔ مخزنِ اسرار میں اپنے احباو اعزا کو بھی دکھاؤں گا۔

امید کہ بہت جلد اس کی باقی ادھیاؤں کا نظم ترجمہ دیکھنے میں آئے گا ایشور سے پرارتھنا ہے کہ آپ علمی دنیا میں کامیاب ہوکر ہندوستان کے سرمایۂ ناز اور شاعرِ ممتاز ہو جائیں۔

قابلِ دید کتابیں خریدیئے

مُصنّفہ رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب مدن مرحوم دہلوی

۱۔ برہم درشن باتصاویر۔ اپنی قسم کا ایک عجیب اور حیرت انگیز صحیفہ ہے جس میں سناتن دھرم کے جملہ اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ گرنتھ دیوناگری اکشروں میں لکھا ہوا ہے اور اِسکی بھاشا شُدّہ اور سرل ہے۔ قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک تین روپیہ آٹھ آنہ۔

۲۔ فلسفہ الوہیت یعنی شریمد بھگوت گیتا کا اردو نثر اور نظم میں بامحاورہ ترجمہ۔ اِس کتاب میں مول منتر اور اُنکی ضروری شرح بھی موجود ہے۔ طبع پنجم کی قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک تین روپیہ چار آنہ۔

مرتبہ پنڈت امرناتھ صاحب مدن ساحر دہلوی

۳۔ فسانۂ توحید۔ یعنی وِشنو پُران کا اُردو ترجمہ مکمل (چھ حصّہ) اِسمیں اہلِ ہند کے فلسفوں کے اصول بیان کئے گئے ہیں اور توحید کے نقطۂ نظر سے اِنکی یگانگت ثابت کی گئی ہے۔ قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک تین روپیہ

۴۔ رازِ معرفت یعنی شریمد بھگوت گیتا کے فارسی ترجمہ مؤلفہ فیضی فیاضی سلیس اردو زبان میں ترجمہ قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک دس آنہ۔

۵۔ رسالۂ اسرار حقیقت و رموزِ معرفت۔ یعنی شری سوامی شنکر اچاریہ کے صحیفہ تتو بودہ اور آتم بودہ کا نہایت سلیس اردو زبان میں ترجمہ۔ قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک صرف چار آنہ۔

مرتبۂ پنڈت دینا ناتھ مدن معجز۔ بی۔ اے دہلوی

۶۔ مخزنِ اسرار۔ یعنی شریمد بھگوت گیتا کا اردو زبان میں منظوم ترجمہ معہ تصاویر و دیباچہ متعلق فلسفہ و دستور العمل بھگوت گیتا طبع سوم قیمت فی جلد بلا محصولِ ڈاک ایک روپیہ۔

۷۔ جلوۂ جہاں نما۔ یعنی بھگوت گیتا کی گیارہویں ادھیا موسوم وشو روپ درشن کا اردو نظم میں اقتباس بزبانِ عارفِ کامل پنڈت پران کشن صاحب ہاکسر مرحوم سابق اتالیقِ مہاراجہ صاحب گوالیار۔ قیمت فی جلد بلا محصولِ ڈاک صرف چار آنہ۔

۸۔ کلیات ساقی۔ یعنی نغمۂ بلبلِ کشمیر از تصنیف پنڈت جواہر ناتھ صاحب کول غمخوار متخلص بہ ساقی قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ایک روپیہ بارہ آنہ۔

ملنے کا پتہ:۔

پنڈت دینا ناتھ مدن۔ بی۔ اے۔ اکونٹنٹ پنشنر
معجز دہلوی۔ ساکن لال حویلی محلہ چوڑیگراں
دہلی

Select Opinions and Reviews.

Communicated to the compiler in letters acknowleding receipt of the first seven chapters of Bhagwadgita.

Year 1914.

From Rai Bahadur Pandit Shiv Narain Shamim Advocate Chief Court Panjab Lahore, 9th March 1914.

Many thanks for your translation of the first canto of the Gita in Urdu verse. I know it is your old theme and so was it your revered father's. I shall read it carefully and profit by the wisdom contained in that holy book much preverted in these days.

---

(2) From the Honble Dr. Tej Bahadur Sapru M. A. Advocate High Court Allahabad, 5th March 1914.

It is such a pleasure to receive your metrical version of the Gita. Pray accept my best thanks for it I am glad you keep up your literary tastes, as for me, I too find some refuge in literature.

(3) From Diwan Som Nath Madan B. A. Sub Judge Gurdaspur, 10th October 1914.

Please excuse me for being late in acknowledging with thanks Shrimad Bhagwad Gita's poetical translation so kindly sent by you to me. The translation is a fine work and shows the mastery of the poet over the language it has been rendered into.

---

(4) From Lala Tara Chand Kapur B. A., LL. B. Lyallpur, 24th February 1914.

Thanks for your kind remembrance and the holy present. I congratulate you on your giving to the public the thing which was wanted the most. The brief concise and the exact words used by you show that the holy text has not at all been robbed of its original grandeur.

---

(5) From Diwan Gyan Nath Madan B. A. Extra Assistant Commissioner Lyallpur, 21st February 1914.

Many thanks for the "Makhzani Israr" sent by you. It is a very nice composition and the exquisite beauty of the original is not lost in the translation. Really you ought to be congratulated for turning out such a nice little holy manual.

(6) From Pandit Nand Lal Tikkoo E. A. C. Jalalabad, 8th May 1914.

I acknowledge with thanks the receipt of a copy of "Makhzan" Israr" which you have so kindly presented to me. It is a valuable production and I will keep it with me as a token of your good wishes to me.

---

(7) From Rai Sahib Dr. Pandit Bal Kishan Kaul Fellow of Theosophical Society Lahore, 6th March 1914.

I am in receipt of your translation of the Bhagwad Gita in Urdu verse for which accept many thanks.

---

(8) From Pandit Bishen Narain Sahib Raina. President Temperance Society Amritsar, 7th March 1914.

Thank you very much for the lovely present of the versified translation of Bhagwad Gita. Your attempt is laudable and may you live long to make such useful literary contributions and thus translate the whole gospel of Truth and Divine song of the Lord. I will keep this as a valuable token of love. When the new edition of your versified complete Gita is ready, I should like to have a copy of it or of the remaining eleven chapters.

(9) From Lala Behari Lal, B. A. E. A. C. Law Magistrate 1st Class and Civil Judge Jaora, 6th January 1915.

I have derived very great pleasure from a perusal of your excellent composition and admire your genius ability and angelic virtues. I should feel most grateful if you be so kind as to supply me with one copy of your golden "Makhzani Israr" at any cost you like. I am very anxious to read it daily and pour blessings on the writer of it.

---

(10) From Lala Behari Lal B. A. E. A. C. Law Magistrate 1st Class and Civil Judge Jaora, 14th January 1915.

Very many thanks for your favour of presentation of a copy of the Divine song. Really it is a golden present wh ch I will alway remember with feelings of love and gratitude. I congratulate you for such an excellent poetical production unique in its qualities.

---

(11) From Rai Bahadur Pandit SukhDeo Pershad B. A. C. I. E. Prime Minister Udaipur State Udaipur, 12th April 1915.

It is very kind of you to present me with a copy of your "makhzani Israr." It is a true and faithful metric version in Urdu of Shri Gita the cream of our Hindu Philosophy. While following both the letter

and spirit of the text, you have not sacrificed the purity and lucidity of diction To you it has been a labour of love It is a production worthy of a son of the late Rai Bahadur Pandit Jankinath Sahib of beloved memory.

---

(12) From Diwan Daya Kishan Kaul B. A. C. I. E. Revenue Member State Alwar, 11th April 1915.

I am much obliged to you for the book "Makhzani Israr" the outcome of your labour and poetic talent which you sent me. I have gone through a good bit of it and find your translation of Bhagwadgita in verse to be concise, to the point and expressive. I congratulate you on the production of this publication. I hope it will be found useful by Urdu—reading public and will be generally appreciated.

---

(13) From Lala Gobind Ram Assistant Accountant General P. W. D. Hyderabad, Deccan, 13th April 1915.

Many thanks for the Urdu translation of Bhagwat Gita so kindly sent by you. I hope I shall derive much benefit by its study. I shall be obliged if you could let me have further parts when printed.

---

(14) From P. Brij Kishan Topa, B. A., L. L. B. Kashmiri Mohalla Lucknow, 16th April 1915.

Please accept my best thanks for a copy of the metric version of the Bhagadgita in Urdu. I was

really much pleased to read it. I should like to have the remaining chapters also. The translation is good and faithful and will, I hope, prove a boon to the Urdu-reading public who can not enjoy the beauty of the original.

---

(15) From Pandit Lakshmi Narain Mushran Malguzar Narsinghpur, 2nd June 1915.

It is with deep gratitude and thanks that I beg to ackdowledge the receipt of your "Makhzani Israr" and of Vishnu Puran edited by your venerble brother Pandit Amarnath Madan. Your double acts of genius, of literal translation and then versifying it are quite visible from its perusal. Please accept my congratulations on the success achieved by you in versifying the Divine Song in Urdu. It was a long felt want in this country I will be very glad to go through them. I take them to be mastser-pieces of our Literature. I beg to pray for the long life of the authors who are endeavouring to revive our forgotten literature and philosophy.

---

(16) From Munshi Babu Lal Tehsildar Karchhana U. P., 8th June 1915.

Would you please allow me to offer my sincere thanks to you for the valuable presents of the metric translation of Shrimad Bhagwadgita and of Vishnu Puran. I went through them both as my first reading

and have been much benefitted even by the cursory reading. I am now studying them one by one. I find them heart-elevating and very calm and soothing study.

The remaining portions of them both are in the course of preparation and I will be fortunate enough to have them in due course.—Om shanti, shanti, shanti

---

(17) From Lala Daulat Ram Puri B. A. B. T. Second Master, The King George Hindu High School Gujranwala 8th September 1915.

Shrimanji—I thank you from the very core of my heart on the presentation of a copy of the sacred Gita in Urdu verse. The more I peruse it, the more I take relish in it. Its angelic beauty, the retention of the orignal grandeur and the true ryhme and rythm all make me admire your penmanship and genius. This collection of sacred hymns-nay this Treasure of Divine Secrets in its present form through & through resounds with praise of and reflects credit on the writer From the literary standpoint and otherwise you have certainly rendered a yeoman's service to the Hindu community in particular and the world in general. Kindly accept my thanks and hearty congratulations. I will keep this book as a mark of love and good wishes. I should like to have a copy of the remaining four chapters when ready.

(18) From Diwan Mangal Sain President Sanatan Dharam Mandal, 2nd April 1916.

Many thanks for your kind post card of the 16th March 1916 as well as for a copy of the Bhagwad Gita in Urdu. Owning to want of time, I have not been able as yet to go through the whole of your value work but from what little I have seen of it, I can without any exaggeration say that the work is highly praiseworthy and has supplied the long felt demand of those who for want of Sanskirt knowledge could not derive proper benefit and pleasure from the study of the incorrect and incomplete transtions that are, from time to time, made by persons of ordinary capabilities whose real object lies in making money and not in rendering some service to the Hindoo Dharam.

Yours is a true Service to the Hindoo religion and I am sure it will be highly appreciated in all quarters.

The Khannah Press, Delhi.

جنگل میں اِک کمہار ہے وہ سامنے کھڑا
سَو بار ڈھونڈ کر جسے ملتا نہیں گدھا

بتلائیں آپ اُس کے گدھے کا پتہ کہیں
دیکھیں سمجھ بھی رکھتے ہیں کچھ آپ یا نہیں